B9ED203DST

سماجی مطالعات کی تدریسیات

(Pedagogy of Social Studies)

فاصلاتی اور روایتی نصاب پر مبنی خود اکتسابی مواد

برائے

بیچلر آف ایجوکیشن

(دوسرا سمسٹر)

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی

حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

© مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد

کورس۔ بیچلر آف ایجوکیشن

ISBN: 978-93-80322-38-4
First Edition: August, 2018
Second Edition: July, 2019
Third Edition: March, 2022

ناشر	:	رجسٹرار، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد
اشاعت	:	مارچ، 2022
قیمت	:	105روپے
تعداد	:	1000 کاپیاں
ترتیب وتزئین	:	ڈاکٹر محمد اکمل خان، نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
سرورق	:	ڈاکٹر ظفر احمد (ظفر گلزار)، ڈی ٹی پی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد
مطبع	:	کرشک آرٹ پرنٹرس، حیدرآباد

سماجی مطالعات کی تدریسیات

(Pedagogy of Social Studies)
For B.Ed. 2nd Semester

On behalf of the Registrar, Published by:
Directorate of Distance Education
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad-500032 (TS), Bharat
Director: dir.dde@manuu.edu.in **Publication:** ddepublication@manuu.edu.in
Phone: 040-23008314 **Website:** manuu.edu.in

کورس ریوژن کمیٹی

(Course Revision Committee)

Prof. Mushtaq Ahmed I. Patel Professor, Education (DDE)	پروفیسر مشتاق احمد آئی۔ پٹیل پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)
Prof. Najmus Saher Professor, Education (DDE)	پروفیسر نجم السحر پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)
Dr. Sayyad Aman Ubed Associate Professor, Education (DDE)	ڈاکٹر سید امان عبید اسوسی ایٹ پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)
Dr. Banwaree Lal Meena Assistant Professor, Education (DDE)	ڈاکٹر بنواری لال مینا اسسٹنٹ پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)
Dr. Mohd Akmal Khan Directorate of Distance Education, MANUU	ڈاکٹر محمد اکمل خان نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
Dr. Abdul Basit Ansari Directorate of Distance Education, MANUU	ڈاکٹر عبدالباسط انصاری نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
Mr. Faheem Anwar Directorate of Distance Education, MANUU	جناب فہیم انور نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

مجلس ادارت۔اشاعت اوّل ودوم

(Editorial Board-1st and 2nd Edition)

مضمون مدیر

(Subject Editor)

Dr. Md. Athar Hussain
Assistant Professor
Department of Education & Training, MANUU

ڈاکٹر محمد اطہر حسین
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ تعلیم وتربیت، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

زبان مدیر

(Language Editor)

Prof. Najmus Saher
Professor and Programme Coordinator, B.Ed. (DM)
Directorate of Distance Education
Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad

پروفیسر نجم السحر
پروفیسر و پروگرام کوآرڈی نیٹر، بی۔ایڈ۔(فاصلاتی طرز)
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

مجلس ادارت۔اشاعت سوم

(Editorial Board-3rd Edition)

مضمون مدیران

(Subject Editors)

Prof. Mushtaq Ahmed I. Patel	پروفیسر مشتاق احمد آئی۔پٹیل
Professor, Education (DDE)	پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)
Prof. Najmus Saher	پروفیسر نجم السحر
Professor, Education (DDE)	پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)
Dr. Sayyad Aman Ubed	ڈاکٹر سید امان عبید
Associate Professor, Education (DDE)	اسوشی ایٹ پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)
Dr. Banwaree Lal Meena	ڈاکٹر بنواری لال مینا
Assistant Professor, Education (DDE)	اسسٹنٹ پروفیسر، تعلیم (ڈی ڈی ای)

زبان مدیر

(Language Editor)

Dr. Mohd Akmal Khan	ڈاکٹر محمد اکمل خان
Directorate of Distance Education	نظامت فاصلاتی تعلیم
Maulana Azad National Urdu University	مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

نظامت فاصلاتی تعلیم

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

گچی باؤلی، حیدرآباد۔32، تلنگانہ، بھارت

پروگرام کوآرڈی نیٹر

پروفیسر نجم السحر، پروفیسر (تعلیم)
نظامت فاصلاتی تعلیم، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد

مصنفین	**اکائی نمبر**
ڈاکٹر محمد طالب اطہر انصاری، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بیدر	اکائی 1
ڈاکٹر ذکی ممتاز، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، اورنگ آباد	اکائی 2
ڈاکٹر اشونی، اسسٹنٹ پروفیسر، نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو	
ڈاکٹر شفاعت احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، دربھنگہ	اکائی3
ڈاکٹر نہال احمد انصاری، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، آسنسول	اکائی 4
ڈاکٹر مظفر اسلام، اسسٹنٹ پروفیسر، مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، نوح	اکائی 5

فہرست

پیغام	وائس چانسلر	8
پیغام	ڈائرکٹر	9
کورس کا تعارف	پروگرام کوآرڈی نیٹر	10
اکائی 1:	تاریخ وجغرافیہ کی درس وتدریس	13
اکائی 2:	علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریس اور اکتساب	34
اکائی 3:	سماجی علوم میں نصابی منصوبہ بندی	75
اکائی 4:	سماجی علوم میں تدریسی اشیاء	98
اکائی 5:	سماجی مطالعہ میں تعین قدر	117
	نمونہ امتحانی پرچہ	**148**

پیغام

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی 1998 میں وطنِ عزیز کی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کی گئی۔اس کے چار نکاتی مینڈیٹس ہیں: (1)اردو زبان کی ترویج وترقی (2)اردو میڈیم میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی (3)روایتی اور فاصلاتی تدریس سے تعلیم کی فراہمی اور (4) تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ۔ یہ وہ بنیادی نکات ہیں جو اِس مرکزی یونیورسٹی کو دیگر مرکزی جامعات سے منفرد اور ممتاز بناتے ہیں۔قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں بھی مادری اور علاقائی زبانوں میں تعلیم کی فراہمی پر کافی زور دیا گیا ہے۔

اُردو کے ذریعے علوم کو فروغ دینے کا واحد مقصد ومنشا اُردو داں طبقے تک عصری علوم کو پہنچانا ہے۔ایک طویل عرصے سے اُردو کا دامن علمی مواد سے لگ بھگ خالی رہا ہے۔کسی بھی کتب خانے یا کتب فروش کی الماریوں کا سرسری جائزہ اس بات کی تصدیق کر دیتا ہے کہ اُردو زبان سمٹ کر چند ''ادبی'' اصناف تک محدود رہ گئی ہے۔یہی کیفیت اکثر رسائل واخبارات میں دیکھنے کو ملتی ہے۔اردو میں دستیاب تحریریں قاری کو کبھی عشق ومحبت کی پُر پیچ راہوں کی سیر کراتی ہیں تو کبھی جذباتیت سے پُر سیاسی مسائل میں اُلجھاتی ہیں،کبھی مسلکی اور فکری پس منظر میں مذاہب کی توضیح کرتی ہیں تو کبھی شکوہ وشکایت سے ذہن کو گراں بار کرتی ہیں۔تاہم اُردو قاری اور اُردو سماج دورِ حاضر کے اہم ترین علمی موضوعات سے نابلد ہیں۔چاہے یہ خود ان کی صحت وبقا سے متعلق ہوں یا معاشی اور تجارتی نظام سے،یا مشینی آلات ہوں یا ان کے گرد وپیش ماحول کے مسائل ہوں،عوامی سطح پر اِن شعبہ جات سے متعلق اردو میں مواد کی عدم دستیابی نے عصری علوم کے تئیں ایک عدم دلچسپی کی فضا پیدا کر دی ہے۔یہی وہ مبارزات (Challenges) ہیں جن سے اُردو یونیورسٹی کو نبرد آزما ہونا ہے۔نصابی مواد کی صورت حال بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔اِسکولی سطح پر اُردو کتب کی عدم دستیابی کے چرچے ہر تعلیمی سال کے شروع میں زیرِ بحث آتے ہیں۔چوں کہ اُردو یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اور اس میں عصری علوم کے تقریباً سبھی اہم شعبہ جات کے کورسز موجود ہیں لہٰذا اِن تمام علوم کے لیے نصابی کتابوں کی تیاری اِس یونیورسٹی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔انہیں مقاصد کے حصول کے لیے اردو یونیورسٹی کا آغاز فاصلاتی تعلیم سے 1998 میں ہوا تھا۔

مجھے اِس بات کی بے حد خوشی ہے کہ اس کے ذمہ داران بشمول اساتذہ کرام کی انتھک محنت اور ماہرینِ علم کے بھرپور تعاون کی بنا پر کتب کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا ہے۔فاصلاتی تعلیم کے طلباء کے لیے کم سے کم وقت میں خود اکتسابی مواد اور خود اکتسابی کتب کی اشاعت کا کام عمل میں آ گیا ہے۔پہلے سمسٹر کی کتب شائع ہو کر طلباء وطالبات تک پہنچ چکی ہیں۔دوسرے سمسٹر کی کتابیں بھی جلد طلباء تک پہنچیں گی۔مجھے یقین ہے کہ اس سے ہم ایک بڑی اردو آبادی کی ضروریات کو پورا کر سکیں گے اور اِس یونیورسٹی کے وجود اور اس میں اپنی موجودگی کا حق ادا کر سکیں گے۔

پروفیسر سید عین الحسن
وائس چانسلر

پیغام

فاصلاتی طریقۂ تعلیم پوری دنیا میں ایک انتہائی کارگر اور مفید طریقۂ تعلیم کی حیثیت سے تسلیم کیا جاچکا ہے اور اس طریقۂ تعلیم سے بڑی تعداد میں لوگ مستفید ہورہے ہیں۔ مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی نے بھی اپنے قیام کے ابتدائی دنوں ہی سے اردو آبادی کی تعلیمی صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے اِس طرزِ تعلیم کو اختیار کیا۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا آغاز 1998 میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور ٹرانسلیشن ڈِویژن سے ہوا اور اس کے بعد 2004 میں باقاعدہ روایتی طرز تعلیم کا آغاز ہوا اور بعد ازاں متعدد روایتی تدریس کے شعبہ جات قائم کیے گئے۔ نو قائم کردہ شعبہ جات اور ٹرانسلیشن ڈِویژن میں تقرریاں عمل میں آئیں۔ اس وقت کے اربابِ مجاز کے بھرپور تعاون سے مناسب تعداد میں خود مطالعاتی مواد تحریر و ترجمے کے ذریعے تیار کرائے گئے۔

گزشتہ کئی برسوں سے یو جی سی۔ ڈی ای بی DEB-UGC اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ فاصلاتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات کو روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات اور نظامات سے کماحقہ ہم آہنگ کر کے نظامتِ فاصلاتی تعلیم کے طلبا کے معیار کو بلند کیا جائے۔ چوں کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی فاصلاتی اور روایتی طرزِ تعلیم کی جامعہ ہے، لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے یو جی سی۔ ڈی ای بی کے رہنمایانہ اصولوں کے مطابق نظامتِ فاصلاتی تعلیم اور روایتی نظامِ تعلیم کے نصابات کو ہم آہنگ اور معیار بلند کر کے خود اکتسابی مواد SLM از سرِ نو بالترتیب یو جی اور پی جی طلبا کے لیے چھ بلاک چوبیس اکائیوں اور چار بلاک سولہ اکائیوں پر مشتمل نئے طرز کی ساخت پر تیار کرائے جا رہے ہیں۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم یو جی، پی جی، بی ایڈ، ڈپلوما اور سرٹیفکیٹ کورسز پر مشتمل جملہ پندرہ کورسز چلا رہا ہے۔ بہت جلد تکنیکی ہنر پر مبنی کورسز بھی شروع کیے جائیں گے۔ متعلمین کی سہولت کے لیے 9 علاقائی مراکز بنگلورو، بھوپال، دربھنگہ، دہلی، کولکاتا، ممبئی، پٹنہ، رانچی اور سری نگر اور 5 ذیلی علاقائی مراکز حیدرآباد، لکھنؤ، جموں، نوح اور امراوتی کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک تیار کیا ہے۔ ان مراکز کے تحت سرِدست 155 متعلم امدادی مراکز (Learner Support Centres) کام کر رہے ہیں، جو طلبا کو تعلیمی اور انتظامی مدد فراہم کرتے ہیں۔ نظامت فاصلاتی تعلیم نے اپنی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں آئی سی ٹی کا استعمال شروع کر دیا ہے، نیز اپنے تمام پروگراموں میں داخلے صرف آن لائن طریقے ہی سے دے رہا ہے۔

نظامتِ فاصلاتی تعلیم کی ویب سائٹ پر متعلمین کو خود اکتسابی مواد کی سافٹ کاپیاں بھی فراہم کی جارہی ہیں، نیز جلد ہی آڈیو۔ ویڈیو ریکارڈنگ کا لنک بھی ویب سائٹ پر فراہم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ متعلمین کے درمیان رابطے کے لیے ایس ایم ایس (SMS) کی سہولت فراہم کی جارہی ہے، جس کے ذریعے متعلمین کو پروگرام کے مختلف پہلوؤں جیسے کورس کے رجسٹریشن، مفوضات، کونسلنگ، امتحانات وغیرہ کے بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ ملک کی تعلیمی اور معاشی حیثیت سے پچھڑی اردو آبادی کو مرکزی دھارے میں لانے میں نظامتِ فاصلاتی تعلیم کا بھی نمایاں رول ہوگا۔

پروفیسر محمد رضاء اللہ خان
ڈائرکٹر، نظامت فاصلاتی تعلیم

کورس کا تعارف

سماجی علوم (Social Sciences) انسان کے انفرادی یا اجتماعی دونوں حیثیتوں سے سائنٹفک مطالعے کو کہتے ہیں۔ اس میں ایسے تمام علوم شامل ہوتے ہیں جن کا تعلق انسان اور سماج سے ہوتا ہے۔ جب کہ سماجی مطالعات اسکولی نصاب میں ایک جدید اصطلاح ہے۔ اس میں عام طور پر انہی علوم کو شامل کیا جاتا ہے جو اسکولی سطح پر طالب علم کو سماج اور اس کے مختلف امور کو سمجھنے میں معاون ہوتے ہیں۔

بی۔ایڈ کے سمسٹر اوّل کے نصاب میں آپ نے سماجی مطالعات سے متعلق بنیادی تصورات، سماجی مطالعات کی تدریس کے مقاصد، طریقے، حکمت عملیاں، تکنیکس وغیرہ کے تعلق سے معلومات حاصل کیں۔ نیز سماجی مطالعات کی تدریس کی منصوبہ بندی اور تدریسی ذرائع سے بھی واقف ہوئے۔

یہ کورس پچھلے سمسٹر کے کورس کا ہی تسلسل ہے۔ اس کورس میں جملہ پانچ اکائیاں ہیں۔ اکائی (1) ''تاریخ اور جغرافیہ کی درس و تدریس'' اس اکائی میں جغرافیہ اور تاریخ کے اہم تصورات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اکائی (2) ''علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریس و اکتساب'' ہے جبکہ اکائی (3) سماجی مطالعات کے نصاب کی منصوبہ بندی سے متعلق ہے۔ اکائی (4) میں ایک معلم کے لیے سماجی مطالعات کی تدریس کو موثر بنانے کے لیے استعمال کیے جانے والے تدریسی اشیاء سے متعلق ہے۔

آخری اکائی (5) میں تعین قدر سے جڑی مختلف اصطلاعات کی تفہیم، مسلسل جامع جانچ کا تصور اور دیگر امور شامل کئے گئے ہیں۔

پروفیسر نجم السحر

پروگرام کوآرڈینیٹر

سماجی مطالعات کی تدریسیات

(Pedagogy of Social Studies)

اکائی 1۔ تاریخ وجغرافیہ کی درس وتدریس

(Teaching and Learning of History and Geography)

اکائی کے اجزا

1.0 تمہید (Introduction)

1.1 مقاصد(Objectives)

1.2 دنیا کی تاریخ کے اہم ادوار(Periodization of World History)

1.3 دنیا میں رائج اہم ترین تاریخی نظام حکومت (Common forms of Government)

1.31 نوآبادیات (Colonialism)

1.3.2 سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)

1.3.3 جمہوریت (Democracy)

1.3.4 شہریت (Citizenship)

1.4 دنیا کے اہم ترین انقلاب(Important Revolution in the World)

1.4.1 امریکن انقلاب (American Revolution)

1.4.2. فرانسیسی انقلاب(French Revolution)

1.4.3 روسی انقلاب(Russian Revolution)

1.5 ہندوستانی تاریخ کے ادوار(Periods of Indian History)

1.5.1 عہد قدیم (Ancient India)

1.5.2 عہد قرون وسطی (Medeival India)

1.5.3 عہد جدید (Modern India)

1.5.4 دور حاظر(Contemporary India)

1.6 علم جغرافیہ کے بنیادی تصورات (Fundamental Concepts of Geography)

1.6.1 بین الاقوامی خط تاریخ (International Date Line)

1.6.2 عرض البلد (Latitudes)

1.6.3 طول البلد(Longitudes)
1.6.4 زمین کی حرکت(Earth Rotation)
1.6.5 علم موسمیات (Climatology)
1.6.6 درجہ حرارت(Temperature)
1.6.7 ہوااور ہوا کا دباؤ (Wind and Wind Pressure)
1.6.8 فضا میں نمی کی مقدارت (Humidity)
1.6.9 علم مائیات(Hydrology)
1.6.10 علوم سمندر(Oceanology)
1.7 ہندوستانی جغرافیہ (Indian Geography)
1.7.1 ہندوستانی دریا(Indian River)
1.7.2 ہندوستان میں زمین کی ساخت (Indian land Forms)
1.8 یادرکھنے والے اہم نکات(Points to be Remembered)
1.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Exercises)
1.10 فرہنگ (Glossary)
1.11 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

تمہید(Introduction)

عام طور پر سماجی علوم علم کی ایک وسیع شاخ ہے جس میں ہم سماج سے تعلق رکھتے ہوئے مختلف معاشرتی علوم، علوم بشریات (Humanities) اور تاریخی مضامین کا مطالعہ کرتے ہیں۔اسکولی سطح پر سماجی علوم کا ایک مربوط اور منظّم مطالعہ کیا جاتا ہے جس میں انسانیات، آثاریات، معاشیات، تاریخ، جغرافیہ، عدلیہ، نفسیات، مذہب، اور عمرانیات جیسے تعلیمی شعبہ کی شمولیت رہتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ریاضی وقدرتی سائنس کے مضامین سے بھی ضروری مواد مضمون شامل کیا جاتا ہے، اسی وجہ سے اس علم کی شاخ کو سماجی سائنس(Social Science) کا درجہ دیا جاتا ہے جو کہ 1916ء میں امریکہ اور 1937ء میں مہاتما گاندھی کی بنیادی تعلیم کے مدنظر اسکولی سطح پر اسکولی نصاب میں سماجی مطالعہ (Social Studies) کے طور پر پڑھا اور سمجھا جاتا ہے۔ہندوستان میں عام طور پر اسکولی سطح پر سماجی علوم کے مطالعے میں ضروری طور پر چار مضامین کی شمولیت رہتی ہے جس میں علوم جغرافیہ، تاریخ، معاشیات اور شہریت شامل کیے جاتے ہیں۔اس اکائی میں تاریخ اور جغرافیہ کی تدریس اور اس سے متعلق اہم تصورات اور اور طریقوں کو پیش کیا گیا ہے۔

مقاصد(Objectives)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ دنیا میں رائج اہم ترین مختلف تاریخی نظام حکومت کو جان سکیں۔
- ☆ دنیا کے کے نوآبادیاتی نظام، سرمایادارانہ نظام، جمہوری نظام اور شہریت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ امیریکہ، فرانس اور روس کے انقلاب کو سمجھ سکیں۔
- ☆ ہندوستان کے مختلف تاریخی ادوار کو جان سکیں گے۔
- ☆ جغرافیہ کے بنیادی تصورات کو سمجھ سکیں۔
- ☆ ہندوستانی جغرافیہ کے تعلق سے دریاؤں اور زمین کی مختلف شکلوں کو پہچان سکیں۔

1.2 دنیا کی تاریخ کے اہم ادوار(Periodization of World History)

انسانی تاریخ یا عالمی تاریخ انسانیت کے ماضی کی داستان تصور کی جاتی ۔ یہ آثار قدیمہ (Archaeology) ،علم بشریات (Anthropology)، علم جینیات (Genetics) اور علم لسانیات (Linguistics) کے ذریعے سمجھا جاتا ہے۔عالمی تاریخ سماجی مطالعہ کا ایک اہم حصہ ہے جس میں بنیادی طور پر ہم 18 وی صدی عیسوی کے واقعات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔طالب علموں کو عالمی تاریخ کی تفصیلی اور مکمل سمجھ ہونی چاہیے جس سے طلبا بین الاقوامی تعلقات کو بہ خوبی سمجھ سکیں۔علمی تاریخ کو ہم عام طور پر ہم چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1.2.1 ماقبل تاریخ (Prehistory C. 3.3 Million to 5000 Years Ago)

جسے قبل از ادبی تاریخ بھی کہا جاتا ہے، انسانی تاریخ کا وہ دور ہے جس میں انسانی نسل کی شروعات سے پہلے کا دور آوازوں کی پہچان کا دور

اور پتھر کا دور شامل رہتا ہے، جسکی شہادت مختلف علامتوں، نشانات، تصاویر اور آثار قدیمہ کی مدد سے حاصل کر سمجھا جاتا ہے۔

1.2.2 قدیم تاریخ (Ancient history (3000 BCE to 500 CE)

قدیم تاریخ کا دور عام طور سے 3,000 قبل مسیح سے شروع ہوکر 500 صدی عیسوی تک مانا جاتا ہے جہاں پر دنیا کے مختلف خطوں میں مختلف تہذیبوں کا عروج وزوال، محوری عمر (Axial Age) کے ساتھ ساتھ علاقائی سلطنتوں کا عروج اور زوال اور پھر دوبارہ منظر عام پر آنا شامل رہتا ہے اس وقت مختلف زبانوں اور ابتدائی تحریری نظام کی علامات حاصل ہوتی ہیں۔

1.2.3 مابعد کلاسیکی تاریخ (Post-classical history (500 CE to 1500 CE)

مابعد کلاسیکی دور عام طور پر 500 صدی عیسوی کے آس پاس کا دور ہے جو کہ مختلف قدیمی ثقافتی تاریخ کا دور ہے جو کہ بحر یہ روم کے آس پاس مرکوز ہے، جب کہ قدیم روم کی سلطنت اور قدیم یونان وغیرہ کی سلطنت کی مختلف جڑی ہوی تہذیبوں پر مشتمل ہے۔ عام طور پر اس تاریخ کو گریکورومن دنیا کہا جاتا ہے۔ یہ دور عام طور پر بڑی بڑی ریاستوں کے عروج وزوال کی داستان بیان کرتا ہے۔ جس میں عام طور پر مشرق وسطیٰ، یوروپ کی حکومتیں، افریقہ، جنوبی ایشیا اور امریکہ وغیرہ کی تاریخ اہمیت کی حامل ہے۔ یہ دور عام طور پر 1500 صدی عیسوی تک چلتا ہے اس دور کی عام خصوصیات میں جعرافیائی طور پر تہذیبوں کی توسیع اور مختلف تہذیبوں کے ساتھ تجارتی تعلقات کی بھی ترجمانی ہوتی ہے۔

1.2.4 جدید تاریخ (Modern history 1500 CE to the present)

عالمی تاریخ کے اس جدید دور میں کئی اہم کارنامے انجام پائے۔ سب سے پہلے سمندر سے صفر کرنے والوں نے مختلف دنیا اور سمندری راستوں کی تلاش کی اس کے ساتھ ہی پورے عالم دنیا کے ساتھ تجارتی، سفارتی اور سیاسی رشتوں کی شروعات ہوئی۔ اس دور کو نو آبادیات (Colonialism) کی شروعات اور زوال، سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)، جمہوریت (Democracy) کی شروعات اور شہریت (Citizenship) کے نظام وغیرہ کی شروعات کے دور سے جانا اور سمجھا جاتا ہے یہ تمام تر تبدیلیاں نئی سوچ اور نئے انقلاب لیکر آئیں۔ عالمی دنیا کے اہم ترین انقلاب جس میں امریکن انقلاب، فرانسیسی انقلاب، روسی انقلاب کے ساتھ ساتھ مختلف ریاستوں اور ملکوں کی آزادی اور ان کے جمہوری نظام، سب انہیں وجوہات کی بنیاد پر مبنی تھے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your Progress)

1۔ جدید تاریخ میں دنیا کے مختلف خطوں میں تہذیبوں کے عروج وزوال پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

____

____

1.3 دنیا میں رائج اہم ترین تاریخی نظام حکومت (Common forms of Government)

نظام حکومت وہ سیاسی نظام ہے جس کے ذریعے کسی ملک، قوم یا برادری کو زیر انتظام اور منظم کیا جاتا ہے۔ جس میں عام طور پر

ملوکیت(Imperialism)، بادشاہت(Monarchy)، امیروں کی حکومت(Oligarchy)،نو آبادیات (Colonialism)، سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)، جمہوریت (Democracy) وغیرہ شامل رہتی ہیں اور مختلف حکومتوں کے نظام کو واضح کرتی ہیں۔ یہ تمام نظام حکومت 2000 برس کے عرصے سے موجود ہیں اور ابھی تک ان کی افادیت ختم نہیں ہوی ہے۔آج بھی دنیا کے مختلف حصوں میں ان نظام کی حکومتیں موجود ہیں۔اس سے پتا چلتا ہے کہ انسان کی تاریخ میں زیادہ تبدیلیاں نہیں آئیں ہیں، تاہم معاشرے اور سیاست میں جو تبدیلیاں رونما ہوی ہیں ان زبردست تبدیلیوں کو زبانی اور نفسیاتی طور پر چھپانے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے بلکہ ان نظام حکومت کو قریب سے سمجھنا ہی سماجی مطالعہ کا اولین مقصد ہونا چاہیے۔دنیا میں رائج اہم ترین تاریخی نظام حکومت کو ہم درج ذیل عنوانات میں رکھ کر سمجھیں گے

1.3.1 نوآبادیات (Colonialism)

نوآبادیاتی نظام حکومت سے مراد کسی ایک علاقہ کے لوگ یا حکومت کا دوسرے علاقہ یا دوسرے لوگوں کے پاس جاکر اپنی نئی آبادیاں قائم کرنا، سرمایا کاری کرنا اور اردگرد کے علاقوں پر قبضہ کرکے اسے توسیع دینا نوآبادیاتی نظام کہلاتا ہے۔ جہاں یہ نوآبادیاں قائم کی جاتی ہیں وہاں کے اصل باشندوں پر باہر سے آئے گروہ عموماً اپنے قوانین، معاشرت، کلچر اور حکومت بھی مسلط کردیتے ہیں۔بنیادی طور پر یہ قابض گروہ یا حکومتیں نو آبادی کے اصل باشندوں کے درمیان ناانصافی، اقتصادی استحصال اور جبر پر مبنی ایک تعلق قائم کرتے ہیں جس میں علاقہ کے اصل باشندوں کا ہر معنی میں استحصال کیا جاتا ہے۔دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ نوآبادیاتی نظام میں ایک طاقتور قوم کسی کمزور قوم کا اقتصادی، ومعاشی استحصال کرتے ہوے اس ملک یا قوم پر اپنی حکومت مسلط کردیتی ہے۔بیسویں صدی عیسوی تک دنیا کی مختلف قوموں پر برطانیہ، فرانس اور پرتگال کی حکومت رہی اور ان حکومتوں کے زریعہ قوموں کا استحصال کیا جاتا رہا۔

ہندوستان میں بھی برطانیہ نے دوسو سال تک مقامی قوموں کا اقتصادی اور معاشی استحصال کیا۔آج کے دور میں بھی نوآبادیاتی نظام قائم کرنے کے لیے لوگ نئے نئے راستے تلاش کرتے ہیں مگر یہ دور بدل چکا ہے اور نوآبادیاتی نظام قائم کرنے کے لیے لوگ یا طاقتور حکومتیں اب اپنی عالمی سیاست زمین پر زبردستی قبضہ کرکے نہیں بڑہاتے ہیں بلکہ یہ اپنا تسلط قائم کرنے کے لیے معاہدے کرتے ہیں، اتحاد بناتے ہیں، نگرانی کا نظام قائم کرتے ہیں، تجارت اور کارپوریشن کے معاہدے کرتے ہیں، خفیہ معاہدے کرتے ہیں اور اہم ترین جگہ پر دہشت گردی سے نمٹنے کے بہانے قبضہ کرتے ہیں اور اپنے مقصد کی تکمیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1.3.2 سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)

سرمایا دارانہ نظام کی بنیاد ایڈم سمتھ (Adam Smith) نے (1790 -1723) عیسوی میں رکھی جو کہ ایک فلسفی اور ماہر اقتصادیات تھا۔ سرمایا داری نظام ایک معاشی ومعاشرتی نظام ہے جو کہ کسی نجی ملکیت کا اقتصادی احاطہ کرتا ہے جس میں سرمایہ داروں کی ملکیت میں سرمایہ کا ارتکاز ہوتا ہے اور امیر امیر تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں سرمایا کار حکومت سے جملہ حقوق حاصل کرتے ہیں، منافع خوری کرتے ہیں، اشیا کی پیداوار کو کم دام میں خریدتے ہیں اور دوبارہ اس کو اونچے داموں میں فروخت کرتے ہیں اور نجی ملکیت یا سرمایہ قائم کرتے ہیں یہاں سرمایا کار صنعت اور اقتصادیات پر قابض ہوکر تمام سرمایہ یا دولت کو اپنے نجی صرف میں استعمال کرتے ہیں۔مختصراً سرمایا دارانہ نظام یہ کہتا ہے کہ ذاتی منافع کے لیے، ذاتی دولت و

جائیداداورذاتی پیداواروسائل رکھنے کے لیے ہر شخص مکمل طور پر آزاد ہے، حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ تاہم دنیا کے کسی بھی ملک میں 100% فی صد سرمایادارانہ نظام کسی جگہ بھی ممکن نہیں، کیونکہ حکومت کو کسی نہ کسی طرح نجی سرمایہ کاری میں مداخلت کرنی ہی پڑتی ہے۔ ہندوستان میں بھی آزادی سے پہلے سرمایا کاری نظام قائم تھے جسے زمینداری نظام سے بھی جانا جاتا ہے۔ امریکہ، فرانس، اٹلی ہندوستان وغیرہ ملکوں میں سرمایہ داری نظام قائم تھے۔

1.3.3 جمہوریت (Democracy)

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے جسے آسان الفاظ میں عوام کی حکومت کہا جا سکتا ہے۔ جمہوریت حکومت کا ایک ایسا نظام ہے جس میں حکومت کو چلانے کے لیے شہریوں کے ذریعے ایک نمائندہ کا انتخاب کیا جاتا ہے جو کہ حکومت میں جا کر اس علاقے کے لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ آمریت کے برخلاف اس طرز حکمرانی میں تمام فیصلے عوامی نمائندے کرتے ہیں۔ سابق امریکی صدر ابراہم لنکن کا قول ہے ''Government" of the people, by the people, for the people یعنی عوام کی حاکمیت، عوام کے ذریعے، عوام پر ہونی چاہیے۔

مختصر یہ کہ جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس میں قوانین، پالیسیاں، قیادت اور کسی ریاست یا دیگر سیاسیات کے بڑے اقدامات کے فیصلہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر ''عوام'' کے ذریعے کیے جاتے ہیں اور اس نظام میں تمام بالغ مرد وخواتین کی شمولیت رہتی ہے۔ جمہوری نظریہ کی حامل ریاستیں آمروں کی حکمرانی کو روکتی ہیں، بنیادی انفرادی حقوق کی ضمانت دیتی ہیں، نسبتاً زیادہ سیاسی مساوات کی اجازت دیتی ہیں اور شاذ و نادر ہی ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرتی ہیں۔ جمہوریت تعلیم، صحت اور انسانیت وانسانی ترقی کو بھی بہتر طور پر فروغ دیتی ہیں اور اپنے شہریوں کو زیادہ آزادیاں فراہم کی جاتی ہیں اور معاشرتی خوش حالی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

1.3.4 شہریت (Citizenship)

شہریت، ایک فرد اور ریاست یا ملک کے درمیان ایک ایسا تعلق یا معاہدہ ہے جس سے فرد کی ملک کے لیے وفاداری اور بدلے میں ملک اس فرد کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ شہریت کا مطلب آزادی کے ساتھ ساتھ ذمہ داریوں کا بھی احساس کروانا ہے۔ شہریت کسی بھی شخص کو کسی ملک میں رہنے کے لیے ایک قانونی حیثیت فراہم کرتی ہے جس سے ایک شخص کو اس ملک کے قوانین، اصول وضوابط کے مطابق ہی چلنا پڑتا ہے۔ اس ملک میں رہنے والوں کو خوش حال زندگی گذارنے کے لیے کچھ حقوق دیے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کچھ فرائض بھی عائد کیے جاتے ہیں، جس سے اس شخص کو اس ملک یا ریاست کا باشندہ تسلیم کیا جا سکے۔ ایک شخص کی ایک سے زیادہ ملکوں کی شہریت بھی ہو سکتی ہیں اور کوئی شخص کسی ملک کی شہریت وہاں کے قوانین کو پورا کر حاصل بھی کر سکتا ہے۔ لیکن جس شخص کی کوئی قانونی شہریت نہیں ہوتی اس شخص کو بے وطن کہا جاتا ہے۔ اردو زبان میں لفظ قومیت (Nationality) کو بھی شہریت کے مترادف لفظ کے طور پر کہیں کہیں استعمال کیا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progresss)

1۔ سرمایادارانہ نظام کے بارے میں 200 الفاظوں پر مشتمل ایک نوٹ تحریر کریں؟

____

____

1.4 دنیا کے اہم ترین انقلاب(Important Revolution in the world)

دنیا میں 18ویں صدی عیسوی سے لے کر 19ویں صدی عیسوی کے وسط تک کا دور دنیا کے اہم ترین انقلابوں کا دور تصور کیا جاتا ہے۔ اس دور میں بیشتر یوروپ اور امریکہ میں متعدد نمایاں انقلابی تحریکیں واقع ہویں جس میں صنعتی انقلاب تاریخ کا ایک اہم موڑ تھا جس نے روزمرہ کی سیاسی وسماجی زندگی کو کسی نہ کسی طرح متاثر کیا۔ اسی طرح روشن خیالی کے نئے تصور سے متاثر ہو کر امریکی انقلاب (1765– 1783) صدی عیسوی میں ہوا جو کہ کو عہد انقلاب کا آغاز سمجھا جاتا ہے اور اس انقلاب کے نتیجہ نے فرانسیسی انقلاب 1789ء کو متاثر کیا جو مختلف جنگوں کے ذریعے بقیہ یوروپ میں تیزی سے پھیل گیا۔ درج ذیل انقلابوں سے دنیا میں عظیم تبدیلیاں رونما ہویں۔

1.4.1 امریکن انقلاب (American Revolution)

امریکی انقلاب جسے امریکی جنگ آزادی بھی کہا جاتا ہے سن 1775ء سے سن 1776ء کے درمیان لڑی گئی جس کے ذریعے برطانیہ کی شمالی امریکہ کی 13 کالونیوں نے برطانوی حکومت کو ختم کر کر خودمختار ریاستوں کا قیام متحدہ امریکہ (United States of America) کے نام سے کیا جس کی بنیاد 1776ء میں آزادی کے اعلان کے ساتھ رکھی گئی تھی۔ اس بغاوت کے اسباب میں سب سے اہم سبب غیر مقبول ٹیکس کا نفاذ تھا جو کہ نوآبادیاتی معاملات پر زیادہ سے زیادہ کنٹرول حاصل کرنے کے لیے برطانوی کوششوں کو پروان چڑھانا تھا۔ اس بغاوت کو ایک بااثر امریکی طبقہ اور ولی عہد کے درمیان بڑھتے ہوے اختلافات میں رکھ کر دیکھا جاتا ہے اور اس نے ہی جنگ آزادی امریکہ میں اہم کردار ادا کیا اور بالآخر امریکی عوام نے مسلح بغاوت کو اپنا واحد سہارا سمجھا اور اس مسلح بغاوت میں فتح حاصل کی اور خودمختار ریاستوں کا قیام متحدہ امریکہ (United States of America) کی شکل میں منظر عام پر آیا۔ یہ بغاوت یوروپ میں مسلح بغاوت کی شروعات مانی جاتی ہے۔

1.4.2 فرانسیسی انقلاب (French Revolution)

فرانسیسی انقلاب فرانس میں بنیادی سیاسی اور سماجی تبدیلی کے لیے ایک کامیاب کوشش تھی جو سن 1789ء کے اسٹیٹ جنرل سے شروع ہو کر 1799ء میں فرانسیسی قونسل کے قیام کے ساتھ مکمل ہوا۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں فرانس دنیا کا سب سے مہذب، متمدن اور ترقی یافتہ ملک تسلیم کیا جاتا تھا۔ تہذیب وتمدن اور اخلاقیات، تعلیم، حقوق انسانی، سیاسیات غرض کہ ہر موضوع پر اس کے ممتاز مفکرین نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔ فرانسیسی انقلاب کے اسباب بہت ہی پیچیدہ ہیں اس انقلاب کے اہم اسبابوں میں فرانسیسی سات سالہ جنگ اور امریکی انقلاب کا نتیجہ، اور امریکی انقلاب میں فرانس کی مقروضیت بھی شامل تھی اور اس مقروضیت کو دور کرنے کے لیے فرانس کے عوام پر مختلف ٹیکس عائد کیے گئے جس کی عوام نے سخت مخالفت کی۔ فرانسیسی انقلاب سے فرانس اور اس کی دیگر نوآبادیات میں دوررس سماجی اور سیاسی تبدیلیاں واقع ہویں۔ فرانسیسی انقلاب نے عالمی سطح پر جمہوریت کو فروغ فراہم کیا اور تمام جدید سیاسی تصورات اسی انقلاب کے نتیجہ میں قابل قبول ہوے۔

1.4.3 روسی انقلاب(Russian Revolution)

روسی انقلاب 1917ء میں ہوا جسے بالشویک انقلاب، اکتوبر انقلاب یا سویت انقلاب بھی کہا جاتا ہے، یہ انقلاب عالمی تاریخ کا پہلا کامیاب سوشلسٹ انقلاب تھا جو کلاسیکی مارکسیت نظریہ پر منظر عام پر آیا۔ اسے روس میں لینن اور ٹراٹسکی کی قیادت میں بالشویک پارٹی نے لڑا جس

کے نتیجہ میں یونائیٹڈ سوشلسٹ سوویت یونین (Union of Soviet Socialist Republics) روسی سوشلسٹ ریاستوں کا مجموعہ جسے عام طور پر سوویت اتحاد کے نام سے بھی جانا جاتا ہے منظر عام پر آیا۔ روسی انقلاب کے وقت زار شاہی حکومت قائم تھی جسکو انقلاب کے ذریعے بدل کر بالشویک کا اقتدار کا قیام کیا گیا۔ اس انقلاب کے نتیجہ میں پہلی مرتبہ محنت کشوں اور مظلوموں کی حکومت قائم ہوی اور اس انقلاب نے پوری دنیا پر گہرے اثرات تحریر کیے۔ ان واقعات کا براہ راست مشاہدہ کرنے والے امریکی صحافی جان ریڈ نے اپنی تصنیف کے بارے میں لکھا ہے کہ ’’کوئی بالشویزم کے بارے میں کچھ بھی سوچے، یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ انقلاب روس انسانیت کی تاریخ کے عظیم ترین واقعات میں سے ایک ہے اور بالشویک کا اقتدار عالمگیر اہمیت کا حامل ہے۔‘‘

روس کے انقلاب کی اہمیت جس طرح سے صرف روس کے لیے تھی ٹھیک اسی طرح دنیا بھی اس سے پوری طرح متاثر ہوی اور کارل مارکس (Karl Marx) کا فلسفہ پہلی مرتبہ حقیقت میں عمل میں آیا اور تقریباً آدھی دنیا میں مقبول ہو کر چھا گیا۔ روسی انقلاب سے پہلے روسی معاشرہ عام طور پر تین حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا اور معاشرے کا ہر حصہ ایک دوسرے سے نفرت کرتا تھا۔ پہلے گروپ میں حکمران و زمیندار لوگ تھے جو غرور میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور ان کو حکومت کی طرف سے بہت سارے حقوق حاصل تھے جس کی بنیاد پر وہ عام لوگوں پر ظلم و جبر کرتے تھے۔ دوسرے گروپ میں چھوٹے زمیندار، سرمایہ دار اور بزنسمین شامل تھے۔ اور آخری درجہ میں کسان، مزدور، چھوٹے طبقہ کے مظلومین شامل تھے۔ موجودہ وقت کا بادشاہ زار نکولس ایک تانا شاہ کی طرح حکومت کرتا تھا اور عام لوگوں پر ظلم کرتا تھا، غیر ضروری ٹیکس لگاتا تھا اور کسی بھی شہری کو کوئی حق فراہم نہیں کرتا تھا۔ ان تمام وجوہات کی بنیاد پر 1917ء میں اس کی حکومت کا خاتمہ روسی انقلاب نے کر دیا اور اب عام لوگوں کی سوشلسٹ حکومت قائم کی گئی۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progress)

1۔ امریکی انقلاب سے آپ کیا سمجھتے ہین؟ اس کے چند اسباب بیان کریں۔

____

____

1.5 ہندوستانی تاریخ کے مختلف ادوار (Periods of Indian History)

تاریخ کو سماجی علوم کی ماں کہا جاتا ہے چونکہ تاریخ کے مطالعے سے ہی ہم انسانی زندگی، کلچر اور ثقافت کے بارے میں علم حاصل کرتے ہیں۔ تاریخ ماضی کے واقعات اور بتدریج ابھرتے ہوے مستقبل کے اختتام کے درمیان ایک ربط ہے۔ سماجی مطالعہ کے طالب علم کو اپنی تہذیب اور تمدن کے ساتھ ساتھ اپنے ماضی کی جانکاری بھی تاریخ کے مطالعے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ بہت پرانی ہے اس دو کو ہم تین ادوار میں رکھ کر سمجھیں گے۔

1.5.1 عہد قدیم (Ancient India)

جنوبی ایشیا میں انسانی وجود کے اولین آثار تیس ہزار برس پرانے ہیں اور وادیے سندھ کی تہذیب کا شمار عہد قدیم کی اولین تہذیبوں میں ہوتا

ہے۔ وادی سندھ کی تہذیب 2500 قبل مسیح سے 1900 قبل مسیح تک برصغیر کے اس خطہ میں پھلتی پھولتی رہی جو آج پاکستان اور شمال مغربی ہندوستان میں واقع ہے۔ برصغیر ہند کے تمام باشندگان شائد قبائلی تھے،قدیم آریائی اور دراویڑوں کو تارکین وطن سمجھا جاتا تھا۔سندھ تہذیب کے بعد اگلا دور جو ہندوستان نے دیکھا وہ ویدک تہذیب کا دور تھا جو دریائے سرسوتی کے کنارے پروان چڑھی تھی اور جس کا نام بھی ویدوں کے نام پر ہی رکھا گیا تھا جس میں ہندو مذہب اور ہندو مذہب کے ابتدائی ادب کو دکھایا گیا ہے۔اس دور کے دوسب سے بڑے مہا کاویا رامائن اور مہابھارت ہیں جو کہ اس دور کی عکاسی کرتے ہیں۔

اس کے بعد کا دور بدھ، اور جین مذہب کا دور تھا، ہندوستان میں مہاں جنپد کی سولہ عظیم ریاستوں کو اس دور کی میزبانی حاصل تھی جس میں کپیلا وستو کے ساکی اور ویشالی کے لچھوی بہت طاقتور تھے۔ یہ دور بدھ مذہب کے نام سے جانا جاتا ہے جو کہ علم روحانیت پر مبنی تھا۔ جب سکندر نے 326 قبل مسیح میں ہندوستان پر حملہ کیا اور ہندوستان کی زمین پر قبضہ کیا تو راجہ پورس سے اسکی یادگار جنگ ہوی۔اس دور کے بعد گپتا دور کو ہندوستانی تاریخ کا سنہرا دور کہا جاتا ہے۔جس میں چندر گپت موریا کو بادشاہوں کا بادشاہ بھی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کی قدیم سلطنت میں سے آخری بادشاہ ہرش وردھن تھا، ہرش وردھن کے چالوکیوں کے ساتھ کئی جنگیں ہویں اور اس نے چینیوں کے ساتھ بھی تعلقات قائم کیے۔

1.5.2 عہد قرون وسطٰی (Indian Medieval History)

عہد قرون وسطٰی کی ہندوستانی تاریخ میں کئی سلطنتیں اور خاندان شامل تھے۔ چول اس وقت یعنی نویں صدی عیسوی میں سب سے طاقتور تھے جو کہ سری لنکا اور مالدیو تک پھیل کر اپنی حکومت کر رہے تھے۔اس کے ساتھ ہی چلوکیہ، پانڈیا، راشٹراکوٹ وغیرہ سلطنتیں عام تھیں جواب چھوٹے چھوٹے حسوں میں تقسیم ہو چکی تھیں۔ ہندوستان کی قرون وسطٰی کی تاریخ اسلامی سلطنتوں کی تاریخ بھی تسلیم کی جاتی ہے،جس میں مغل سلطنت کا دور سب سے عظیم سلطنت کا دور تسلیم کیا جاتا ہے جو کہ عہد قرون وسطٰی کا سنہرا دور بھی تسلیم کیا جاتا ہے جہاں اکبر، شاہجہاں وغیرہ نے حکومتیں کیں اور ہندوستان کے ادب کلچر اور ثقافت کی حفاظت کی۔اس وقت پورا ہندوستان متحد تھا۔اس دور کی کئی مشہور عمارتوں کو ایک معیاری درجہ آج بھی حاصل ہے۔مغل حکومت کے زوال کے بعد مراٹھا دور کی شروعات مانی جاتی ہے جس کی بنیاد شواجی مہاراج نے مہاراشٹرا میں رکھی تھی یہ بھی ایک عظیم سلطنت تسلیم کی جاتی ہے،جسکی مشہور جنگ 1761ء پانی پت میں احمد شاہ ابدالی کے ساتھ ہوی تھی۔

1.5.3 عہد جدید (Modern Indian History)

16 ویں اور 17 ویں صدی عیسوی میں یوروپی تجارتی کمپنیوں نے ایک دوسرے کے ساتھ زبردست مقابلہ کیا اور اٹھارہوی صدی عیسوی کے آخر تک انگریزوں نے سب کو پیچھے چھوڑ کر ہندوستان میں غالب طاقت کے طور پر اپنے آپ کو قائم کر لیا تھا۔ انگریزوں نے تقریباً دوصدیوں تک ہندوستان پر اپنا غلبہ رکھا اور ہندوستانی تہذیب، سیاست اور معاشی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں۔سن 1757ء کی پلاسی کی لڑائی کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان کی حکومت پر بھی اپنا قبضہ کر لیا۔سن 1857ء کی آزادی کی لڑائی کے بعد ملکہ وکٹوریہ نے 1858ء میں ہندوستان کو برطانوی حکومت میں شامل کر لیا۔اس کے بعد ہندوستان میں مختلف آزادی کی جنگیں اور کوششیں شروع ہویں جس میں مہاتما گاندھی، موتی لال نہرو، بال گنگا دھر تلک، لالہ لاجپت رائے، مولانا ابوالکلام آزاد، محمد علی جناح سردار پٹیل وغیرہ کی جستجو اور دنیا کی جنگ عظیم کے بعد ہندوستان کو 15 اگست

1947ء کوآزاد کردیا گیا اور ہندوستان کو تقسیم کر ہندوستان اور پاکستان دو ملک بنا دیے گئے۔آزاد ہندوستان میں تعلیم کی ترقی کے لیے کئی کام کیے جا رہے ہیں۔

1.5.4 دور حاضر (Contemporary India)

دور حاضر میں تعلیم کی اہمیت کو سمجھ کر اس کو فروغ فراہم کیا جا رہا ہے، ہندوستان کی آزادی کے بعد سے ہی تعلیم کو ایک سرمایا تسلیم کیا جانے لگا اور ہندوستان میں اس کی ترقی کے لیے مختلف کاموں کو انجام دیا جانے لگا، جس میں گاندھی جی کی بنیادی تعلیم اور 6 سے چودہ برس کے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا تصور بہت ہی معنی خیز ہے۔ 2009ء میں RTE تعلیمی حق کا ایکٹ پاس کیا گیا جس کے مطابق تمام ہندوستانی باشندوں کو مفت اور ضروری تعلیم حاصل کرنے کا قانونی حق فراہم کیا گیا۔ یہ ایکٹ ہندوستانی تعلیم کے لیے بہت مفید ہے جس کے مطابق کسی بھی ذات وفرقہ، طبقہ و مذہب، کسی بھی جنس کے لوگ بغیر کسی تناسب کے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔اس ایکٹ سے جسمانی اور ذہنی تشدد اور سزا پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

اس دور میں ہندوستان میں کئی تعلیمی ایجوکیشن کمیشن بھی قائم کیے گئے جو کہ دور حاضر کی تعلیم کو اعلیٰ تر بنانے کی ایک کوشش ہیں جس میں شامل ہیں:

(i) یونیورسٹی ایجوکیشن کمیشن (University Education Commission 1948)

(ii) سیکنڈری (Secondary Education Commission-1952-53)

(iii) کوٹھاری کمیشن (Kothari Commission-1966)

(iv) نئی تعلیمی پالیسی 1986ء (New Education Policy)

(v) نئی قومی تعلیمی پالیسی 2020ء (National Policy of Education)

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progress)

1۔ ہندوستان کے عہد جدید میں آزادی کے رہنماؤں کے بارے میں ایک نوٹ تحریر کریں؟

____

____

1.6 علم جغرافیہ کے بنیادی تصورات (Fundamental Concepts of Geography)

جغرافیہ (Geography) یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں زمین کا بیان۔جغرافیہ وہ علم ہے جس میں زمین، اس کے نقوش، اس کی خصوصیات اس کے باشندوں، اس کے مظاہر اور نقوش کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جغرافیہ کو زمین کی سائنس بھی کہا جاتا ہے۔آج تک انسان نے جتنی بھی ترقی کی ہے وہ جغرافیہ کی ہی مرہون منت ہے۔زمین انسان کا گھر ہے اور اس گھر سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کے لیے علم جغرافیہ انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔علم جغرافیہ میں عموماً دریاؤں، پہاڑوں، سمندر اور مختلف مقامات کے ساتھ ساتھ انسانی ماحول، انسانی تعلقات اور علاقائی

کلچر وثقافت بھی شامل رہتی ہے۔ثانوی سطح پر جغرافیہ کی تدریس کا اہم مقصد طلبا کے اندر دنیا اور سماج کے تعلق کا بنیادی علم فراہم کرنا، دنیا کے مختلف قدرتی وسائل کی جانکاری فراہم کرنا، ان کا تجزیہ کرنا اور زمین کی سطح پر واقع ہونے والے مختلف واقعات یا مظاہرات کی دانشمندانہ سمجھ پیدا کرنا شامل رہتا ہے۔

1.6.1 بین الاقوامی خط تاریخ (International date line)

بین الاقوامی خط تاریخ (International date line) ایک فرضی خط (لکیر) ہے جو کہ سطح زمین پر شمال سے جنوب تک نصف النہار اولیٰ (prime meridian) کے مخالف جانب 180 کی ڈگری کی دوری پر واقع ہوتی ہے جسے بین الاقوامی خط تاریخ (International date line) کہتے ہیں، ایک ہی وقت میں اس لائن کے دونو طرف دو مختلف تاریخیں ہوتی ہیں یعنی مغربی حصہ کی تاریخ مشرقی حصہ کی تاریخ سے ایک دن آگے ہوتی ہے۔ بین الاقوامی خط تاریخ (International date line) جاپان کے مشرق میں بحرالکاہل کے وسط سے گذرتا ہے اور لگ بھگ 180 ڈگری کے طولالبلد پر واقع ہوتا ہے اس لائن کو دوران صفر عبور کرنے پر ایک دن کا فرق آجاتا ہے۔

1.6.2 عرض البدل (Latitudes)

سطح ارض پر کسی مقام کا خط یا خاکہ جس سے جنوبی یا شمالی فاصلہ، اور جس کی پیائش زاویوں میں کی جاتی ہے اس مقام کا عرض البلد ہے خط استوا (Equator) کا عرض البلد (Latitude) صفر ہے جب کہ قطب شمالی اور قطب جنوبی بالترتیب 90 درجہ شمالی اور 90 درجہ جنوبی عرض البلد مانا جاتا ہے۔آسان الفاظوں میں جب ہم کسی گلوب یا نقشے کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک لائن کا خط نظر آتا ہے جو کہ ایک خاص فاصلے یا دوری پر ہوتی ہیں اور ان کا ایک اسکیل بھی طے شدہ ہوتا ہے جو زمین پر فاصلے کو دکھاتا ہے، یہ ہی وہ خطوط یا زاویہ ہیں جو کہ کسی سمت کی جانب اشارہ کرتے ہیں اور اس کو متعین کرنے کے لیے جغرافیائی محدد حوالہ فراہم کرتے ہیں۔جغرافیائی محدد نیٹورک کے زریعہ زمین کی سطح کو تقسیم کرنے کا اصول یہی ہے اور اسی سے خطی گراف بنائے جاتے ہیں۔اگر خطوط کے امن مجموعوں کو کسی نقشہ پر یا کروی زمین پر دکھائیں تو ہم افقی خطوط کو متوازی یا عرض البلد اور عمودی خطوط کو دائرہ النصف یا طولالبلد کہتے ہیں۔

خط استوا (Equator) پر اگر ہم قطبین poles کی طرف بڑھیں تو ہر 110 کلومیٹر پر 1 درجہ عرض البلد کا فرق پڑتا ہے۔بالعموم خط استوا (Equator) سے قطبین (Pole) کی طرف جاتے ہوے 5 درجے اور اس کے اضعاف پر آنے والے یہ خطوط نقشوں میں واضح طور پر دکھائے جاتے ہیں۔

1.6.3 طول البلد (Longitudes)

زمین کے گرد قطبین (Pole) کے درمیان کھینچے ہوے فرضی خطوط طولالبلد کہلاتے ہیں۔یہ خط استوار (Equator) واقع ہوتے ہیں اور اس طولالبلد کا ہر خط قطب شمالی سے شروع ہوتا ہے اور خط استوا (Equator) کو قطع کرتا ہوا قطب جنوبی پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ان خطوط یا خاکوں کی مدد سے کسی بھی معیاری نقشے پر کسی مقام کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔طولالبلد کو نصف النہار بھی کہتے ہیں۔نصف النہار اولیٰ (Prime meridian) انگلستان کے مقام گرینوچ (Greenwich) سے گزرتا ہے اور اسے صفر درجہ طولالبلد مانا جاتا ہے۔180 درجہ مشرق اور 180 درجہ مغرب کے

طول البلد ایک دوسرے پر واقع ہوتے ہیں اور بین الاقوامی خط تاریخ بناتے ہیں۔

زمین اپنے محور پر مغرب سے مشرق کی طرف گھومتے ہوئے 24 گھنٹے میں ایک چکر پورا کر لیتی ہے۔ چونکہ اس کے دائرہ کے 360 درجے ہوتے ہیں اس لیے زمین کے گرد بھی 360 طول البلد کھینچے گئے ہیں جو شمال سے جنوب کی طرف واقع ہیں یہ افقی خطوط ہوتے ہیں اور اور تمام طول البلد نصف دائری شکل کے اور مساوی ہوتے ہیں اور خط استوا (Equator) پر انکا باہمی فاصلہ 69 میل ہوتا ہے۔ ہر چار منٹ کے بعد ایک طول البلد سورج کے سامنے ہوتا ہے، یوں زمین ایک گھنٹہ میں سورج کے سامنے 15 درجے طول البلد کا فاصلہ طے کر لیتی ہے اور 24 گھنٹوں میں 360 درجے مکمل کر کے پہلی حالت پر آ جاتی ہے۔

1.6.4 زمین کی حرکت (Earth Rotation)

زمین جسے ہم انگریزی میں (Earth) کہتے ہیں لاطینی زبان سے ماخوز ہے۔ جس کا مطلب ہوتا ہے سیارہ۔ زمین نظام شمسی کا ایک واحد سیارہ ہے جس پر زندگی موجود ہے۔ یہ واحد سیارہ ہے جو کہ نظام شمسی کے تمام سیاروں میں چوتھے نمبر پر ہے۔ اور سورج سے دوری میں تیسرے نمبر پر واقع ہے۔ پانی زمین کی 3/2 سطح کو ڈھکے ہوئے ہے۔ زمین کی بیرونی سطح پہاڑوں، ریت اور مٹی کی بنی ہوی ہے۔ پہاڑ زمین کی سطح کا توازن قائم رکھتے ہیں زمین کی فضا میں پانی سے بھرے بڑے بڑے بادل گردش کرتے رہتے ہیں اور پانی برساتے ہیں۔ زمین کا صرف ایک چاند ہے۔ زمین دو طرح کی حرکتیں کرتی ہے۔ 1. محوری گردش (Rotation) اور 2. مداری گردش (Revolution)

محوری گردش (Rotation) زمین کی وہ حرکت ہے جو وہ اپنے محور یا دھری پر کرتی ہے جب کہ سورج کے اطراف ایک متعین راہ یا مدار (Orbit) میں کی جانے والی گردش جو کہ مداری گردش کہلاتی ہے اور زمین اس گردش کو پورا کرنے میں 365 دن لگاتی ہے۔ آسان لفظوں میں زمین ایک تو اپنی مقررہ جگہ پر رہ کر گھومتی ہے اور 24 گھنٹوں میں ایک چکر پورا کرتی ہے وہیں دوسری طرف وہ سورج کے اطراف بھی گھومتی ہے جسے وہ 365 اور 1/4 دن میں پورا کرتی ہے جو کہ ایک سال کے برابر ہوتا ہے۔ ہم آسانی کے لیے ایک سال کو صرف 365 دن کا مان لیتے ہیں اور چھ گھنٹوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس طرح ہر سال کے جو چھ اضافی گھنٹہ بچ جاتے ہیں وہ چار سالوں میں 24 گھنٹہ یا ایک اضافی دن ہو جاتا ہے اور اس اضافی دن کو ہم ہر چار سال کے بعد فروری ماہ جو عموماً 28 دن کا ہوتا ہے اس کو 29 دن کا کر لیتے ہیں اور اس 366 دن والے برس کو ہم سال لبیہ (Leap Year) کا نام دیتے ہیں۔

1.6.5 علم موسمیات (Climatology)

علم موسمیات زمین کی آب وہوا کا سائنسی مطالعہ ہے جسے عام طور پر کم از کم 30 برس کی مدت میں اوسطاً موسمی حالات کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ علم موسمیات کے اس جدید مطالعہ کو ماحولیاتی علوم کی ایک جدید شاخ تصور کیا جاتا ہے اور طبعی جغرافیہ کی ذیلی فیلڈ تسلیم کیا جاتا ہے، جو کہ زمینی علوم میں سے ایک ہے۔ علم موسمیات وقت کے ساتھ ساتھ زمینی سطح آب وہوا، ماحول اور موسم کے نمونوں کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے اسے ہم گلوبل وارمنگ (Global warming) بھی کہتے ہیں۔ گلوبل وارمنگ (Global warming) کا مطالعہ علم موسمیات کے ماہرین کا ایک اہم مقصد تسلیم کیا جاتا ہے۔ علم موسمیات سے ماہرین موسمیات میں انسانی کاموں کی وجہ سے ہونے والی تبدیلیوں کو طویل مدتی اثرات کو بہتر طریقہ سے سمجھنے

کی کوشش کرتے ہیں اوراس کی پیش گوئی کرتے رہتے ہیں۔

1.6.6 درجہ حرارت(Temperature)

ماحول کے درجہ حرارت کا مطالعہ بھی ہم زمین کے ماحول کی مختلف سطحوں پر کرتے ہیں۔زمین کی درجہ حرارت کا ایک پیمانہ معین ہے۔درجہ حرارت (Temperature) کے مطالعے سے ہم آنے والی شمسی تابکاری(Solar radiation) نمی(Humidity) اور بلندی و گہرائی (Altitude) وغیرہ پرزمین کا درجہ حرارت دریافت کرتے ہیں اور شمسی تابکاری کے اثر کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں۔زمین کی سطحی آب وہوا کے درجہ حرارت پر اس علم کے تحت بحث کی جاتی ہے۔زمین کے کسی بھی جغرافیائی مقام پر درجہ حرارت دریافت کرتے وقت ایک سال کو ذہن میں رکھا جاتا ہے اور سالانہ اس درجہ حرارت کا معائینہ اور موازنہ کیا جاتا ہے جو کہ ہم بایوم(Biom) کی قسم سے دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کو کوپم(Koppen Climate Classification) سے ماپا جاتا ہے۔

1.6.7 ہوااور ہوا کا دباؤ (Wind and Wind Pressure)

ہوا(Wind) یاباد بڑے پیما2نے پر مختلف گیسوں کی حرکت کا نام ہے زمین پر ہوا کی تکنیکی مطالعہ میں ہوا کا بہنا ہی شامل رہتا ہے۔مختلف ہواؤں کی درجہ بندی ان کے بہاؤ کی شدت ،رفتار، وجوہات، خطے اوران کے اثرات کی بنیاد پر قائم کی جاتی ہے۔نظام شمسی میں سب سے تیز اور طاقتور ہوائیں نیچیون (Neptune) سیارے پر چلتی ہیں۔علم موسمیات میں ہواؤں کی شدت پر ہی ان کے نام رکھے گئے ہیں، جو کہ زیادہ لاطینی زبان کے ہیں۔جیسے، ہوا، بادوباراں،طوفان،سائیکلون، ہریکین ،اور ٹائیفون وغیرہ شدت اور،رفتار پر رکھے گئے ہیں۔مختلف سطح پر ہوائیں زمین کی شکل کا تعین بھی کرتی ہیں ان ہواؤں کی وجہ سے ہی زمین کی سطح پر کئی علاقے زرخیز بن جاتے ہیں اور کئی جگہ پر بڑے بڑے کٹاؤ بھی ہو جاتے ہیں۔ صحراؤں میں ریت کا طوفان ایک جگہ سے دوسری جگہ ایک لمحہ میں منتقل ہو جاتا ہے،اسی طرح جنگل میں آگ لگنے اور تیزی سے پھیلنے میں بھی یہ ہی ہوائیں ذمہ دار ہوتی ہیں اور جنگل میں کئی نباتات بھی ایسی ہیں جو صرف ان ہواؤں کی وجہ سے پھیل جاتی ہیں۔

ہوا کے دباؤ کو ہم (wind force scale) سے ماپتے ہیں یہ اسکیل Beaufort wind force scale (created by Beaufort) کے نام سے جانا جاتا جس کو ہم ناٹ(Knots) اور (km/h) میں ماپتے ہیں۔کہ ایک گھنٹہ میں ہوا کی رفتار کتنی ہے یعنی ایک گھنٹہ میں ہوا نے کتنی دوری طے کی۔تاریخی طور پر Beaufort wind force scale سمندری حالات پر ہوا کی رفتار کی تجرباتی وضاحت پیش کرتا ہے۔یہ پیمانہ 18 درجہ تک ہوا کے دباؤ کی وضاحت کر سکتا ہے،اورانہیں کی بنیاد پر ہم ہواؤں کے نام سے انہیں پہچانتے ہیں جیسے، ہوا، بادوباراں، طوفان،سائیکلون، ہریکین ،اور ٹائیفون وغیرہ نام ہوا کے دباؤ کی شدت اور رفتار پر رکھے جاتے ہیں۔اس پیمانہ سے ہم 28 knots یعنی 52 km/h باون کلومیٹر ایک گھنٹہ میں اور 55knots یعنی 102km/h ایک سو دو کلومیٹر ایک گھنٹہ میں ہوا کی رفتار ماپی جاسکتی ہے۔اور گیل فورس (gale-force) سے ان کو تقسیم یا جانا جاتا ہے یا الگ کیا جاتا ہے۔ایک طوفان میں 104 کلومیٹر فی گھنٹہ سے 117 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ہواؤں کا دباؤ ہوتا ہے۔ہائی اور لو پریشر کے درمیان جتنا زیادہ فرق ہوگا یا ہائی اور لو پریشر کے درمیان جتنا کم فرق ہوگا ہوا اتنی ہی تیزی سے چلیں گی۔چنانچہ شمالی نصف کرہ(Northern hemisphere) میں ہوائیں زیادہ دباؤ والے علاقہ کے ارد گرد گھڑی کی سمت اور کم دباؤ کے ارد گرد

گھڑی کی الٹی سمت چلتی ہیں۔

1.6.8 فضا میں نمی کی مقدار (Humidity)

فضا میں نمی کی مقدار کو ہم Humidity کے نام سے جانتے ہیں۔نمی ہوا میں موجود پانی کی مقدار (Vapour) یا بخارات ہوتی ہے جو کہ انسانی آنکھوں سے نہیں دیکھی جا سکتی ہے۔ہوا میں نمی بارش، اوس، یا دھند کے موجود ہونے کے امکان کی نشاندہی کرتی ہے۔اس نمی کا انحصار درجہ حرارت اور ہوا کے دباؤ کے فی صد% پر مبنی ہوتا ہے۔ہوا میں پانی کے ان باریک قطروں یا بخارات کی وجہ سے ہی ہوا میں نمی پائی جاتی ہے۔ٹھنڈی ہوا میں اسکی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور گرم ہوا میں اسکی مقدار بہت کم۔انہیں وجوہات کی بنیاد پر کبھی ہوا کے ایک حصہ میں نمی کم یا زیادہ ہو سکتی ہے مثال کے طور پر ہوا کے ایک حصہ میں (28g(099oz پانی کی مقدار ایک cubic metre of air جو کہ 30 ڈگری کے درجہ حرارت (86 30 °C) (°F)) پر صرف 8g(o.28oz پانی کی مقدار per cubic metre جو کہ 8 ڈگری درجہ حرارت پر یعنی .(46 °F) 8 °C ہوگی۔

1.6.9 علم مائیات (Hydrology)

علم مائیات وہ سائنس ہے جو زمین کی سطح پر، زمین کے اندر موجود پانی (water) کی حرکت، اس کے اقسام اور مختلف جگہ پانی کی موجودگی کو سمجھتی اور ان کے تعلقات کو واضح کرتی ہے۔آسان لفظوں میں ہم علم مائیات (Hydrology) کی تعریف اس طرح واضح کر سکتے ہیں کہ یہ زمین پر موجود پانی کے تمام پہلوؤں کو سمجھنے کی سائنس ہے۔علم مائیات (Hydrology) سے ہم پانی کی سائیکل کو سمجھتے ہیں، کہ کس طرح وہ بھاپ بن کر غائب ہوتا ہے اور دوبارہ کس طرح نمودار ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ سمندر اور بارش وزمین پر آبی وسائل کون کون سے ہیں؟ وغیرہ کا جواب علم مائیات ہی فراہم کرتی ہے۔اس علم میں ہم تمام جسمانی، کیمیائی اور حیاتیاتی پانی کے عوامل کو سمجھتے ہیں جن میں پانی کی شمولیت رہتی ہے۔اسی طرح جب پانی فضا میں ہوا کے ساتھ مختلف راستے طے کرتا ہے، زمین کی سطح کے اوپر اور نیچے، بڑھتے ہوئے پودھوں کے ذریعہ پانی کے سفر کے عمل کو بھی سمجھتے ہیں۔یہ تمام عمل ان لوگوں کے لیے ایک دلچسپ عمل ہے جو علم مائیات (Hydrology) کا مطالعہ کرتے ہیں۔

1.6.10 علوم سمندر (Oceanology)

علوم سمندر (Oceanology) کو محیطیات (Oceanography) بھی کہا جاتا ہے چونکہ یہ علم زمین کے بحر (Sea) کا سائنسی مطالعہ ہے اس وجہ سے اس کو کئی جگہ علم البحر (Marine Science) کے نام سے بھی جانتے ہیں لیکن یہ بذات خود علم البحر کا ایک ذیلی شعبہ ہے علوم سمندر کا دائرہ مختلف علوم کو اپنے اندر سمو لیتا ہے مثال کے طور پر اس میں ساخت الطبقات (Plate tectonics) سے لے کر جارات ال محیط (ocean currents) اور بحری نامیوں (marine organisms) تک کا مطالعہ اور تحقیق کی جاتی ہے۔آسان لفظوں میں ہم کہ سکتے ہیں کہ علوم سمندر، سمندر کے طبعی، کیمیائی، اور حیاتیاتی خصوصیات کا مطالعہ ہے، جس میں سمندر کی تاریخ، اس کی موجودہ حالات اور اس کا مستقبل شامل رہتا ہے ساتھ ہی ساتھ اس علوم میں سمندر کے پودوں، جانوروں اور سمندری ماحول کے ساتھ ان کے تعامل کا مطالعہ بھی کیا جاتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ(Check your progress)

1۔ ہوا کے دباؤ کے بارے میں ایک نوٹ تحریر کریں۔

1.7 ہندوستانی جغرافیہ (Indian Geography)

ہندوستان خط استوا(Equator) کے شمال(North) میں '8°4 سے '37°6 شمالی عرض البلد (Latitude) اور '68°7 مشرق سے '97°25 مشرقی طول البلد (Longitude) کے درمیان واقع ہے یہ دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے جس کی زمین کا رقبہ 3,287,263 square kilometres (1,269,219 sq mi). مربع کلومیٹر ہے۔جسکی زمین 91% اور پانی 9% ہے۔ ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہےاس کے شمال میں بلند ہمالیہ ہے۔اس کے مغرب میں بحر یہ عرب، مشرق میں بنگال کی کھاڑی اور جنوب میں بحر ہند ہےاور یہ تینوں جزیرہ نمائے ہند کے ساحلوں کی آبریزی کرتے ہیں۔ ہمارا ملک شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے جو کہ کشمیر سے شروع ہو کر کنیا کماری تک پھیلا ہوا ہے اور مشرق سے مغرب تک یعنی ارونا چل پرادیش سے راجستھان کے کچھ تک پھیلا ہوا ہے۔ ہندوستان میں ہمالیہ اور دیگر پہاڑ پائے جاتے ہیں، راجاستھان اور گجرات میں بڑے بڑے ریگستان، شمالی ہند میں بڑے بڑے میدان، سمندری ساحل اور جزیروں کے ساتھ ساتھ مختلف پیداوار کے علاقے بھی شامل رہتے ہیں۔

ہندوستان کی آب وہوا، پیداوار، جنگلات مختلف بولیاں اور زبانیں، کلچر اور ثقافت، مختلف مذاہب اور مختلف قومیں ہندوستان کو وحدانیت میں اتحاد، قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرتی ہیں۔ ہندوستان سرکاری طور پر جمہوریت کا ملک ہے زمین کے رقبہ کے اعتبار سے دنیاں میں اس کا ساتواں مقام ہے اور آبادی کے اعتبار سے دوسرا سب سے زیادہ آبادی والا جمہوری ملک ہے۔ ہندوستان سیاست کے اعتبار سے یہ ایک خودمختار سوشلسٹ، سیکولر، جمہوری ملک ہے جس میں پارلیمانی حکومت ہے۔ ہندوستان اپنے دستور کے اعتبار سے حکومت کرتا ہے جسے دستور ساز اسمبلی نے (26th November, 1949 and came into force on 26th January, 1950) 26 نومبر 1949ء کو منظور کیا تھا اور 26 جنوری 1950ء کو نافذ کیا۔ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اور اس کو منظم کرنے کے لیے اس ملک کو 29 صوبائی اور مرکزی ریاستوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان ریاستوں کی تقسیم زبان کے اعتبار سے کی گئی ہے ہندوستان میں آبادی کے اعتبار سے اتر پرادیش اور رقبے کے اعتبار سے راجستھان سب سے بڑا صوبہ ہیں۔

ہندوستان کے پڑوس میں سات اہم ملک ہیں جن کی سرحدیں ہندوستان سے ملی ہوی ہیں۔ ہندوستان کے تعلقات تمام پڑوسی ممالک سے بہتر ہیں اور چین، پاکستان، میانمار، بنگلا دیش، بھوٹان زمین کی سطح کے ساتھ ہندوستان سے جڑے ہوے ہیں ساتھ ہی ساتھ مالدیو اور سری لنکا سمندر کے راستے جڑے ہوے ہیں۔

1.7.1 ہندوستانی دریا(Indian River)

ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے جس کی زیادہ تر زمین پیداوار کے اعتبار سے بہت زرخیز ہے اور ہندوستان میں پانی یا آبکاری کے

وسائلوں میں ندیاں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ ہندوستان میں دریاؤں کا ایک جال بچھا ہوا ہے مشرق میں خلیج بنگال کی جانب، مغرب میں بحرعرب کی جانب اور جنوب میں کنیا کماری کی جانب بہنے والی دریائیں موجود ہیں جو ہندوستانی زمین کو سیر آب کرتی ہیں۔ خلیج بنگال یا بنگال کی کھاڑی دنیا کی سب سے بڑی خلیج ہے جو بحر ہند کے شمال مشرقی حصہ میں واقع ہے مثلث کی شکل کی یہ خلیج مغرب میں بنگلا دیش اور ہندوستانی ریاست بنگال سے لے کر تمل ناڈو اور سری لنکا، مشرق میں برما اور انڈمان نکوبار کے جزائر سے ملتی ہے۔ ہندوستان کی بہت سی ندیاں اس خلیج میں کوہ ہمالیہ سے نکل کر گرجاتی ہیں۔ جس میں چند مشہر دریاؤ کا ذکر درج ذیل میں کیا گیا ہے

دریائے گنگا: شمالی بھارت اور بنگلہ دیش کا ایک اہم دریا ہے۔ دریائے گنگا ہمالیہ کے گنگوتری سے نکلتا ہے۔ یہ دریا ہندو مذہب میں بہت اہمیت رکھتا ہے اور اس کی پوجا بھی کی جاتی ہے۔ اس دریا کی لمبائی 2510 کلومیٹر ہے یہ دریائے جمنا سے ملکر ایک زرخیز خطہ تشکیل دیتا ہے۔

دریائے جمنا: کوہ ہمالیہ کے علاقہ جمنوتری سے نکل کر یہ دریا 850 میل جنوب کی طرف بہتا ہے اور الا ہہ آباد کے مقام پر دریائے گنگا سے مل جاتا ہے۔ اس دریا کے کنارے دہلی، آگرہ اور آگرہ کا تاج محل، برنداون اور متھرا شہرآباد ہیں۔ یہ دریا بھی ہندوستان کے لیے آبی وسائل ہے۔

دریائے گومتی: یہ دریا بھی دریائے گنگا کا ایک معاون دریا ہے جو کہ لکھنو کے آس پاس کے علاقوں کو سیر آب کرتا ہے۔

مہاندی: مشرقی وسطی ہندوستان کا ایک اہم دریا ہے اس کا رقبہ لگ بھگ 141,600 کلومیٹر ہے اور اس کا فاصلہ 858 کلومیٹر ہے۔ مہا ندی ہری کنڈ ڈام کے لیے بھی جانی جاتی ہے۔ یہ دریا چھتیس گڑھ اور اوڑیسا کی ریاستوں کو سیر آب کرتا ہے۔

دریائے گوداوری: جنوبی ہند کا ایک اہم دریا ہے۔ یہ مغرب سے نکل کر مشرق کی طرف بہتا ہے اور اس کا بیسن بہت ہی بڑا مانا جاتا ہے یہ دریا مہاراشٹرا ریاست سے نکلتا ہے اور خلیج بنگال میں گرتا ہے۔

دریائے کرشنا: ہندوتان کے بڑے دریاؤں میں سے ایک ہے۔ اور جنوبی ہندوستان کا دوسرا سب سے بڑا دریا ہے اس کی لمبائی 1300 کلومیٹر ہے۔ یہ دریا مہاراشٹرا سے نکلتا ہے اور طویل راستہ طے کرتے ہوے بنگال کی خلیج میں گرجاتا ہے۔

دریائے کاویری: یہ بھی ہندوستان کے بڑے دریاؤں میں سے ایک ہے۔ ریاست کرناٹک سے نکلتا ہے اور علاقے کو سیر آب کرتے ہوے بنگال کی خلیج میں جاملتا ہے۔ یہ دریا دکن کا ایک عظیم دریا ہے۔

بحرعرب میں جا کر ملنے والے دریا۔ جس میں سب سے اہم دریائے سندھ ہے جو ہمالیہ سے نکل کر پاکستان ہوتے ہوے بحرعرب میں گر جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دریائے نرمدا اور دریائے تاپتی بھی ہندوستان کے اہم بڑے دریا ہیں جو ہندوستان کی زمین کو سیر آب کرتے ہوے بحر عرب میں شامل ہوجاتے ہیں۔

1.7.2 ہندوستان میں زمین کی ساخت (Indian Land Forms)

ہندوستان کی زمینی ساخت عام طور پر پانچ طرح کی ہوتی ہیں جس میں

(i) سکم سے شروع ہونے والے عظیم پہاڑ یا کوہ ہمالیہ (The Great mountains through Sikkim)

سکم سے شروع ہونے والے ہمالیائی پہاڑ ہندوستانی سرحد تک پھیلے ہوے ہیں جو کہ مغرب سے مشرق کی طرف دریائے سندھ تک چلے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ہمالیہ پہاڑ، ٹرانس ہمالیائی سلسلہ اور پروانچھال شامل ہیں یہ لگ بھگ 3000 کلومیٹر تک پھیلے ہوے ہیں۔ وہ اپنی برف سے ڈھکی چوٹیوں بڑے اور چھوٹے گلیشیر اور گہری گھاٹیوں (glaciers and deep gorges) کے لیے مشہور ہیں ہمالیہ کا مطلب ہے برف کا

گھر اور یہ تین حصوں میں تقسیم ہے جو ایک دوسری کے متوازی چلتے ہیں۔

(ii) صحرائے تھار ریگستان (The Thar Desert through Rajasthan)

صحرائے تھار ریگستان ہندوستان کے شمالی مغربی سرحد پر واقع ہیں اس کا رقبہ 200,000 کلومیٹر ہے اس رقبہ کا کچھ حصہ پاکستان میں بھی واقع ہے۔اس کا شمار دنیا کے نویں بڑے ریگستان میں کیا جاتا ہے۔ ہندوستانی ریگستان اراولی پہاڑوں کے مغربی کنارے پر واقع ہیں۔ یہ ایک بڑا اور ریتیلا میدان ہے جو ریت کے ٹیلوں سے ڈھکا ہوا ہے۔اس خطے میں بہت کم (150MM) سے بھی کم بارش ہوتی ہے۔ یہاں کی آب و ہوا خشک اور نباتات بھی بہت کم ہیں، ندیاں برسات کے موسم میں نظر آتی ہیں اور جلد ہی ریگستان میں غائب ہو جاتی ہیں۔اس علاقہ میں صرف ''لونی'' ایک بڑا دریا ہے۔

(iii) دہلی کے گردونواح کے شمالی میدانی علاقہ (The Great Northern Plains through Delhi.)

ہندوستان میں دہلی کے گردونواح کے شمالی میدان تین بڑے دریاؤ کی سیر آبی کی مدد سے تشکیل پائے ہیں یہ علاقے سات لاکھ مربع کلومیٹر کے وسیع علاقہ میں پھیلے ہوے ہیں۔انہیں سندھ اور گنگا کے عظیم میدان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سندھ، گنگا اور برہم پترا ندیوں کے ساحلی میدان ہیں۔ یہ میدان ہمالیہ کے پہاڑوں کے متوازی یا ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔مغرب میں جموو کشمیر اور خیبر پختون خواں سے مشرق میں آسام تک پھیلے ہوے ہیں۔

(iv) مہاراشٹرا کے ذریعے جزیرہ نما سطح (The Peninsular Plateau through Maharashtra)

جزیرہ نمائی سطح مرتفع کا علاقہ ایک اونچی زمین ہے جو کہ (Crystalline) آتشی(Igneous) اور متغیر(Metamorphic) چٹانوں سے بنا ہوا ہے یہ ہندوستان کی کرناٹک اور تمل ناڈو ومہاراشٹرا کے علاقوں میں واقع ہیں اور مسلسل مغربی گھاٹ اور مغربی ساحل کے متوازی چلتے ہیں۔ جزیرہ نمائی سطح مرتفع ایک ممتاز خصوصیت کی حامل ہے، یہا کالی مٹی اور لال مٹی کا علاقہ ہے جسے تراپ کہتے ہیں اور جب اس میں نمی ہوتی ہے تو یہ خوب زرخیز ہوتا ہے۔

(v) انڈمان اور نکوبار کے ساحلی میدان

(The Coastal Areas and Islands through Andaman and Nicobar)

انڈمان نکوبار کے ساحلی میدان کا علاقہ ساحلی ٹیلوں سے گھرا ہوا ہے جو مغرب میں بحریہ عرب سے لے کر مشرق میں بنگال کی کھاڑی یا خلیج تک چلا جاتا ہے۔مغربی ساحل جو کہ بحریہ عرب اور مغربی گھاٹ کے بیچ واقع ہے، تین حصوں میں بنٹا ہوا ہے۔ممبئ اور گوا کے ساحلی میدان، کوکن کا میدان اور مالا بار کا ساحلی میدان۔اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں دو اہم جزائر کے گروپ بھی ہیں۔ پہلا: انڈومان اور نکوبار یہ بنگال کی خلیج میں واقع ہے اور دوسرا: لکش ودیپ یہ بحریہ ہند میں واقع ہیں۔

1.8 یادر کھنے والے اہم نکات (Points to be Remembered)

(i) ماقبل تاریخ: (Prehistory C. 3.3 million to 5000years ago)

جسے قبل از ادبی تاریخ بھی کہا جاتا ہے، انسانی تاریخ کا وہ دور ہے جس میں انسانی نسل کی شروعات سے پہلے کا دور آوازوں کی پہچان کا دور

اور پتھر کا دور شامل رہتا ہے، جسکی شہادت مختلف علامتوں، نشانات، تصاویر اور آثار قدیمہ کی مدد سے حاصل کر سمجھا جاتا ہے۔

(ii) دنیا میں رائج اہم ترین تاریخی نظام حکومت(Common forms of Government)

نظام حکومت وہ سیاسی نظام ہے جس کے ذریعے کسی ملک ، قوم یا برادری کو زیر انتظام اور منظّم کیا جاتا ہے۔جس میں عام طور پر ملوکیت(Imperialism) ، بادشاہت(Monarchy) ، امیروں کی حکومت(Oligarchy) ،نوآبادیات (Colonialism)، سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism)، جمہوریت (Democracy) وغیرہ شامل رہتی ہیں اور مختلف حکومتوں کے نظام کو واضح کرتی ہیں۔ یہ تمام نظام حکومت 2000 برس کے عرصے سے موجود ہیں اور ابھی تک ان کی افادیت ختم نہیں ہوی ہے۔آج بھی دنیا کے مختلف حصوں میں ان نظام کی حکومتیں موجود ہیں۔اس سے پتا چلتا ہے کہ انسان کی تاریخ میں زیادہ تبدیلیاں نہیں آئیں ہیں، تاہم معاشرے اور سیاست میں جو تبدیلیاں رونما ہوی ہیں ان زبردست تبدیلیوں کو زبانی اور نفسیاتی طور پر چھپانے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے بلکہ ان نظام حکومت کو قریب سے سمجھنا ہی سماجی مطالعہ کا اولین مقصد ہونا چاہیے۔

(iii) دنیا کے اہم ترین انقلاب (Important Revolution in the world)

دنیا میں 18 ویں صدی عیسوی سے لے کر 19 ویں صدی عیسوی کے وسط تک کا دور دنیا کے اہم ترین انقلابوں کا دور تصور کیا جاتا ہے۔ اس دور میں بیشتر یوروپ اور امریکہ میں متعدد نمایاں انقلابی تحریکیں واقع ہویں جس میں صنعتی انقلاب تاریخ کا ایک اہم موڑ تھا جس نے روزمرہ کی سیاسی وسماجی زندگی کو کسی نہ کسی طرح متاثر کیا۔اسی طرح روشن خیالی کے نئے تصور سے متاثر ہو کر امریکی انقلاب (1783 –1765) صدی عیسوی میں ہوا جو کہ کو عہد انقلاب کا آغاز سمجھا جاتا ہے اور اس انقلاب کے نتیجہ نے فرانسیسی انقلاب 1789ء کو متاثر کیا جو مختلف جنگوں کے ذریعے بقیہ یوروپ میں تیزی سے پھیل گیا۔درج ذیل انقلابوں سے دنیا میں عظیم تبدیلیاں رونما ہویں۔

(iv) ہندوستانی تاریخ کے مختلف ادوار(Periods of Indian History)

تاریخ کو سماجی علوم کی ماں کہا جاتا ہے چونکہ تاریخ کے مطالعے سے ہی ہم انسانی زندگی، کلچر اور ثقافت کے بارے میں علم حاصل کرتے ہیں۔تاریخ ماضی کے واقعات اور بتدریج ابھرتے ہوے مستقبل کے اختتام کے درمیان ایک ربط ہے۔سماجی مطالعہ کے طالب علم کو اپنی تہذیب اور تمدن کے ساتھ ساتھ اپنے ماضی کی جانکاری بھی تاریخ کے مطالعے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ ہندوستان کی تاریخ بہت پرانی ہے اس دو کو ہم تین ادوار میں رکھ کر سمجھیں گے۔

(v) علم جعرافیہ کے بنیادی تصورات (Fundamental Concepts of Geography)

جعرافیہ (Geography) یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں زمین کا بیان۔جعرافیہ وہ علم ہے جس میں زمین، اس کے نقوش، اس کی خصوصیات اس کے باشندوں، اس کے مظاہر اور نقوش کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ جعرافیہ کو زمین کی سائنس بھی کہا جاتا ہے۔آج تک انسان نے جتنی بھی ترقی کی ہے وہ جعرافیہ کی ہی مرہون منت ہے۔ زمین انسان کا گھر ہے اور اس گھر سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کے لیے علم جعرافیہ انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔علم جعرافیہ میں عموماً دریاؤں، پہاڑوں، سمندر اور مختلف مقامات کے ساتھ ساتھ انسانی ماحول، انسانی تعلقات اور علاقائی کلچر و ثقافت بھی شامل رہتی ہے۔ثانوی سطح پر جعرافیہ کی تدریس کا اہم مقصد طلبا کے اندر دنیا اور سماج کے تعلق کا بنیادی علم فراہم کرنا، دنیا

کے مختلف قدرتی وسائل کی جانکاری فراہم کرنا، ان کا تجزیہ کرنا اور زمین کی سطح پر واقع ہونے والے مختلف واقعات یا مظاہرات کی دانشمندانہ سمجھ پیدا کرنا شامل رہتا ہے۔

(vi) ہندوستانی جغرافیہ (Indian Geography)

ہندوستان خط استوا (Equator) کے شمال (North) میں 8°4' سے 37°6' شمالی عرض البلد (Latitude) اور 68°7' مشرق سے 97°25' مشرقی طول البلد (Longitude) کے درمیان واقع ہے یہ دنیا کا ساتواں بڑا ملک ہے جس کی زمین کا رقبہ 3,287,263 square kilometres (1,269,219 sq mi). مربع کلومیٹر ہے۔ جسکی زمین 91% اور پانی 9% ہے۔ ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے اس کے شمال میں بلند ہمالیہ ہے۔ اس کے مغرب میں بحیرہ عرب، مشرق میں بنگال کی کھاڑی اور جنوب میں بحر ہند ہے اور یہ تینوں جزیرہ نمائے ہند کے ساحلوں کی آبریزی کرتے ہیں۔ ہمارا ملک شمال سے جنوب تک پہلا ہوا ہے جو کہ کشمیر سے شروع ہو کر کنیا کماری تک پہیلا ہوا ہے اور مشرق سے مغرب تک یعنی ارونا چل پرادیش سے راجستھان کے کچھ تک پھیلا ہوا ہے۔ ہندوستان میں ہمالیہ اور دیگر پہاڑ پائے جاتے ہیں، راجاستھان اور گجرات میں بڑے بڑے ریگستان، شمالی ہند میں بڑے بڑے میدان، سمندری ساحل اور جزیروں کے ساتھ ساتھ مختلف پیداوار کے علاقے بھی شامل رہتے ہیں۔

1.9 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Exercises)

معروضی جوابات کے حامل سوالات:

1۔ ماقبل تاریخ کا دور کتنے سال پر محیط ہے؟

2۔ جدید تاریخ کی ابتدا کس سن سے ہوتی ہے؟

3۔ سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد کس نے ڈالی؟

4۔ فرانسیسی انقلاب کب رونما ہوا؟

5۔ کارل مارکس کا تعلق کس ملک سے تھا؟

مختصر جوابات کے حامل سوالات:

1۔ نوآبادیاتی نظام میں کون سی کمپنی نے ہندوستان پر حکومت کی؟

2۔ ہندوستان میں عہد قدیم کب سے مانا جاتا ہے؟

3۔ امریکی انقلاب کس ملک کی نوآبادیاتی پالیسی کے خلاف تھا؟

4۔ روسی انقلاب کے وقت کس زار بادشاہ کی حکومت تھی؟

5۔ لینن نے کس انقلاب میں حصہ لیا؟

طویل جوابات کے حامل سوالات؛

1۔ ہندوستان کی اہم دریاؤں پر مشتمل ایک نوٹ 200 الفاظوں میں تحریر کریں؟

2۔ ہندوستانی جمہوریہ نظام پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

3۔ عرض البلد اور طول البلد پر ایک نوٹ تھریر کریں؟

4۔ ہندوستا کے جغرافیہ کو 200 الفاظ میں تحریر کریں؟

5۔ عہد قدیم میں بدھ مزہب اور جین مذہب کی ابتدا پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

1.10 فرہنگ (Glossary)

خط استوا	(Equator)
عرض البلد	(Latitude)
طول البلد	(Longitude)
آتشی	(Igneous)
متغیر	(Metamorphic)
صحرائے تھار ریگستان	(The Thar Desert through Rajasthan)
مہاراشٹرا کے ذریعے جزیرہ نما سطح	(The Peninsular Plateau through Maharashtra)
شمالی نصف کرہ	(Northern hemisphere)
زمین کی حرکت	(Earth Rotation)
علم موسمیات	(Climatology)
درجہ حرارت	(Temperature)
ہوا اور ہوا کا دباؤ	(Wind and Wind Pressure)
فضا میں نمی کی مقدارت	(Humidity)

1.11 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

1. Aggarwal, J.C. (2010). Principles and Practices of Teaching Civics and Citizenship Education, New Delhi, Shipra Publication.

2. Bhushan,Anand.Ahuja,Malvinder. Educational Technology Theory and Practice in Teaching learning Process. Vivek Publishers Meerut india.

3. Ediger Marlow Digumarti Bhaskara Rao (2011).Essays on Teaching Social' Studies DiscoveryPublishing House PVT. LTD. New Delhi-110002
4. Encyclopaedia Britanica Vol. 10 Page 923, 15th Edition(2007) Printed in USA.
5. Khan. M. Saheel. (2009). Concept of Social Science.Alok Prakashan, FF Plaza Aminabad, Lucknow & 110 Vivekanand Marg,Allahabad.
6. Kocher,S.K.(1984). The Teaching of Social Studies,Sterling Publishers Private Limited,New Delhi-110020.
7. Mehta,D.D. The Teaching of Social Studies.Tandon Publishers Ludhiana 141008.
8. Ruhela, S.P.(2007). Teaching of Social Sciences.Neelkamal PublicationPvt.Ltd. Sultan Bazar, Hyderabad-500095.
9. Shaida.B.D.&Sharma.J.C. (1992) .Teaching of Geography,Dhanpal Rai &Sons, Jullundhar-Delhi.
10. Sharma,R. A. (2005). The Teaching of Social Sciences. Vinay Rakheja c/o R. lall Book Depot Near Govt. Inter College Meerut-250001.
11. Sharma,R. L.(2006). The Teaching of Social Studies. Vinod Pushtak Mandir,Rangeya Raghava Marg, Agra-2
12. Singh, Harnarayan. (1989).Teaching of Geography.Dhanpat Rai & Sons. Jullundur- ND

اکائی 2۔ علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریس اور اکتساب

(Teaching and Learning of Political Science and Economics)

اکائی کے اجزا

2.1 تمہید(Introduction)

2.2 مقاصد(Objectives)

2.3 علم سیاسیات کے معنی(Meaning of Political Science)

2.3.1 علم سیاسیات کی تعریف(Definitation of Political Science)

2.3.2 علم سیاسیات کا علاقہ یا وسعت(Scope of Political Science)

2.3.3 علم سیاسیات کی نوعیت(Nature of Political Science)

2.3.4 اہم تصورات اور موجودہ رجحانات (Key Concept and Current Trends)

2.3.5 علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنسی مضامین کے ساتھ تعلق

(Relation of Political Science with other Social Science Subejct)

2.4 علم سیاسیات اور اُس کی نوعیت و وسعت میں تبدیلی (روایتی نقطہ نظر سے جدید نقطہ نظر کی طرف)

(Political Science and Change its Nature and Scope on the Basis of Traditinal Point of view to Modern point of view)

2.4.1 علم سیاسیات: روایتی نقطہ نظر (Political Science: Traditional Point of View)

2.4.2 علم سیاسیات: جدید نقطہ نظر (Political Science: Modern Point of View)

2.5 ہندوستان کا آئین (Constitution of India)

2.5.1 بنیادی حقوق:(Fundamental Rights)

2.5.2 بنیادی فرائض:(Fundamental Duties)

2.6 حکومت کے اجزاء (Organs of Government)

2.6.1 مجلس مقننہ/ قانون ساز ادارے(Legislative)

2.6.1.1 لوک سبھا (LoK Sabha)

2.6.1.2 راجیہ سبھا (Rajya Sabha)

2.6.1.3 صوبہ (State)

2.6.2 مجلس عاملہ/انتظامیہ (Executive)

2.6.2.1 صدر جمہوریہ (President)

2.6.2.2 نائب صدر جمہوریہ (Vice- President)

2.6.2.3 وزیراعظم (Prime Minister)

2.6.2.4 صوبائی مجلس عاملہ (State Executive)

2.6.2.5 گورنر (Governer)

2.6.2.6 وزیراعلیٰ اوروزراء کونسل (Chief Minister & Council Member)

2.7 عدلیہ (Judiciary)

2.7.1 سپریم کورٹ (Supreme Court)

2.7.2 ہائی کورٹ (High Court)

2.7.3 ماتحت عدالتوں کی تشکیل (Composition of Subordinate Courts)

2.8 معاشیات کے معنی اور تعارف (Meaning and Introduction of Economics)

2.8.1 معاشیات کی تعریف اور نوعیت (Defination and Nature of Economics)

2.8.2 معاشیات کی وسعت (Scope of Economics)

2.8.3 معاشیات کے اہم تصورات (Key Concepts of Economics)

2.8.3.1 بنیادی معاشیات (Fundamental Economics)

2.8.3.2 میاکرومعاشیات (Macro Economics)

2.8.3.3 خوردمعاشیات (Micro Economics)

2.8.3.4 بین الاقوامی معاشیات (Inernational Economics)

2.8.3.5 ذاتی مالیاتی معاشیات

2.9 علم سیاسیات اور معاشیات کے تدریس کی حکمت عملی کا تعارف

(Introduction of Teaching Strategies of Political Science and Economics)

2.9.1 علم سیاسیات و معاشیات میں ہونے والی اہم تدریسی حکمت عملیاں

(Important Teaching Strategies of Political Science and Economics)

2.10 یادرکھنے کے نکات (Points to Remember)

2.11 فرہنگ (Glossary)

2.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Exercises)

2.13 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

2.1 تمہید (Introduction)

علم سیاست، سماجی سائنس کا ایک علوم ہے۔ جس کا تعلق حکومت اور سیاست کے مطالعے سے ہے۔ یہ سماج میں شہریوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ اس کا اہم مقصد طالب علم میں سیاسی نظام کو سمجھنے کی صلاحیت اور ان کو شہریت کے لیے تعلیم دینا ہے۔ انسانی زندگی کے سیاسی پہلو کو سمجھنے اور ان میں سیاسی شعور و بیداری لانے میں یہ مضمون بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اس اکائی میں دیئے گئے مواد کا مطالعہ کے ذریعے طلباء اور ان باتوں کو ذہن نشین کر سکیں گیا اور ان مہارتوں کو فروغ دیا جا سکے گا جبہ ایک اچھے صحت مند شہری کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اس ذیلی اکائی میں آپ سیاست کے نوعیت و وسعت کے بارے میں مطالعہ کرینگے۔

2.2 مقاصد (Objectivies)

اس ذیلی اکائی میں دیئے گئے مواد کو پڑھنے کے بعد آپ اس لائق ہو جائیں گے کہ:

- ☆ علم سیاسیات کے معنی اور تعریف کو بیان کر سکیں۔
- ☆ علم سیاسیات کی نوعیت اور وسعت کو سمجھ سکیں۔
- ☆ علم سیاسیات کو دیگر سماجی سائنس کے ساتھ تعلق کی وضاحت کر سکیں۔
- ☆ علم سیاسیات کے روایاتی اور جدید نقطہ نظر کو سمجھ سکیں۔

2.3 علم سیاسیات کے معنی (Meaning of Political Science)

علم سیاسیات سائنس کی نوعیت اور وسعت کو سمجھنے سے پہلے ہمیں سیاست اور سیاستی سائنس کے معنی کو سمجھنا ضروری ہے۔

سیاست (Politics): عظیم سیاسی فلسفی ارسطو اصطلاح Ploitic کا استعمال کرنے والے سب سے پہلے مفکر تھے۔ لفظی اعتبار سے اصطلاحات Ploitic یونانی لفظ Polis سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہوتا ہے شہر (City) یا ریاست (State)۔ قدیم یونان میں شہر کو ایک آزاد ریاست کا مقام حاصل تھا۔ Politics لفظ سے مراد اُس علم سے تھا جن کا تعلق اُن شہری ریاستوں کی سرگرمیوں سے متعلق حکومتوں کے علم و مہارتوں سے ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ ان شہری ریاستوں کا مقام قومی ریاستوں یا ملکوں نے لے لیا اور سیاسیات بھی ان وسیع ریاستوں سے متعلق علم ہو گئی۔ ریاست سے متعلق موضوعات کے مطالعے کو سیاسی سائنس کہا جاتا ہے۔

علم سیاست ایک سماجی سائنس ہے۔ جس کا تعلق حکومت اور ریاست کے مطالعے سے ہے۔ یہ سماج میں لوگوں کو قوانین سمجھانے اور نظم و ضبط قائم کرنے، اپنے ووٹ دینے و رہنما کا انتخاب کرنے، سماج میں شہریوں کو اپنے ذمہ داریاں کو سمجھانے میں مدد کرتی ہے۔ علم سیاست کا مقصد طالب علم کو جمہوری شہری کی ذمہ داری پوری کرنے لائق بنانا ہے اور عوام کو شہریت کے لیے تعلیم دینا ہے۔

2.3.1 علم سیاست کی تعریف (Definition of Poltical Science)

علم سیاسیات کی چند تعریف مندرجہ ذیل ہیں۔

گارڈنر کے مطابق علم سیاسیات کی اغاز اور آخر ریاست کے ساتھ ہوتی ہے۔

لاسکی کے مطابق سیاست کا مطالعہ کا تعلق منظّم ریاستوں سے متعلق انسانوں کی زندگی سے ہے۔

ڈاکٹر ذکریا کا بیان ہے کہ سیاست منظّم طور پر بنیادی اصولوں کی نمائندگی کرتا ہے جس کے مطابق ریاست کو قائم کیا جاتا ہیا ور حکومت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

لنکارک نے اس سلسلے میں جامع تعریف کی ہے کہ سیاسیات حکومت سے مطالق سائنس ہے۔

ڈماک کے مطابق علم سیاست کا تعلق ریاست اوراس کے ذریعے حکومت سے ہے۔

سیلے کے مطابق علم سیاسیات حکومت کے عناصر کی تحقیق اُس طرح کرتا ہے جس طرح معاشیات مالی معاملات کے بارے میں حیاتیاتی سائنس زندگی کے بارے میں ریاضی اعداد کے بارے میں اور جیومٹری مقام ولمبائی۔ چوڑائی کے بارے میں کرتا ہے۔

پال جینیٹ کے مطابق علم سیاسیات سماجی علوم کا وہ حصہ ہے کہ جس میں سیاست کی بنیاد اور حکومت کے اُصلوں پر غور کیا جاتا ہے۔

آر۔جی۔گیٹل کے مطابق سیاست، ماضی حال اور مستقبل میں ریاست کا مطالعہ ہے۔

گلکر یسٹ نے مختصر تعریف دیتے ہوئے کہا ہے کہ علم سیاسیات۔سیاست وحکومت کے عام مسائل کا مطالعہ کرتا ہے۔

لہٰذا علم سیاسیات کی تعریف ہم علم کی ایک ایسی شاخ کے طور پر کرسکتے ہے جس کا تعلق سیاست نام کی تنظیم سے ہوتا ہے۔جس میں حکومت کا بھی تفصیل مطالعہ شامل ہوتا ہے۔مختصر میں علم سیاسیات کے تحت ریاست، حکومت اور دیگر متعلق تنظیم اور اداروں کا انسان کی سیاسی زندگی کے تناظر میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔علم سیاسیات سے متعلق تعریفوں کا تجزیہ کرنے پر مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہے۔

- علم سیاسیات ریاست کا مطالعہ ہے۔
- علم سیاسیات حکومت کا مطالعہ ہے۔
- علم سیاسیات میں ریاست اور حکومت دونوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے لیکن اصل موضوع ریاست کا مطالعہ ہے کیونکہ اس میں مرکزی حیثیت ریاست یا حکومت کی ہے۔
- علم سیاسیات رسمی طور پر سیاسی اداروں کا مطالعہ کرتے ہوئے ریاست کے آئین میں موجود قانونی حقیقت کے مطالعے کی بنیاد بنتی ہے۔

2.3.2 علم سیاسیات کا علاقہ یا وسعت (Scope of Political Science)

علم سیاسیات کے مطالعے کا علاقہ انتہائی وسیع ہے اس میں سیاسی فکر (Political Thought) سیاسی اصول (Political Principles) سیاسی فلسفہ (Political Philosophy) سیاسی نظریہ (Political Theory) تقابلی سیاست (Comparative Politics) عوامی انتظامیہ (Public Administration) بین الاقوامی تنظیم (International Organization) سیاسی حرکیات (Political Dynamics) اور عوامی قانون (Public Low) وغرہ شامل ہیں۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل باتیں بھی اس دائرے کار میں آتی ہے۔

(وغیرہ شامل ہے۔اس کے علاوہ مندرجہ ذیل باتیں بھی اس کے مطالعے کے دائر کار میں آتی ہیں۔

- قومی اور بین الاقوامی مسائل کا مطالعہ۔
- انسان کے سیاسی پہلو کا مطالعہ۔

- سیاست کے ماضی، حال اور مستقبل کی ترقی کا مطالعہ، ماضی کا مطالعہ کرنا اور انہیں درست کرنا، موجودہ حال کا مطالعہ کرنا اور اس بات کے بارے میں تعین کرنا کی مستقبل میں کیا کیا جائے۔
- اقتدار یا طاقت کے تصور کا مطالعہ۔
- ریاست کی ساخت (Structure) کا مطالعہ کرنا جو اس وقت موجود ہے اور ساتھ ہی ریاست کی جدید اور مثالی ساخت کا مطالعہ کرنا۔
- ایک ذریعہ کے طور پر حکومت کا مطالعہ۔
- حکومت کی مختلف قسموں کا مطالعہ۔
- عوام اور حکومت کے درمیان تعلقات کا مطالعہ۔
- تاریخی تناظر میں ریاست کا مطالعہ کرنا اس میں اس بات کا مطالعہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کی کب اور کیسے ریاست وجود میں آئی اور مختلف دور میں ریاست کی نوعیت کیا رہی ہے اور کس طرح کی تبدیلی آئی ہے۔
- افسر شاہی (Bureaucracy) کے رویہ کا مطالعہ۔
- سیاسی رویہ و تصورات کا مطالعہ۔
- انتخاب اور ووٹینگ کے رویہ کے طریقوں کا مطالعہ۔
- سماجی جماعتوں (Social Group) اور پریشر گروپ (Pressure Group) کا مطالعہ۔
- ترقی پذیر ممالک (Developing Countries) کا مطالعہ
- بین لاقوامی سیاست اور بین لاقوامی تنظیم (International Organization) کا مطالعہ۔

کیٹلین نے بھی کہا سیاست میں اُن تمام چیزوں کو شامل کیا جانا چاہیے جسے ارسطو نے شامل کیا تھا۔ جیسے خاندان کی تنظیم، انقلابات کا تجزیہ، شہری اور بین الاقوامی سیاست، مذہبی اجتماعات، مزدوروں کی تنظیم اور ملازموں کی تنظیم وغیرہ۔ اس طرح ہم دیکھتے ہے کی سیاسیاتی سائنس کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔

2.3.3 علم سیاسیات کی نوعیت (Nature of Political Science):

سیاسیات پر Aristotle, Bodin, Hobbes, Bluntschli, Montesquieu, وغیرہ کے مختلف نظریہ ہے۔ ان سبھی کے مطابق سیاست ایک سائنس (Science) ہے جب کی J.S.Hill, Maitland, Collin, Barker وغیرہ کے مطابق سیاست ایک فن (Art) ہے۔

☆ سیاست ایک سائنس ہے (Politics is a Science) سیاست کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر سائنس کے طور پر تصور کیا جاتا ہے۔ سیاست کو ایک بہت ہی منظّم (Organised) انداز میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔

- یہ بھی کہا جاتا ہے کی سیاست میں تجربات (Experiment) بھی ممکن ہے۔
- سیاسی سائنس میں دوسرے علوم کی طرح مطلق (Abslolute) اور آفاقی (Universal) قوانین ہیں۔

- علم سیاسیات میں کچھ ایسے اصول اور طریقہ ہیں جس پر سیاسی مفکرین نے متفقہ طور پر اتفاق کیا ہے۔
- سیاست ایک مضمون ہے جس کی نوعیت سائنسی ہے۔
- اس وقت سیاسیات نے جدیدیت حاصل کر لی ہے۔

☆ سیاست ایک سائنس نہیں ہے (Poltics is not a science): سیاست کو درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر سائنس کے طور پر تصور نہیں کیا جاتا ہے۔

- علم سیاسیات میں علم طبعیات (Physical Science) کی طرح مطلق (Abslolute) اور آفاقی (Universal) قوانین نہیں ہے۔
- یہ توجہ اور اثرات کے نظریہ (Theory of Cause and Effect) تجس پر تمام سائنس کی بنیاد ہے پر عمل نہیں کرتا۔
- سائنس کے مشاہدات اور تجرباتی طریقوں کو سیاسی سائنس میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

اگر ہم اس تجزیہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کی علم سیاسیات کی فطرت فنی ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ تر سائنسی نوعیت کی ہے۔ سیاست ریاست کے بارے میں ایک تجزیاتی مطالعہ ہے۔ یہ ریاست کی آغاز اور ارتقا کے بارے میں تاریخی تحقیقات کرنے والا موضوع ہے۔ گارڈنر نے صحیح کہا ہے کی علم سیاسیات۔ سیاست کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور سیاست کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ سیاسیات نے اپنے دائرہ کو صرف ماضی اور موجودہ حال تک نہیں محدود کر رکھا ہے بلکہ اچھی اور بہتر حکومت کے اصولوں کو مرتب کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے اور بتاتا ہے کی ریاست کیسی ہونی چاہیے۔ یہ ریاست کے ماضی حال مستقبل کا مطالعہ سیاسی سرگرمیوں سے زیادہ وسیع ہے۔ جہاں کہیں بھی ریاست موجود ہے وہاں سیاست بھی ہے۔ لیکن اس کے برعکس حقیقت نہیں ہے کہ جہاں کہیں بھی سیاست موجود ہو وہاں وہ ریاست بھی ہو۔ ہم اگر گھروں، مندروں، میونسپل کارپوریشن اور تمام ایسوسیشن کے اندر سیاست کی بات کرتے ہے جب کہ ان میں سے ایک بھی ریاست نہیں ہے۔

- علم سیاسیات حکومت کی سائنس اور فن ہے۔
- یہ انسانی معاشرے کے سیاسی پہلو کا مطالعہ ہے
- سیاست اور حکومت کا سائنسی مطالعہ ہے۔
- یہ حکومتوں کی ساخت، اُن کے کام کاج اور سیاست کی تنظیموں کا مطالعہ کرتا ہے۔

ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کی معاشرے میں سماجی، سیاسی، ثقافتی مذہبی ادارے وغیرہ ایک بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ ریاست (State) بھی ان میں سے ایک ہے جو اہمیت کی حامل ہے۔ کیونکہ ریاست ہی شہریوں کو اعلیٰ تعلیم (Higher Education) اور بہتر طبعی علاج فراہم کرتا ہے۔ یہ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کرتی ہے اور زراعت (Agriculture) اور صنعتی (Industrial) پروگرام کا منصوبہ تیار کرتی ہے اور قیمتوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ ریاست معاشرے میں امن وامان کو برقرار رکھتی ہے اور انسانی زندگی کی حفاظت کرتی ہے اور انسان کو ہمہ جہتی ترقی کے لائق بناتی ہے۔ یہ ایک فلاحی ریاست (Welfare State) کے طور پر کام کرتی ہے جس کا مقصد لوگووں کی فلاح و بہبودی کو فروغ دینا ہے۔ شاید ہی زندگی کا کوئی ایسا علاقہ ہو جہاں ریاست یا حکومت کام نہیں کرتی۔ اس لیے یہ ایک اہم کردار نبھاتی ہے اور اس کا مطالعہ کیا جانا ضروری ہے۔

2.3.4 اہم تصوّرات اور موجودہ رجحانات (Key Concept and Current Trends)

اس میں علم سیاسیات کے اہم تصورات جیسے اُس کے معنی ،نوعیت اور وسعت کے بارے ہونے والی تبدیلی (روایاتی نقطہ نظر سے جدید نکات نظر میں)اور موجودہ رجحانات کا ذکر کیا گیا ہے۔اب ہم مزید تصورات کا ذکر کریں گے۔

ریاست (State): جدید اصطلاح (State) کولفظ Status سے اخذ کیا گیا ہے۔ریاست یا (State) لفظ کو جدید انداز میں سب سے پہلے اٹیلین اسٹیٹمنٹ نکلون میکاویلی Niccolo Machiavelli (1469-1527) نے استعمال کیا۔اسٹیٹ (State) تمام سماجی اداروں میں سب سے زیادہ طاقت وراور آفاقی ادارہ ہے۔ارسطو نے کہا ہے کہ ’’انسان ایک سماجی جانور ہے اور فطرت کی طرف سے وہ ایک سیاسی وجود ہے‘‘۔ ریاست یا اسٹیٹ انسانی رفاقت وشراکت (Association) کی اعلیٰ ترین شکل ہے اور ایک اچھی یا بہتر زندگی جینے کے لیے یہ ضروری ہے۔ ریاست یا اسٹیٹ (State) کے چار عناصر ہوتے ہے۔یہ زمین کے کسی خاص حصہ میں قابض کم یا زیادہ تعداد میں رہنے والی کمیونٹی کو کہتے ہے جیسے کی Woodrow Wilson کہتے ہیں کہ:

State is a People Organized for law within a definite territory.

آبادی (Population) یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو سیاست بنانے والے ہوتے ہیں۔آبادی کسی بھی ریاست کے لیے سب سے اہم ہے۔یونانی مفکر ارسطو کا ماننا ہے کہ آبادی نہ تو بہت بڑی ہونی چاہیے اور نہ بہت چھوٹی۔یہ کسی بھی ریاست کا وہ حصہ ہے جو مل کر عوامی ریاست بناتے ہے۔یہ کسی خاص قوم،برادری یا نسلی گروہ کے اراکین ہوتے ہیں۔

☆ علاقہ/(Territory): یہ ایک اصطلاح ہے جو انتظامی تقسیم (Administrative Division) کے لیے استعمال میں لائی جاتی ہے۔یہ ایک مقرر علاقہ ہوتا ہے بجا طور پر آبادی سے تعلق رکھتا ہے۔یہ ایک ریاست کے علاقہ یا دائرے کو بتاتا ہے جو اُس کے اختیار میں ہے۔مقرر علاقہ کے وغیرہ کوئی ریاست نہیں ہوسکتی ہے۔کسی بھی ریاست کے علاقہ میں زمین پانی اور ہوائی جگہ بھی شامل ہے اور خود کارساز ہونے کے لیے یہ مستقیل اور کافی بڑی ہونی چاہیے۔

☆ حکومت (Government): یہ کسی ریاست کا تیسرا عناصر ہوتا ہے۔یہاں ایک ایسا سیاسی نظام ہوتا ہے جس کے ذریعے کسی ریاست کی حکومت کے طریقہ کار کو جانا جاتا ہے۔حکومت کے ذریعے کسی ریاست میں سرکاری پالیسی لاگو ہوتی ہے۔

☆ خودمختاری (sovereignty): یہ کسی بھی ریاست کا چوتھا سب سے اہم عناصر ہوتا ہے۔خودمختاری سے مراد ہے باہر کے ذرائع کے مداخلت کے بغیر حکومت کرنے کے لیے مکمل حق وطاقت کسی جغرافیائی علاقے پر طاقت یا غلبہ کے خصوصی کو خودمختاری کہتے ہیں۔یہ سب سے اعلیٰ اور حتمی ہے۔ جس کے اوپر کوئی قانونی طاقت نہیں ہے۔

2.3.5 علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنس کے ساتھ تعلق (Relation of Political Science with other Subejct)

سیاسی سائنس کا معاشیات سے گہرا تعلق ہے۔اس کا قانون سے تعلق ہے چاہے وہ قدرتی ہو یا انسانی یہ باہمی تعلقات میں ایک ربطہ پیدا کرتا ہے۔اس کا تعلق تاریخ سے بھی ہے جو کہ ضرورت کے مطابق حقائق سے آشنا کرتا ہے۔جس سے ماضی سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔اس کا فلسفہ بالخصوص اخلاقیات سے تعلق ہے، جو کہ اس کا اصول ہوتا ہے۔کوئی بھی سماجی سائنس کسی بھی سماج یا معاشرے کے سبھی پہلوؤں کا مکمل مطالعہ نہیں

کر سکتا۔اس لیے سماجی سائنس کے تمام مضامین ایک دوسرے سے متعلق ہے اور اس کے دوسرے مضامین کے ساتھ باہمی رشتے ہونے کی بنیاد پر نئے (Interdisciplinary Subject) جیسے سیاسی معاشیات (Political Economics) سیاسی اخلاقیات (Political Morality) سیاسی تاریخ (Political History) سیاسی سماجیات (Political Sociology) سیاسی نفسیات (Political Psychology) سیاسی جغرافیہ (Political Geography) کا آغاز بھی ہوا۔اس طرح سے علم سیاسیات کی نئی شاخوں کا

کھولنا اس بات کی علامت ہے کی علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنس سے ہم تعلق ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your Progress)

1۔ سیاسیات کا دیگر سماجی علوم کے ساتھ تعلقات بیان کریں۔

____

____

2.4 علم سیاسیات اور اُس کی نوعیت و وسعت میں تبدیلی (روایتی نقطہ نظر سے جدید نقطہ نظر کی طرف)

علم سیاسیات نہایت ہی قدیم موضوع ہے۔یونانی مفکر ارسطو کو علم سیاسیات کا بانی مانا جاتا ہے۔شروعات میں اسے آزاد موضوع کے طور پر قبول نہیں کیا گیا۔سیاسی سائنس کا مطالعہ اخلاقیات فلسفہ، تاریخ وغیرہ کے تصورات کی بنیاد پر کرنے کا علم تھا۔جدید دور میں سے نہ صرف آزاد موضوع کے طور پر قبول کیا گیا بلکی سماجی علوم کے حوالے سے اس کی کافی ترقی بھی ہوئی۔علم سیاسیات کا مطالعہ آج جہاں ایک طرف انتہائی اہم ہے وہیں دوسری طرف بہت پیچیدہ بھی ہے۔علم سیاسیات کی ضرورت اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کی آج سیاسی عمل کا مطالعہ بین الاقوامی اور قومی دونوں قسم کی سیاست کو سمجھانے کے لیے ضروری ہے۔

آج علم سیاسیات سیاسی اور غیر سیاسی دونوں طرح کے عناصر سے متعلق ہے سیاسی عناصر براہ راست طور پر سیاسی عمل کو متاثر کرتے ہے۔اس نقطہ نظر سے علم سیاسیات کے تحت سیاسی حکومتیں، سرکاری ادارے، انتخابی نظام اور سیاسی رویہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔غیر سیاسی عناصر بلواسطہ طور پر سیاسی عمل کو متاثر کرتے ہیں اس نقطہ نظر سے سیاسی مطالعہ میں معاشیات، معاشرہ، مذہب، ثقافت، جغرافیہ، سائنس وٹیکنالوجی، نفسیات وتواریخ جیسے اتحادی عناصر کو کافی اہمیت دی جاتی ہے اس وجہ سے سیاست کی صحیح سمجھ دونوں عناصر کو سمجھ کر ہی جا سکتی ہے۔

یونانی مفکرین کے وقت سے جدید دور کے مختلف مفکرین تجزیاں کاروں کے اشتراک سے علم سیاسیات کی نوعیت مواد مطالعہ اور ان کی روایتوں میں وقتاً فوقتاً تبدیلی آتی رہی ہے اور اس موضوع کی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی ہے۔علم سیاسیات مطالعہ کے سلسلے میں دو اہم نظریات کا عروج ہوا ہے۔

1) روایتی نقطہ نظر (Tradational Point of View)

2) جدید نقطہ نظر (Modern Point of View)

2.4.1 علم سیاسیات: روایتی نقطہ نظر (Political Science: Traditional Point of View)

قبل مسیح 6ویں صدی سے لے کر 20ویں صدی میں تقریباً دوسری جنگ عظیم تک جس سیاسی نقطہ نظر کو قبول کیا گیا اُسے روایتی نقطہ نظر کہتے ہے۔ روایاتی سیاسی نقطہ نظر کی تعمیر و ترقی میں بہت سے سیاسی مفکرین جیسے افلاطون ارسطو، لاک، روسو، کانت، ہیگال وغیرہ کا تعاون رہا ہے۔ روایتی علم سیاسیات میں حکومت اور اُس کے قانون اعضاء کے ساتھ ساتھ حکومت کی پالیسوں اور فیصلے کو متاثر کرنے والے سماجی سیاسی حقائق کے مطالعے پر زور دیا جاتا ہے سیاسی پارٹی اور سبھی تنظیموں کے مطالعوں پر بھی زور دیا جاتا ہے۔ روایتی نقطہ نظر کے ماننے والے ماہرین نے سیاسی سائنس کے مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔

☆ ڈاکٹر ذکریہ کا بیان ہے کہ ساست منظم طور پر ان بنیادی وصولوں کی نمائندگی کرتا ہے جس کے متعلق کو قائم کیا جاتا ہے اور حکومت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ ڈیماک کے مطابق: علم سیاست کا تعلق ریاست اور اس کے ذریعے حکومت سے ہے۔

روایتی علم سیاست کا علاقہ: اس کے ساتھ UNO نے UNESCO کے ذریعے ستمبر 1948 میں روایتی علم سیاسیاست کے علاقے کا تعین کرنے کے لیے دنیا کے تمام سیاسی مفکرین و ماہرین نے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں روایتی علم سیاست کے تحت مندرجہ ذیل موضوعات شامل کیے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔

سیاست کے نظریات: ماضی اور موجودہ اصولوں کا مطالعہ۔

سیاسی ادارے: آئین، قومی حکومت ریاستی یا صوبائی حکومت کا سیدھا اور تقابلی مطالعہ۔

سیاسی پارٹی اور لوکمت: سیاسی دل و گروہ کے سیاسی لوکمت اور حکومت میں شہریوں کا حصہ لینے کا مطالعہ

بین الاقوامی تعلقات: رشتہ بین الاقوامی سیاست، بین الاقوامی قانون، بین الاقوامی تنظیم اور بین الاقوامی انتظامیہ کا مطالعہ۔

2.4.2 علم سیاسیات: جدید نقطہ نظر (Political Science: Modern Point of View)

جدید دور روایاتی علم سیاسیات کی ریاست سے متعلق تصور کی بے حد تنقید ہوئی جس میں کہا گیا کی ریاست اور سیاسی اداروں کے دائرے کے باہر بھی بہت سارے عمل و سرگرمیاں ہے جو سیاست سے تعلق رکھتی ہے ان کو نظر انداز کرنا علم سیاسیات کے وقار اور آفادیت کے لیے صحیح نہیں ہے۔ اس رائے کے ماننے والے یہ کہتے ہے کی تمام سماجی سائنس کے مطالعے اور ترغیب کا مرکز انسانی رویہ ہے اور علم سیاسیات عام انسانی رویہ کے سیاسی پہلو کا مطالعہ ہے۔

علم سیاسیات کے جدید تصورات کی نظر سے جارج کیٹلین، ایسٹن، ہیرالڈ وغیرکا کام خاص قابل قبول ہے ان مفکرین نے علم سیاسیات سے متعلق اپنی باتوں میں سیاسیات کے حقیقی اور عملی باتوں پر زور دیتے ہوئے طاقت، حکومت، سیاسی جواز اور اقتدار کا مطالعہ مانا ہے۔

علم سیاسیات انسانی اعمال کا مطالعہ ہے علم سیاسیات کے جدید نقطہ نظر کے مطابق علم سیاسیات انسان کے سیاسی رویہ اور عمل کا مطالعہ کرتا ہے۔ انسانی رویہ کو غیر سیاسی عوامل بھی متاثر کرتے ہیں ان تمام عوامل کا علم سیاسیات میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔

جدید علم سیاسیات کا علاقہ: ہنزار اور اسٹیوینشن کے مطابق علم سیاسیات کے مطالعے کے علاقہ میں بنیادی طور پر افراد کے باہمی اور اجتماعی،

ریاست اور ریاستوں کی طاقتوں واُن کے درمیان کے تعلقات سے متعلق ہے۔جدید نقطہ نظر کے مطابق علم سیاسیات کے علاقہ یا وسعت کو مندرجہ ذیل نکات کے تحت واضح کیا جا سکتا ہے۔

- علم سیاسیات۔سیاسی بندوبست، ریاستی طاقت اور فیصلہ سازی کا مطالعہ ہے۔
- انسان کے سیاسی رویہ کا مطالعہ ہے۔
- اس میں مختلف تصورات جیسے ریاستی طاقت، ریاستی حکومت واقتدار کنٹرول وفیصلہ سازی وغیرہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔
- سیاسی مسائل کا مطالعہ ہے۔
- عام رائے اور عوامی رضامندی کا مطالعہ ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progress)

1۔ علم سیاسیات سے کیا مراد ہے-اس کی چند تعریفیں بیان کریں۔

____

____

2۔ علم سیاسیات کے نوعیت اور وسعت کو واضح کیجئے۔

____

____

3۔ علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنس کے درمیان کیا تعلق ہے۔

____

____

2.5 ہندوستان کا آئین(Constitution of India)

نظام حکومت کے انجام دینے میں آئین کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔دنیا کے تقریباً ہر ملک میں کوئی نہ کوئی دستور نظام جو حکومت چلانے کے لیے قبول کرلیا ہے۔ہمارے ملک نے بھی کچھ ضابطے (قوانین) طے کیے ہے جسے ہم’ آئین ہند‘ کہتے ہیں۔ہمارے ملک کا نظام حکومت اسی آئین ہند کے مطابق انجام پاتا ہے۔اس میں شہریوں کے حقوق وفرائض ،حکومتی اداروں کی تشکیل اوران کے اختیارات کی معلومات تفصیل میں دی گئی ہے۔

آزادی کے پہلے کے حالات اورآئین: ہندوستان کی آزادی سے پہلے کے دور میں انگریزوں نے ہندوستان کا قانون بنایا تھا لیکن آزادی کے بعد ہندوستانی عوام اپنے ملک کے نظام حکومت کے لیے خود قوانین بنانا چاہتی تھی۔اس کے لیے 9 دسمبر 1946 میں مجلس آئین کی پہلی نشست ہوئی اور دستور سازی کا عمل شروع ہوا۔ڈاکٹر راجندر پرساد کو مجلس کا صدر بنایا گیا۔اس مجلس میں 389 ممبران تھے۔مجلس آئین میں مشہور اور ماہر

قانوداں، مہاراجاؤں اورنوابوں کی ریاست کے نمائندے اورعورتوں کی طرف سے نمائندے بھی شامل کیے گئے۔ بہت ساری کمیٹیاں بنائی گئی جس میں آئین کا خاکہ تیار کرنے کے لیے سب سے اہم ڈرافٹنگ کمیٹی بھی بنائی گئی۔ ڈرافٹنگ کمیٹی کے چیئرمین ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر تھے۔اس کمیٹی نے آئین کے خاص مسودہ کو تیار کیا۔مجلس آئین نے مکمل آئین 26 نومبر 1949ء کومنظور کیا اور یہ طئے کیا گیا کے 26 جنوری 1950 سے یہ آئین دستور نافذ کیا جائے گا۔

تمہید آئین ہند(Preamble of Indian Constitution)

ہم، بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ **بھارت کو ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ** بنائیں اوراس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف سماجی، معاشی اورسیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اورعبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اورموقع

اوران سب میں اُخوت کوترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اورقوم کے اتحاداورسالمیت کا تیقن ہو؛

اپنی آئین ساز اسمبلی میں 26/جنوری 1949 کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اوراپنے آپ پر نافظ کرتے ہیں۔

2.5.1 بنیادی حقوق (Fundamental Rights)

شہریوں کے وہ حقوق جو آئین میں شامل ہیں 'بنیادی حقوق کہلاتے ہیں۔حقوق انسان کی فلاح و بہودی کے لیے نہایت ضروری ہے۔انسان کی انفرادی ترقی کے لیے یہ بہت اہم ہے یہ حکومت کے اختیارات کومحدود کرتا ہے۔حکومت کوئی بھی ایسا قانون نہیں بناسکتی جس سے یہ بنیادی حقوق سلب کیے جاسکیں۔ائین ساز نے بنیادی حقوق کی حفاظت کی ضرورت کوشدت سے محسوس کیا ہے۔اس لیے آئین نے شہریوں کے بنیادی حقوق کی حفاظت کی زمہ داری عدالیہ کو دیا ہے۔ بنیادی حقوق جو آئین کے فہرست میں شامل ہے اس کی تحفظ ضروری ہے۔ یہ بنیادی حقوق اس لیے ہے کیونکہ ائین ساز نے اسے الگ سے تیسرے حصے میں تحریر کیا ہے۔آئین کے ذریعے حکومت پر پابدی عائد کردی گئی ہے۔کوئی بھی حکومت بنیادی حقوق پرحملہ نہیں کرسکتی۔آئین کے ذریعے بنیادی حقوق کی تحفظ دیا گیااوراس کی گارنٹی دی گئی ہے۔کوئی بھی حق تلفی کا شکارفرد عدالت میں مقدمہ دائرکرسکتا ہے۔حقوق آئین کی بنیادی ڈھانچہ تب ہی بدل سکتا ہے جب آئین پوری طرح تبدیل کیا جائیگا۔حقوق لامحدود نہیں ہے۔حقوق کے استعمال کے طریقے واضح طور پرتھریر کردیے گئے ہیں۔ایک فرد یا جماعت کو اپنے اظہار خیال کا حق حاصل ہیں آئین کے تیسرے حصے میں حقوق کے مطابق جو دفعات لکھے گئے ہیں۔وہ چھ قسم کے ہیں۔

1) مساوات کا حق(Right Against Equality-Article 14-18): مساوات اس کے تحت حکومت سماجی، معاشی، سیاسی مذہبی، خاندان، ذات پات، جنس اور پیدائش کی جگہ کی بنیاد پرشہریوں سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کرسکتی۔اس میں قانون کی نظر میں مساوات، سرکاری ملازمت حاصل کرنے میں مساوی مواقع، چھوت اچھوت کا خاتمہ اورخطاب کا خاتمہ وغیرہ شامل ہیں۔انگریزی حکومت میں

انعامات کے طور پر خاص لوگوں کو خطابات سے نوازہ جاتا تھا جیسے رائے صاحب رائے بہادر دیوان صاحب خان۔خان بہادر وغیرہ اس طرح کے خطابات پر پابندی عائد کردی گئی ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں اعلیٰ اورادنی کا جذبہ پیدا نہ ہو۔

2) آزادی کا حق (Right to Freedom; Article 19-22) :۔آزادی کسی بھی فرد کی ہمہ جہتی ترقی کا ذریعہ ہے۔آزادی کا مطلب یہ نہیں ہیں کہ کوئی فرد اپنی مرضی سے جو چاہے وہ کرے ایسا نہیں ہیں۔آزادی کا مطلب ہیں کہ کوئی بھی شخص اپنی آزادی کا استعمال قانونی کے دائرے میں رہ کر کریں اور دوسروں کی آزادی پر کسی طرح کا کوئی اثر نہ پڑے۔

2 A) دفعہ-19(Article 19): ہندوستان کے آئین میں دفع 19 کے تحت شہریوں کو چھ (6) قسم کی آزادکی ضمانت دی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہے۔

(i) تقریر اور اظہار خیال کی آزادی

(ii) بغیر ہتھیار کے ایک جگہ جمع ہونے کی آزادی

(iii) تنظیم، یونین اور ادارے قائم کرنے کی آزادی

(iv) ہندوستان کے خطے میں آزادانہ سفر کرنے کی آزادی

(v) ہندوستان کے کسی بھی حصہ میں رہنے کی آزادی

(vi) کسی بھی پیشہ یا تجارت کرنے کی آزادی

(2.B) جینے اور ذاتی آزادی کا حق:(Right to Life and Personal Liberty-Article 20 to 22)

ہندوستان کے آئین دفع 22-20 تک میں جینے اور آزادی کے حق کی بات کہی گئی ہے۔اس حق کے تحت کوئی بھی فرد عام انسانوں کی طرح اپنی زندگی جی سکتا ہے۔اس کے تحت کسی بھی انسان کو بغیر کسی جرم کے قید نہیں کیا جا سکتا ہے اگر قانون اُسے مجرم قرار دیتا ہے اور عدالت کے پاس پورے ثبوت موجود ہے تبھی کسی فرد کو قید کیا جاسکتا ہے۔جس انسان کو قید کیا جارہا ہے یہ سزادی جارہی ہے تو اُس کا جرم بتانا ہوگا اور اُسے اپنے بچاؤ کا موقع دینا چاہیے جسے اگر وہ بے گناہ ہے تو خود کو بے گناہ ثابت کرسکے۔کسی بھی فرد کو ایک ہی جرم کے بدلے دوبارہ سزا نہیں دی جاسکتی اگر کسی فرد پر کسی جرم کا کوئی شک ہے تو ایسے شخص کو حکومت عارضی طور پر پوچھ تاچھ کے لیے روک سکتی ہے اس سے اُس کی آزادی پر کوئی حملہ نہیں ہوگا۔

دفع 21-A کے مطابق تعلیم کا حق آئین 2009 میں درج کیا گیا ہے جس کے مطابق 14-6 سال تک کے بچوں کے لیے پرائمری تعلیم لازمی اور مفت طور پر تعلیم حاصل کرنے کا قانون بنایا گیا۔تعلیم حاصل کرنا ہر بچہ کا حق ہے۔اس قانون کے عمل میں آنے کے بعد اب کوئی بچہ تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔

(3) استحصال کی مخالفت کا حق:(Right Against Exploitation Article 23 & 24)

آئین کا مقصد ہے کی انسان کی جان و مال اور آزادی محفوظ رہے۔اس لیے شہریوں کو استحصال کے مخالفت کرنے کا حق دیا گیا ہے دستور نے انسانوں کی خرید و فروخت، غلامی بندھوا مزدوری جیسے بُرے رواج کی ممانیت کے ساتھ ساتھ پابندی عائد کردی گئی ہے اس طرح 14 سال سے کم عمر کے بچہ کو کارخانوں، کھیتوں اور دوسرے خطرناک کاموں نہیں لگایا جاسکتا۔ان سے کام کرانے پر پابندی عائد کی گئی ہے جس کے نہ ماننے پر کام

کرانے والے کو سزا ہو سکتی ہے 2006 میں اسی قانون کو اور وسعت دی گئی اور اب ہر قسم کی بچہ مزدوری کو قانونی جرم قرار دیا گیا ہے۔

4) **مذہبی آزادی کا حق:(Right to Freedom of Religion Article 25 -28)**

ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے۔جس میں مختلف مذاہب کے ماننے والے اور مختلف فرقوں کے لوگ آباد ہیں ہر شخص کو اپنے مذہب کے اصولوں پر چلنے اور عبادت کرنے کی آزادی ہے حکومت کا کوئی اپنا مذہب نہیں ہے اور اُس نے سبھی مذہبوں کو برابری کا حق دیا ہے۔اور اُسے شہریوں کا ذاتی مسلہ قرار دیا ہے کوئی بھی شہری کسی بھی مذہب کو ماننے کا حق رکھتا ہے۔ ہر ایک مذہب کو اپنا ادارہ کھولنے اور تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہے۔وہ اپنی مذہبی جائداد جیسے مسجد،مندر،گرجا گھر،گرودوارا،مدرسہ،خانقاہ،قبرستان مذہبی تعلیمی ادارے وغیرہ کے لیے زمین حاصل کر سکتے اور قائم کر سکتے ہیں۔لیکن حکومت اُن کے مالی امداد وخرچ کا حساب لے سکتی ہے۔شہریوں کو تمام مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن مذہب کے نام پر ہونے والے غیر انسانی رسم ورواج غلط طریقے اندھے عقائد پر حکومت پابندی عائد کر سکتی ہے۔

5) **تہذیبی اور تعلیمی حق:(Cultural & Educational Right Article 29 & 30)**

ہمارے ملک میں مختلف مذہب کے ماننے والے اور فرقوں کے لوگ موجود ہے مختلف زبانیں اور بولیاں بولی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہندوستان میں مختلف ثقافتی یک جہتی پائی جاتی ہے۔آئین نے شہریوں کو تہذیبی اور تعلیمی حقوق دیئے ہیں تا کہ اپنی تہذیبی اور ثقافتی روایت کو قائم رکھ سکے اور اپنی مخصوص زبانوں کو ترقی دے سکے۔اقلیتوں کو اپنی زبان تہذیب اور رسم ورواج کی حفاظت کرنے اور انہیں فروغ دینے کا حق دیا گیا ہے اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اقلیتوں کو اپنی زبان کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا حق بھی حاصل ہے حکومت ان کو منظوری اور مالی امداد دینے میں حکومت مذہب کی بنیاد پر فرق نہیں کریگی۔

6) ائین کا اصلاح کا حق(Right to Consitutional Remedies Article 32)

بنیادی حقوق کے تحفوظ کے لیے یہ بڑا اہم طریقہ ہے سپریم کورٹ یا کوئی بھی ہائی کورٹ میں جا کر عرض کر سکتا ہے۔اور بنادی حقوق کو تقویت پہونچانے کے لیے اصلاحی مشورہ دے سکتا ہے۔اور اس پر نظر ثانی کے لیے عدالت میں گذارش کر سکتا ہے۔اگر دستور میں درج شہریوں کے حقوق پامال ہو رہے ہوں اس کے اس حق سے انکار کیا جا رہا ہو تو شہریوں کو عدالت سے انصاف مانگنے کا حق حاصل ہے۔عدالت کی طرف سے بنیادی حقوق کی حفاظت کے لیے جو فرمان جاری کیا جاتا ہے۔اسے Right کہتے ہیں۔

2.5.2 بنیادی فرائض (Fundamental Duties)

جس طرح بنیادی حقوق شہریوں کو حاصل ہے ٹھیک اُسی کے ساتھ ساتھ بنیادی فرائض بھی ہیں۔ بنیادی حقوق اور بنیادی فرائض دونوں ایک ہی اہمیت کے حامل ہے۔فرائض کے اہمیت بتانے اور اُس کے مطالق شہریوں میں بیداری پیدا کرنے کے لیے 42 ویں ترمیم 1976 کے ذریعے 1976 میں ہندوستان کے دستور میں دس بنیادی فرائض کو شامل کیا گیا ہے تا کہ شہریوں کو اپنے ملک کے تئیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا رہے۔ ہندوستانی شہریوں کے بنیادی فرائض درج ذیل ہیں۔

1) آئین کی اطاعت میں رہیں اور اُس کے نظریہ ادارے،قومی پرچم اور قومی ترانے کی عزت کریں۔

2) اُن عظیم نظریات کی جن سے ہماری قومی جدوجہد آزادی متاثر رہی انہیں تسلیم کریں اور اُن کی فرمانبرداری کریں۔

3) ہند کی خود مختاری اتحاد اور سالمیت کو برقرار مانیں اور ان کی حفاظت کریں۔

4) جب کبھی لازم ہو ملک کی حفاظت کریں اور قومی خدمت فراہم کریں۔

5) مذہبی، زبانی، علاقائی یا علیحدہ تفریق سے اوپر اٹھ کر ہند کی تمام عوام کے درمیان ہم آہنگی اور مشترکہ جذبہ کو فروغ کریں۔ اور اُن رسوم کی تردید کریں جو عورتوں کی عظمت کے مخالف ہو۔

6) ہماری کثیر وراثت اور اجتماعی ثقافت (Culture) کی قدر کریں اور ان انہیں محفوظ رکھیں۔

7) ہمارے قدرتی ماحول، جنگلات، جھلیں، دریا اور جنگلی حیوانات کی حفاظت کریں اور انہیں بہتر بنائے اور جاندار مخلوق سے ہمدردی رکھیں۔

8) سائنسی جذبات، انسانیت اور تحقیقی اور اصلاحی جذبات کا قیام کریں۔

9) عوامی املاک کا تحفظ کریں، تشدد (Violence) کو ترک کریں۔

10) تمام انفرادی اور اجتماعی سرگرمیوں میں بہترین ثابت ہونے کے لیے محنت کش رہیں، تاکہ ملک مسلسل اموراور کامیابی کے اعلیٰ درجات پر ابھرتا رہے۔

82 ویں ترمیم کے ذریعے 2002 میں ہندوستان کے دستور میں ایک اور بنیادی فرائض کو شامل کیا گیا ہے تاکہ والدین اور گارجین کو اپنے بچوں کی تعلیم کے تئیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرایا جا سکے۔

11) والدین یا سرپرست اپنی ۶ سے ۱۴ سال کی درمیانی عمر کے خود کے یا زیرِ نگرانی بچوں کے لیے (جیسا معاملہ ہو) مفت اور لازمی ابتدائی تعلیمی مواقع فراہم کریں۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your Progress)

1۔ دستور ہند میں فراہم کردہ بنیادی حقوق کے بارے میں لکھیے۔

____

____

2۔ علم سیاسیات کے جدید نقطہ نظر کی وضاحت کیجیے۔

____

____

2.6 حکومت کے اجزا (Organs of Government)

ہندوستان میں وفاقی طرز حکومت کو اختیار کیا گیا ہے اس لیے یہاں دوہری حکومت کا طریقہ رائج ہے۔ ایک مرکزی حکومت اور دوسری صوبائی حکومت ہندستان میں حکومتی کام کو انجام دینے کے لیے حکومتی ادارے قائم کیے گئے ہے۔ وہ ادارے جو پورے ملک کے لیے انتظامی ذمہ

داری پوری کرنے اور قوانین بنانے کا کام کرتا ہے مرکزی حکومت کہتے ہے۔اس طرح اپنے صوبہ یا ریاست کی انتظامی ذمہ داری پوری کرنے والی حکومت کو ریاستی حکومت کہتے ہے۔ ہندوستان میں پارلیمانی طرز حکومت ہے۔اس کی مجلس مقنّنہ اور مجلس عاملہ/ انتظامیہ دونوں ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں اور حکومت کی یہ دونوں شاخیں ایک دوسرے سے منسلک ہوتی ہیں۔

مرکزی حکومت تین حصوں پر مشتمل ہے۔

1) مجلس مقنّنہ/ قانون ساز ادارے(Legislative)

2) مجلس عاملہ/ انتظامیہ (Executive)

3) عدلیہ(Judiciary)

2.6.1 مجلس مقنّنہ/ قانون ساز ادارے(Legislative)

مرکزی حکومت کی مجلس مقنّنہ کو سنسد یا پارلیمنٹ کہتے ہے۔اس کی تشکیل صدر جمہوریہ لوک سبھا اور راجیہ سبھا سے مل کر ہوتی ہے۔ ہندوستان کی پارلیمنٹ دوہرے گھر والی ہے ایک راجیہ سبھا جس کو اپر ہائس(Upper House) اور دوسرا لوک سبھا جس کو لوور(Lower House) کہتے ہے۔صدر جمہوریہ کسی بھی ہاؤس ممبر نہیں ہوتا ہے لیکن وہ مجلس کا خاص حصہ ہوتا ہے جب تک بل پر صدر جمہوریہ کی دستخط نہیں ہوگا وہ بل قانون نہیں مانا جائے گا وہ مجلس مقنّنہ کی سبھا کو بلاتا ہے اور حکم جاری کرتا ہے۔

2.6.1.1 لوک سبھا(Lok Sabaha)

لوک سبھا پورے ملک کے عوام کی نمائندگی کرنے والا ہاؤس ہے۔جس سے لور ہاؤس کہتے ہیں۔لوک سبھا کی میعاد پانچ سال کی ہوتی ہے اور ہر پانچ سال پر نیا الیکشن ہوتا ہے اور نئی لوک سبھا کی تشکیل ہوتی ہے۔لیکن کسی خاص وجوہات کی بنیاد پر ایسا بھی ممکن ہوسکتا ہے کی الیکشن پانچ سال کے وقت پورا ہونے سے پہلے بھی ائمرجنسی کی حالت میں لوک سبھا کی میعاد کو ایک سال کے لیے بڑھایا جاسکتا ہے لیکن ایمرجنسی کے ختم ہونے کے 6 مہینے کے اندر الیکشن کا ہونا ضرری ہے 18 سال اور اس سے زائد عمر والے ہندوستانی شہری براہ راست خوفیہ طور پر دیے گئے ووٹوں کے ذریعے لوک سبھا کے ممبر کو منتخب کرتے ہے۔لوک سبھا کے ارکان کی تعداد زیادہ سے زیادہ 550 مقرر کی گئی ہے ہمارے ملک کے تمام طبقات کی نمائندگی دینے کی غرض سے درج فہرست

جماعتوں کے لیے نشستیں مخصوص ہیں اگر صدر جمہوریہ محسوس کرے کی لوک سبھا میں انگلوانڈین فرقہ کو نمائندگی نہیں ملی ہے تو وہ اس فرقہ کے دو لوگوں کو ممبر آف پارلیمنٹ کے طور پر نامزد کرسکتا ہے ایسی صورت میں لوک سبھا ممبران کی زیادہ سے زیادہ تعداد 552 ہوسکتی ہے۔

لوک سبھا کا الیکشن لڑنے کے لیے ممبر کو ہندوستان کا شہری ہونا چاہیے، اُسکی عمر 25 سال ہونی چاہیے اور پارلیمنٹ کے قانون کے مطابق اُس کے اندر ولیاقت موجود ہونی چاہیے۔ پارلیمنٹ نے کچھ فیصلے طئے کیے ہیں جس کی بنیاد پر کسی شخص کو نااہل قرار دیا جاسکتا ہے۔وہ درج ذیل ہیں۔

- وہ اگر مرکزی حکومت یہ صوبائی حکومت میں کسی منافا بخش عہدے پر کام کرتا ہے۔
- اگر وہ ذہنی طور پر بیمار یا پاگل ہے۔
- اگر وہ دیوالیا ہو چکا ہو۔

- اگر وہ ہندوستان کا شہری نہ ہوں۔
- اگر وہ پارلیمنٹ کے کسی قانون کے مطابق نہیں ہے۔

لوک سبھا کا اسپیکر (Speaker of Lok Sabha)

لوک سبھا کے لیے چنے گئے ممبران اپنے میں سے کسی ایک کا انتخاب اسپیکر کے طور پر کرتے ہیں۔اسپیکر لوک سبھا کی صدارت کرتا ہے۔ لوک سبھا کی پہلی میٹنگ میں دو اسپیکر چنے جاتے ہیں۔لوک سبھا میں ہونے والی بحث سوالات جوابات اور رائے شماری عمل میں لانے کی ذمہ داری اسپیکر پر ہوتی ہے۔لوک سبھا تحلیل ہونے پر اسپیکر کا عہدہ خود بہ خود ختم ہو جاتا ہے۔اگر اسپیکر خود استعفا دے دیں یا اُس کا انتقال ہو جائے یا لوک سبھا میں اکثریت اُس کو ہٹانے کا مطالبہ کرے تو اسپیکر کے عہدے میں ردوبدل ہو سکتا ہے۔

اسپیکر کے خلاف عدم اعتماد مطالبہ کے لیے کم سے کم 14 دن پہلے نوٹس جاری کیا جاتا ہے جب یہ مطالبہ زیر غور ہوتا ہے تو اُس وقت نہ وہ صدارت کر سکتا ہے نہ بحث و مباحثہ میں حصہ لے سکتا ہے۔

لوک سبھا کے اختیار اور فرائض: لوک سبھا عوام کی نمائندگی کرنے والا ہاؤس ہے اُسکی ذمہ داریاں حسب ذیل ہے۔

1) قانون سازی کے فرائض: عوامی کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے قوانین بنانا لوک سبھا کا سب سے اہم کام ہے ایسے نئے قوانین بنانے کے ابتدائی خاکہ کو قانون کا مسودہ (Bill) کہتے ہے۔لوک سبھا کے تمام اراکین اس تجاویز والے مسودہ پر بحث کرتے ہے۔ اکثریت اس کے حق میں ہو تو اُسے منظوری دی جاتی ہے اور حق میں نہ ہونے کی صورت میں اُسے نامنظور کیا جاتا ہے۔دستور میں ترمیم کا حق لوک سبھا کو حاصل ہے اس لیے دستور میں ترمیم کی تجویز لوک سبھا میں پیش کی جا سکتی ہے۔

2) مالیاتی ذمہ داری: ملک کی مالیات پر لوک سبھا کا کنٹرول ہوتا ہے کوئی بھی مالیاتی بل سب سے پہلے لوک سبھا میں پیش کیا جاتا ہے۔لوک سبھا کی منظوری کے بغیر حکومت کسی مد میں بھی کوئی خرچ نہیں کر سکتی۔حکومت اپنا اخراجات کے لیے سالانہ تخمینہ (Estimate) یا بجٹ (Budget) تیار کرتی ہے۔اس بجٹ کو لوک سبھا کی منظوری کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

3) کابینہ پر کنٹرول: کابینہ کے ممبران لوک سبھا کے سامنے ذمہ دار ہوتے ہیں۔کابینہ اُس وقت تک اختیار میں رہ سکتی ہے۔جب تک اُسے لوک سبھا کا اعتماد حاصل رہتا ہے۔اگر لوک سبھا کثرت رائے سے کابینہ کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد منظور کرتی ہے تو کابینہ کو استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔وزراء کو لوک سبھا کے ارکین کے پوچھے گئے سوالوں کا اطمینان بخش جواب دینا پڑتا ہے۔

2.6.1.2 راجیہ سبھا (Rajya Sabha)

پارلیمنٹ کے دوسرے ہاوس کو راجیہ سبھا کہتے ہے۔اسے اپر ہاؤس (Upper House) بھی کہتے ہے۔اس کے ممبران ریاستی حکومتوں اور یونین ٹیریٹوری سے چن کر آتے ہیں اور اُن کی نمائندگی کرتے ہیں۔یونین ٹیریٹوری (Union Territory) اُسے کہتے ہے جس کا کنٹرول سیدھا مرکزی حکومت کے ہاتھوں میں ہوتا ہے راجیہ سبھا کے اراکین کی تعداد 250 ہوتی ہے۔اُن میں 238 اراکین ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں (Union Territory) کے نمائندے ہوتے ہے۔ہر ریاست کے راجیہ سبھا کی نمائندوں کی تعداد کا انحصار اُس ریاست کی آبادی پر ہوتا ہے۔ان ممبران کے علاوہ 12 اراکین کو صدر جمہوریہ نامزد کرتا ہے۔یہ 12 افراد فنون لطیفہ سائنس، علم و ادب اور سماجی خدمت میں خصوصی مہارات یا تجربہ رکھنے والے شہریوں میں سے نامزد کیا جاتا ہے۔

راجیہ سبھا ایک مستقبل ہاؤس ہے وہ ہاؤس کبھی بھی برخاست نہیں ہوتا۔ ہر دو سال بعد راجیہ سبھا کے کل ممبران کی تعداد کے ایک تہائی (1/3) ممبران ریٹائیر ہوتے ہے۔اور اتنی ہی تعاد میں اُن خالی نشتوں پر نئے ممبران منتخب ہوتا ہے۔اس طرح راجیہ سبھا کے ہر ممبران یا رکن کی رکنیت کی مدت 6 سال ہوتی ہے۔

راجیہ سبھا کی رکنیت کے لیے اُمیدوار یا نمائندگی کا ہندوستان کا شہری ہونا ہے اور اُس کی عمر 30 سال سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ پارلیمنٹ کے ذریعے طئے شدہ اہلیت کو پورا کرتا ہو۔راجیہ سبھا کی کاروائی اسپیکر کے زیرے نگرانی انجام پاتی ہے۔ ہندوستان کا نائب صدر اپنے عہدے کی بنیاد پر راجیہ سبھا کا اسپیکر ہوتا ہے۔لوک سبھا کے لیے جو پارلیامنٹ کے ذریعے نہ اہلیت کا قانون بنایا گیا ہے وہی راجیہ سبھا پر رائج ہوتا ہے۔

چیئر مین راجیہ سبھا: نائب صدر راجیہ سبھا کا Ex-officio chairman ہوتا ہے۔ نائب صدر راجیہ سبھا کا ممبر نہیں ہوتا ہے لیکن وہ شخص جو ہندوستان کا نائب صدر بنتا ہے وہ خود بخود راجیہ سبھا کا چیئر مین بن جاتا ہے۔نائب صدر کا الیکشن لوک سبھا اور راجیہ سبھا ممبران کے ووٹ کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

نائب صدر کی میعاد پانچ سال کی ہوتی ہے۔لیکن میعاد کے پورا ہونے سے پہلے وہ مندرجہ ذیل باتوں کا سامنا کرسکتا ہے۔

- وہ اپنا استعفا صدر کے پاس جمع کرسکتا ہے۔
- انتقال ہونے پر جگہ خالی ہوسکتی ہے۔
- راجیہ سبھا اور لوک سبھا کے کثریت ووٹوں کے ذریعے انہیں ہٹایا جاسکتا ہے۔

راجیہ سبھا کے فرائض: لوک سبھا کی طرح راجیہ سبھا کو قانونی مسودہ یا بل پر بحث کرنیا اور مسودہ یا تجاویز پیش کرنے کا اختیار ہے۔لوک سبھا کی طرح ہی کوئی بھی مسودہ یا بل راجیہ سبھا کی منظوری کے بعد ہی قانونی شکل اختیار کرتی ہے۔راجیہ سبھا کے اراکین وزراء سے سوالات کرسکتا ہے۔ ان کی کاروائیوں یا پالیسیوں پر تنقید کرسکتا ہے۔راجیہ سبھا کے اراکین عوام سے براہ راست منتخب شدہ نہیں ہوتا اس لیے کوئی بھی مالیاتی بل پہلے راجیہ سبھا میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔لوک سبھا کی طرح ہی راجیہ سبھا کو بھی دستور میں ترمیم کا حق حاصل ہے۔راجیہ سبھا کی وجہ سے ریاستی حکومتوں کی قومی سطح پر نمائندگی ملتی ہے جس کی وجہ سے ریاستی حکومتیں اپنے یکساں مفادات کی تحفظ کرسکتی ہے۔

2.6.1.3 صوبہ (State)

صوبائی مجلس مقنّنہ (قانونی ساز ادارہ) (State lagislature): جس طرح مرکزی حکومت میں مجلس مقنّنہ ہوتی ہے۔ٹھیک اسی طرح ریاست میں صوبائی مجلس مقنّنہ ہوتی ہے۔جس کی تشکیل عوام کی نمائندگی کے ذریعے سے ہوتی ہے۔صوبہ کو چناوی حلقہ میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔اور ایک نمائندہ ایک حلقہ سے چن لیا جاتا ہے۔کسی بھی اسمبلی میں ممبر کی تعداد 500 سے زیادہ نہیں ہونی اور 60 سے کم نہیں ہونی چاہیے۔مزورم اور گوا کے لیے خاص سہولت ہے۔ان کے پاس صرف 40 ممبر اسمبلی کے لیے چنے جاتے ہیں۔اور ایک انگلو انڈین ممبر گورنر کے ذریعے چنا جاتا ہے۔صوبہ میں مجلس مقنّنہ کے لور ہاؤس (Lower House) یعنی ویدھان سبھا (Vidhan Sabha) کی معیاد اہلیت الیکشن اور اسپیکر وہی سب باتیں ہونا ضروری ہے جو لوک سبھا کے لیے ہے۔

مرکزی حکومت میں مجلس مقنّنہ کے دو ہاؤس (لوک سبھا اور راجیہ سبھا) ہوتے ہیں جب کہ صوبائی حکومتوں میں (بہار، جموکشمیر، کرناٹک،

مہاراشٹر اور اتر پردیس وغیرہ) جن کے دو ہاؤس (ودھان پریشد اور ودھان سبھا) ہوتے ہیں۔

دوسرے چیمبر: (ویدھان پریشد) کی تشکیل(Formation of Second Chamber-Vidhan Parishad)

مندرجہ بالہ صوبوں میں دو ہاؤس ہیں اگر کوئی صوبہ دوسرے چیمبر/ ہاؤس (ویدھان پریشد) کی تشکیل کرنا چاہتا ہے۔ یا ختم کرنا چاہتا ہے تو بغیر کسی آئین ترمیم کے کر سکتے ہیں اگر کوئی صوبہ اکثریت سے اس بات کو پاس کر دے کی ہمیں ویدھان پریشد تشکیل دینا ہے یا موجودہ ویدھان پریشد کو ختم کرنا ہے تو پارلیمنٹ میں معمولی ووٹ کے ذریعے بھی اُسے منظوری مل سکتی ہے۔

ویدھان پریشد:(Vidhan Parishad):صوبے کی مجلس مقنّنہ کے اپر ہاؤس یعنی ویدھان پریشد کی معیاد، اہلیت وغیرہ کے لیے وہی سب باتیں ہونا ضروری ہے جو راجیہ سبھا کے لیے ہے۔ ویدھا پریشد میں کچھ ممبر الیکشن کے ذریعے چنے جاتے ہیں اور کچھ ممبر گورنر کے ذریعے چنے جاتے ہیں۔ الیکشن دو طرح سے ہوتے ہیں کچھ سیدھے طور پر چنے جاتے ہے اور کچھ بلا وسطہ چنے جاتے ہیں۔

1) 1/6 ممبر گورنر کے ذریعے چنے جاتے ہیں وہ ممبر کی سفارش کرتا ہے جو آدب اور سماجی خدمات میں مہارت اور تجربہ رکھتا ہوں۔

2) 1/12 ممبر حلقہ کے رجسٹرڈ گریجویٹ کے ذریعے چنے جاتے ہیں کم سے کم تین سال پہلے اُس نے گریجویٹ کیا ہو۔

3) 1/12 ممبر حلقہ کے تمام ٹیچرس کے ذریعے چنے جاتے ہے جو تین سال سے ٹیچر کے عہدے پر کام کر رہے ہوں وہ ووٹ ڈال سکتے ہے۔

4) 1/3 ممبر MLA کے ذریعے چنے جاتے ہیں ممبر کا خود MLA ہونا نہیں چاہیے۔

5) 1/3 ممبر مقامی خودمختاری حکومت کے ذریعے چنے جاتے ہیں جیسے میونسپلٹی، میونسپل کارپوریشن اور ضلع پریشد یہ الیکشن بلواسطہ ہوتا ہے۔

2.6.2 مجلس عاملہ/ انتظامیہ (Executive)

مرکزی حکومت کی مجلس عاملہ میں صدر جمہوریہ، وزیراعظم اور اُس کی کابینہ کے ممبران شامل رہتے ہے۔

2.6.2.1 صدر جمہوریہ(President)

صدر جمہوریہ ملک کا آئین سربراہ ہوتا ہے۔ وہ ہندوستان کا پہلا شہری ہوتا ہے عاملہ کا اختیار صدر کے پاس ہوتا ہے۔ پورے ملک کا کام کاج صدر کے نام سے انجام پاتا ہے یہ دیکھنا صدر کی ذمہ داری ہے کہ ملک کے انتظا حکومت دستور کے مطابق انجام پا رہا ہے یا نہیں عہدہ قبول کرتے وقت صدر دستور کے تحفظ کا عہد کرتا ہے۔ صدر کا انتخاب بلا واسطہ طریقہ سے ہوتا ہے لوک سبھا، راجیہ سبھا اور ریاستی حکومتوں کی ویدھان سبھا کے تمام ممبران کے ذریعے صدر جمہوریہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

صدر کے لیے جو اہلیت آئین میں دی گئی ہے اُس کے مطابق وہ ہندوستان کا شہری ہو۔ اُس کی عمر 35 سال پوری ہو چکی ہو وہ ہندوستان کے کسی فائدہ والے عہدے پر نہ ہو۔ پارلیمنٹ کے قائدے اور شرائط کے مطابق اہلیت رکھتا ہو۔ وہ کسی بھی مرکزی ہاؤس (لوک سبھا اور راجیہ سبھا) اور صوبائی ہاؤس (ویدھان سبھا اور ویدھان پریشد) کا ممبر نہ ہو صدر کی میعاد عام طور پر پانچ سال ہوتی ہے لیکن وہ دوبارہ الیکشن میں کھڑا ہو سکتا ہے پارلیمنٹ کے کسی بھی ہاؤس میں صدر کو ہٹانے کے لیے کاروائی شروع کی جا سکتی ہے۔ صدر کو عہدے سے ہٹانے کے عمل کو Impeachement کہتے ہے Impeachement کے طریقہ درج ذیل ہیں۔

- اگر صدر نے آئین کے خلاف کوئی کام کیا ہے تب ہی اُس کو ہٹانے کی کاروائی کو پیش کیا جا سکتا ہے۔
- یہ کام پارلیمنٹ کے کسی ایک ہاؤس میں کیا جائیگا۔

- دوسرا ہاؤس لگائے گئے الزام کی چھان بین کریگا۔
- اس معاملہ کو اٹھانے سے 16 دن پہلے صدر کو نوٹس دینا ہوگا۔
- جو بھی الزام لگائے گئے ہے اُس پر ہاؤس کے 1/4 ممبران کے دستخط ہونے چاہیے۔
- دوسرے ہاؤس کے ذریعے کی جانے والی چھان بین کے سلسلے میں صدر کو اپنے بچاو کا حق حاصل ہے۔
- چھان بین کرنے والے ہاؤس کے 2/3 ممبران کا ووٹ اُس چھان بین کے حق میں ملنا چاہیے۔
- دونوں ہاؤس میں جب صدر پر الزام ثابت ہو جائیگا تو اُس کے آفس کو منجمد کر دیا جائیگا۔

اب تک کسی بھی صدر کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوا ہے۔

صدر جمہوریہ کے اختیارات اور فرائض (Authoraties and Duty of Presidant)

وزیر اعظم اور اُس کی کابینہ کے مشورے سے مرکزی حکومت کے عہدے داروں کا تقرر صدر جمہوریہ ہی کرتا ہے۔صدر مجلس عاملہ/ انتظامیہ کا اعزازی سربراہ ہوتا ہے اور اُس کے اختیار بھی اعجازی ہوتا ہے۔آئین کے ذریعے سارے عاملانہ اختیارات

صدر کے پاس ہیں لیکن صدر اُس اختیارات کا استعمال وزیر اعظم اور وزراء کونسل کے مشورے سے کرتا ہے ہندوستان میں مرکزی حکومت کے ذریعے چلائے جانے والے خطے (Union Territory of India) صدر کے ماتحت ہوتے ہے وزیر اعظم اور دیگر وزراء، گورنر، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور ہائی کورٹ کے جج مختلف مما لک کے لیے صفیر تین فوجوں کے کامنڈران چیف، الیکشن کمیشن کا سربراہ، پلاننگ کمیشن کے صدر وغیرہ کا تقرر صدر ہی کرتا ہے۔

صدر جمہوریہ کے اختیارات اور فرائض (Aouthoraties and Duty of Presidant)

وزیر اعظم اور اُس کی کابینہ کے مشورے سے مرکزی حکومت کے عہدے داروں کا تقرر صدر جمہوریہ ہی کرتے ہیں۔صدر مجلس عاملہ/ انتظامیہ کے اعزازی سربراہ ہوتے ہیں اور اُس کے اختیار بھی اعزازی ہوتا ہے۔آئین کے ذریعے سارے عاملانہ اختیارات صدر کے پاس ہیں لیکن صدر اس اختیارات کا استعمال وزیر اعظم اور وزراء کونسل کے مشورے سے کرتا ہے ہندوستان میں مرکزی حکومت کے ذریعے چلائے جانے والے خطے (Union Territory of India) صدر کے ماتحت ہوتا ہے۔ وزیر اعظم اور دیگر وزراء، گورنر، سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور ہائی کورٹ کے جج مختلف مما لک کے لیے صفیر تین فوجوں کے کامنڈران چیف، الیکشن کمیشن کا سربراہ، پلاننگ کمیشن کے صدر وغیرہ کا تقرر صدر ہی کرتے ہیں۔

صدر جمہوریہ کو فوجی اختیارات ہیں جس کے تحت وہ تینوں فوجوں کا سربراہ ہوتا ہیں۔اس طرح عدالتی اختیارات بھی ہیں جس کے تحت وہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس، ججوں، اور ہائی کورٹ کی ججوں کی تقرری کرتا ہے۔اور کسی سزا یافتہ کی سزا کو انسانیت کے بنیاد پر اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو معاف کر سکتے ہے۔ڈپلومٹیک اختیار کے بنا پر صدر دیگر مما لک میں اپنے صفیر اور بات چیت کرنے کے لیے افسران کی تقرری کرتے ہیں۔دوسرے ملکوں کے صفیر اور اس کے افسران کا بھی تقرر کرتے ہیں۔صدر جمہوریہ کو دوسرے مما لک کے افسران کو اپنے ملک میں بحال کرنے اور سفارت خانہ کھولنے کی اجازت دینے کا اختیار ہے۔اس طرح سے صدر جمہوریہ کو راجیہ سبھا میں 12 ممبران جو کی سائنس ادب فنون اور سماجی خدمات کے ماہرین کو انتخاب کرنے اور صوبائی اور مالی امرجنسی نافذ کرنے کا اختیار ہے۔

جب پارلیمنٹ میں کوئی بل منظور کرلیا جاتا ہے تو اُسے صدر کی منظوری کے لیے بھیجا جاتا ہے۔صدر جمہوریہ کی دستخط کے بعد ہی کوئی بل قانون کی شکل اختیار کرتا ہے۔اگر پارلیمنٹ کا اجلاس جاری نہ ہو اور فوری طور پر قانون بنانے کی ضرورت محسوس ہو تو صدر (Ordinance) جاری کرسکتا ہے۔وہ (Ordinance) قانون کی طرح ہی اہم ہوتا ہے اس کے علاوہ ہنگامی حالات میں ملک کی بہتری کے نقطہ نظر سے صدر جمہوریہ کو کچھ خاص اختیار بھی حاصل ہے۔ صدر کے اس اختیار کو ایمرجنسی نافذ کرنے کا ااختیار کہتے ہے۔صدر جمہوریہ کی غیر موجودگی میں نائب صدر جمہوریہ اُس کے فرائض کو انجام دیتا ہے۔پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤس کے ممبران کے ذریعے نائب صدر کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

2.6.2.2 نائب صدر جمہوریہ (Vice-President)

جس طرح سے ہندوستان میں ایک صدر ہوتا ہے ٹھیک اُسی طرح سے ہندوستان میں ایک نائب صدر بھی ہوتا ہے اگر صدر کا آفس خالی رہتا ہے۔تو اُس کے آفس کی ذمہ داری نائب صدر پر ہوتی ہے وہ صدر کے سارے کام انجام دیتا ہے۔اگر صدر اور نائب صدر دونوں غیر حاضر ہو تو اُس کے کام کی ذمہ داری سپریم کورٹ کی چیف جسٹس کو دیکھنا پڑتی ہے۔نائب صدر کی معیاد عام طور پر پانچ سال ہوتی ہے۔نائب صدر کا الیکشن راز داری بیلٹ پیپر کے ذریعے ہوتا ہے۔لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبر ہی ووٹ میں حصہ لے سکتے ہیں۔صوبائی اسمبلی نائب صدر کے الیکشن میں حصہ نہیں لیتی۔تناسب کے حساب سے ووٹ کی گنتی کی جاتی ہے۔

نائب صدر جمہوریہ کے اختیارات اور فرائض(Authoraties and duty of Vice Presidant)

نائب صدر راجیہ سبھا کا Ex-Officio Chairman ہوتا ہے اور راجیہ سبھا کے کام کاج کو دیکھتا ہے۔اور یہ اُس کا خاص کام ہوتا ہے۔جب کسی سے صدر کا آفس خالی ہو جاتا ہے تو نائب صدر اُس کے آفس کے کام کی ذمہ داری سنبھالتا ہے۔یہ ملک کے اہم جلسے وغیر کی صدارات کرتا ہے۔

2.6.2.3 وزیراعظم :(Prime Minister)

ملک کی حکومت کی اصل ذمہ داری وزیر اعظم اور اُس کی کابینہ کے ممبران کی ہوتی ہے۔ویزراعظم کو عوام کے ذریعے سیدھے طور پر الیکشن کے ذریعے چنا جاتا ہے۔وہ لوک سبھا کا ممبر چنا جاتا ہے اور وہ پارٹی کا لیڈر رہتا ہے۔لوک سبھا میں جس سیاسی پارٹی کی اکثریت ہوتی ہے اُس پارٹی کے لیڈر کا صدر جمہوریہ کے ذریعے وزیر اعظم کے عہدے پر انتخاب کیا جاتا ہے۔اُس کے بعد وزیر اعظم کے مشورے سے وزراء کی تقرری صدر کے ہاتھوں کی جاتی ہے۔وزرا کی کونسل لوک سبھا کے سامنے ذمہ دار ہے۔گرایسا شخص جو نہ تو لوک سبھا کا ممبر ہے اور نہ ہی راجیہ سبھا کا ممبر ہے اور اُس وزیر بنا دیا گیا ہے تو اُسے 6 مہینے کے اندر الیکشن جیت کر لوک سبھا کی رکنیت حاصل کرنا ہوگا ورنہ استعفیٰ (Resignation) دینا پڑیگا۔

وزیر کانسل کی تشکیل:(Composition of the Council of Ministers)اس کا ڈھانچہ تین طریقہ کا ہوتا ہے۔

1) وزراء کابینہ (Cabinet Minister) یہ وزراء بڑے ہی سینئر اور تجربہ کار ہوتے ہیں۔منصوبہ سازی کے معاملہ میں یہ وزراء پوری طرح ذمہ دار ہیں۔یہ اپنی وزرات کا سیاسی سربراہ ہوتے ہیں۔

2) ویزمملکت(State Minister) یہ کابینہ وزیر کے معاوین ہوتا ہے اور کبھی کبھی مکمل طور پر محکمہ کی ذمہ داری بھی دی جاتی ہے۔

3) نائب وزیر(Deputy Minister): یہ سنیر وزیر کی مدد کرتا ہے اور مختلف محکمہ کے مختلف کاموں کو نپٹنے میں مددگار رہتا ہے۔

وزراء کی تعداد(Number of Ministers): آئین ترمیم 2003 کے مطابق وزراء کی تعداد وزیر اعظم کو بھی شامل کر کے لوک سبھا کی کل تعداد کا 15% سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

ملی۔جُلی وزرات(Coalition Ministry) جب کوئی ایک پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں ہوتی ہے تب دو یا دو سے زیادہ پارٹی

مل۔جُلی کرسرکار بناتی ہے جسے ملی جُلی سرکار بھی کہتے ہے مختلف پارٹیوں کے عام نظریات کی بنیاد پرایک سمجھوتا ہو جاتا ہےاورایک دوسرے سے مل کر حکومت سازی کا کام کرتے ہے۔

وزیراعظم کے اختیارات اور فرض(Aouthoraties and duty of prime minister): وزیراعظم اپنی کابینہ کا سربراہ ہوا ہے وہی کابینہ کے ممبران کا انتخاب کرتا ہے۔انہیں عہدے تقسیم کرتا ہےاور وہی تمام محکموں کے کام کاج میں ربطہ اور تال میل پیدا کرتا ہے۔وزیراعظم ہی اپنی کابینہ کے اجلاس کی صدارات کرتا ہے۔وہ صدر اور کابینہ کے درمیان کڑی کا کام کرتا ہے۔کابینہ کے فیصلوں کو قوانین بنانے کے متعلق نئی تجاویز کی معلومات سے صدر جمہوریہ کو آگاہ کرنا بھی وزیراعظم کا ملک کی خارجہ پالیسی بنانے میں وزیراعظم کا بہت اہم کردار ہوتا ہے ۔ وزیراعظم برائے پلاننگ کمیشن اور قومی ترقیاتی کانسل Ex-officio Chairman (Planning Commission and National Deveopment Council) ہوتا ہے۔

کابینہ کے ممبراوران کے فرائض(Cabinet members and his duties): ملک کو درپیش مسائل حل کرنے کے لیے قانون بنانے اور عوام اور ملک کی ترقی کے لیے منصوبہ بنانے،معاشی،سماجی،تعلیمی،خارجی ودیگر پالیسی تیار کرنا،سالانہ بجٹ تیار کرنا،دوسرے ملکوں سے سیاسی،فوجی اور تجارتی تعلقات کام کرنا نئے قانون بنانے کی تجاویز تیار کرنا اور پارلیمنٹ سے اُن سب کے لیے منظوری حاصل کرنا وغیرہ کابینہ ممبران کے فرائض ہیں۔کابینہ کے تمام وزیر کابینہ میں لیے گئے فیصلوں کے پابند ہوتے ہیں۔وزیراعظم کا استعفی کابینہ کے تمام ممبران کا استعفی مانا جاتا ہے۔

2.6.2.4 صوبائی مجلس عاملہ(State Executive)

ہندوستان میں صوبائی حکومت کے لیے الگ سے آئین نہیں بنایا گیا ہے۔سبھی صبوں کے لیے (جموں اور کشمیر کو چھوڑ کر) ایک ہی آئین ہےتو کام بھی تمام صوبوں کے لیے ایک جیسے ہیں۔صوبائی سطح پر حکومت کا سربراہ ہے ایک گورنر اور دوسرے وزیراعلیٰ گورنر صوبے کے لیے سربراہ ہے اور وزیراعلیٰ صوبائی حکومت کا سربراہ ہے۔جیسا کی مرکزی حکومت پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہے اُسی طرح صوبائی حکومت جواب دہ ہے صوبائی مجلس مقنّنہ کے سامنے مرکزی حکومت وزیراعظم اور وزراء کانسل کے ذریعے چلتی ہے۔ٹھیک اُسی طرح صوبائی حکومت وزیراعلیٰ اور وزراء کونسل کے ذریعے چلتی ہے۔مرکزی حکومت کی طرح صوبے میں بھی وزیر اور نائب وزیر ہوتے ہیں۔

گورنر(Governor)

گورنر صوبہ کا سربراہ ہوتا ہے۔اُس کی تقرری صدر کرتا ہے۔گورنر کی تقرری صدر جمہوریہ کرتا ہے۔صدر ہی اُس کا تبادلہ کرتا ہے اور صدر معطل کرسکتا ہے۔صدر اپنے اس اختیارات کا استعمال وزراء کے مشورے سے کرتا ہے۔گورنر کو اُس صوبے کا نہیں ہونا چاہیے۔جہاں اُسے تقرر کیا جانا ہے۔اُسے کسی پارٹی کا نہیں ہونا چاہیے اور سیاست شامل نہیں ہونا چاہیے۔گورنر کے عہدے کے لیے اہلیت ہے کی فرد کو ہندوستان کا شہری ہونا چاہیے۔اُس کی عمر 35 سال پوری ہونی چاہیے۔کسی منافع کے عہدے پر نہیں ہونا چاہیے۔مرکزی یا صوبائی مجلس مقنّنہ کا ممبر نہیں ہونا چاہیے اس کی میعاد پانچ سال ہوتی ہے لیکن کسی اہم وجوہات کی وجہ سے اُس وقت سے پہلے بھی ہٹیا جاسکتا ہے صدر اُسے معطل کرسکتا ہے کوئی بھی گورنر صدر کی رضامندی سے آفس میں بیٹھنے کا حق دار ہوتا ہے۔

گورنر کے اختیارات فرائض: گورنر کا عہدہ بھی صدر کی طرح اعجازی ہوتا ہے اُس کے پاس کچھ خاص اور محدود اختیارت ہوتے ہیں ۔بہت مختصر سے دائرَ میں اُسے انفرادی طور پر فیصلہ لینے کا اختیار ہوتا ہے۔گورنر کو دوہرا رول ادا کرنا پڑتا ہے۔ایک صوبے کا سربراہ ہونے کے طور پر اور دوسرے مرکزی حکومت کر نمائندہ ہونے کے طور پر وہ وزیراعلیٰ اور وزراء کونسل کا تقرر کرتا ہے۔اُس کے علاوہ اعلیٰ عہدے پر افسران کی تقرر کرتا

ہے جیسے ایڈوکیٹ جنرل اور صوبائی پبلک سروس کمیشن وغیرہ جیسے صوبہ میں ویدھان پریشد ہے۔ وہاں اُسے صوبے میں ویدھان پریشد کے لیے 1/6 ممبران فنون، سائنس، ادب اور سماجی خدمت سے جڑے لوگوں کو منتخب کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ وہ ہائی کورٹ کے جج کی تقرری نہیں کرسکتا ہے کیونکہ یہ اختیار صدر کو ہوتا ہے لیکن اس کے لیے صدر گورنر سے مشورے ضروری لیتا ہے۔ وہ مجلس منقہ کے بھی کچھ کاموں کو انجام دیتا ہے جیسا مجلس مقنّنہ کو میٹنگ بلانا اور تحلیل کرنا، الیکشن کے بعد اسمبلی کے پہلے اجلاس کو خطاب کرنا، بلوں کو منظوری دینا کچھ مخصوص حالات میں کسی مجرم کی سزا کو کم کرنے کا اختیار، حالات کی بنیاد پر صدر راج نافذ کرنے میں ویٹو پاور کا استعمال وغیرہ کاموں کو انجام دیتا ہے۔

2.6.2.6 وزیر اعلیٰ اور وزراء کونسل (Chief Minister and Council Minister)

وزیر اعلیٰ اکثریت پارٹی کا لیڈر ہوتا ہے جو بہت سے وزیر کو چنتا ہے جو ویدھان سبھا کا ممبر ہوتا ہے جو عوامی ووٹ کے ذریعے چنا جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ کی تقرر گورنر کے ذریعے کی جاتی ہے اور دیگر وزراء کی تقرری وزیر اعلیٰ کے مشورے سے گورنر کرتا ہے۔ کسی بھی صوبے میں وزیر اعلیٰ اور وزراء کونسل ہی حقیقی عاملہ ہے اور صوبائی طاقت کا مرکز ہے جو صوبے کی تمام پالیسی کو تیار کرتا ہے اور صوبے کے اندر نافذ کرتا ہے۔ ویز راعلیٰ اکثریت والی پارٹی کا لیڈر ہوتا ہے اور وزیر چنتا ہے۔ وزیر اعلیٰ اور وزراء کونسل کی تقرر اور تشکیل کا طریقہ ویسا ہی ہے جیسے مرکزی حکومت میں وزیر اعظم اور اُس کی وزراء کونسل کا ہوتا ہے۔

اجتماعی ذمہ داری (Collective Responsibility: وزیر اعلیٰ اور وزیراء کانسل اجتماعی طور پر اسمبلی کے سامنے ذمہ دار ہیں ٹھیک ویسا ہی جیسا مرکزی وزیر اعظم اور وزیر کونسل کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ صوبہ میں کسی پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں ہوتی ہے تو ملی جلی حکومت کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your Progress)

1۔ دستور ہند میں فراہم کردہ بنیادی حقوق کے بارے میں لکھیے۔

2۔ علم سیاسیات کے جدید نقطہ نظر کی وضاحت کیجیے۔

2.7 عدلیہ (Judiciary)

مجلس مقنّنہ قانون بناتی ہے مجلس عاملہ اُس پر عمل کرتی ہے اور عدلیہ اُس پر نگرانی کرتی ہے قانون بنانا ہی کافی نہیں بلکہ اُس کو نافذ کرنا اور اُس کی نگرانی کرنا اور قانون توڑنے والے کو سزا دینا قانون کی تشہری کرنا بھی ضروری ہے۔ عدالت حکومت کے قانون کی تشہیر کرتی ہے۔ عدالت بہت سارے اتفاقی معاملات سے متعلق فیصلہ کرتی ہے۔ عدالت یہ بھی دیکھتی ہے کی حکومت کا کوئی بھی ادارہ اپنے اختیار کا غلط استعمال تو نہیں کر رہا ہے، کہیں آئین کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی ہے۔ ہندوستان میں سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور اُن کی ماتحت عدالتیں ایک دوسرے سے جوڑی ہوئی

ہے۔عدلیہ کے اس نظام میں سپریم کورٹ کا سب سے اونچا مقام حاصل ہے۔سپریم کورٹ نئ دہلی میں واقع ہے۔سپریم کورٹ میں ایک چیف جسٹس اور 25 دیگر ماتحت جج ہوتا ہے جن کا تقرر صدر جمہوریہ کرتا ہے۔ہندوستان میں جتنے بھی کورٹ ہے وہ سب سپریم کورٹ کے زیر نگراں ہے۔

2.7.1 سپریم کورٹ(Supreme Court)

دستور میں درج شدہ بنیادی حقوق کی تحفظ کی ذمہ داری سپریم کورٹ کی ہے بنیادی حقوق سے محروم کیا گیا شہری براہ راست سپریم کورٹ سے انصاف طلب کرسکتا ہے۔ہندوستان کی مختلف ریاستوں کے درمیان پیدا ہونے والے جھگڑوں وتنازات کو طے کرنے کی ذمہ داری سپریم کورٹ کی ہے۔اسی طرح مرکزی حکومت کے درمیان کوئی تنازات یا مقدمہ ہوتو اُس کا فیصلہ بھی سپریم کورٹ کرتی ہے۔پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قوانین اگر دستور کی دفعات سے ٹکراتے ہوں تو سپریم کورٹ اُن قوانین کو غیر دستوری قانون قرار دیکر رد کرسکتی ہے۔اس طرح سپریم کورٹ ہمارے دستور کی حفاظت بھی کرتی ہے۔

ماتحت عدالت کے ذریعے کیا گیا کوئی بھی فیصلہ کسی شہری کے لیے اگر نا قابل قبول ہوتو سپریم کورٹ سے انصاف طلب کرسکتا ہے۔سپریم کورٹ ماتحت عدالتوں کے لیے گئے فیصلوں پر غور کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

سپریم کورٹ کے جج کے تقرری کے لیے اہلیت ہے کی فرد ہندوستان کا شہری ہو،ہائی کورٹ میں کم سے کم پانچ سال جج کے عہدے پر کام کیا ہو۔ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں دس سال ایڈوکیٹ رہا ہو،صدر کی نظر میں ایک مثالی قانون داں ہونا چاہیے۔سپریم کورٹ کے جج میں دیگر ججوں کی تقرر صدر کے ذریعے ہوتی ہے۔ جب سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں ججوں کی تقرری کرنی ہوتی ہے۔صدر چیف جسٹس سے مشورے کرتا ہے۔ائین کے مطابق سپریم کورٹ کا جج 65 سال کی عمر تک اپنے عہدہ پر بنا رہیگا۔لیکن کسی اہم وجوہات یا غلط سلوک یا صلاحیت میں کمی ثابت ہونے پر اسے معطل کیا جا سکتا ہے۔سپریم کورٹ کے جج کو معطل کرنا ایک بڑا پیچیدہ کام ہے۔صدر کے حکم کے مطابق جج کو معطل کیا جا سکتا ہے۔لیکن اس کی کاروائی پارلیمنٹ کے ہاؤس کے ذریعے کی جاتا ہے۔کل ممبران کا تعداد کا 2/3 ووٹ اگر اس کے خلاف دیا گیا ہے اور یہ Resolution دونوں ہاؤس سے پاس ہونا چاہیے۔اور یہ بات پہلے ثابت ہونا چاہئے کی جج نے کوئی غلط عمل کیا ہے۔یا اس کی صلاحیت میں کمی واقع ہوا ہے۔دفعہ 124(4) کے تحت اس کی چھان بین ہونی چاہیے۔اور یہ بات پورے طور پے ثابت ہوجائے کی جج نے غلط سلوک کیا ہے اور اس کی ذہنی صلاحیت کم ہے تب ہی پارلیمنٹ کے دونوں ہاؤس میں اس کے خلاف میں ووٹ ڈالے جائنگے۔اور اگر 2/3 اس کے خلاف جاتے ہیں تو صدر کو بھیج دیا جائیگا اور صدر اسے معطل کر دیگا۔جج کے معطلی کا طریقہ لمبا اور مشکل ہے۔اسی وجہ سے جج کو ایک تحفظ ملتا ہے۔اور وہ کسی بڑے افسر یا وزیر کے دباؤ میں نہیں رہتا اور اس کی کوئی بھی جاتی مفاد کی بنیاد پر آسانی سے ہٹا نہیں سکتا۔عدلیہ ایک آزاد محکمہ ہے۔عدالیہ اور حکومت کے درمیان ایک توازن قائم رہتا ہے۔عدالیہ کی آزادی اس کے اختیارات پر کوئی آنچ نہیں آپاتا ہے۔

سپریم کورٹ کا اختیاری علاقہ (Jurisdiction supreme Court)

ہندوستانی سپریم کورٹ کا اختیاری علاقہ بڑا وسیع ہے۔سپریم کورٹ کے فیصلے کو ہندوستان کی تمام عدالت کو ماننا پڑتا ہے۔اس کے فیصلوں پر کوئی دوسری عدالت تنقید نہیں کر سکتی۔یا ماننے سے انکار نہیں کرسکتی۔مندرجہ ذیل سے اس کے اختیارات اور کام کا پتا چلتا ہے۔

1) دفع 131 کے تحت براہ راست سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے۔

2) دفع 132 کے تحت ہائی کورٹ کو فیصلہ اگر کسی کو قبول نہیں ہے تو وہ سپریم کورٹ جانے کی درخواست کرسکتا ہے۔لیکن اسے ہائی کورٹ سے سند لینی پڑیگی کی وہ مقدمہ اپیل کے لائق ہے یا نہیں۔

3) دفع 143 کے تحت صدر جمہوریہ ضرورت پرنے پر قانونی صلاح لیتا ہے۔

4) اگر کسی شہری کے بنیادی حقوق پر کسی طرح کا حملہ ہوا ہے تو وہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں انصاف کے لیے رِٹ (Writs) دا کرسکتا ہے۔

5) سپریم کورٹ دستاویزات کو ریکارڈ کے طور پر رکھتی ہے۔اس عدالت میں جتنے بھی مقدموں کا حل نکالا گیا ہیوہ تمام فائل ریکارڈ میں رکھ لی جاتی ہے۔سپریم کورٹ کے تمام فیصلے بڑے اہم ہوتے ہے یہ فائل ایک ثبوت کے طور پر سامنے لائی جاتی ہے اگر مستقبل میں ایک ہی جیسا مقدمہ دائر ہوتا ہے تو عدالت کی نافرمانی کرنے پر سپریم کورٹ کو سزا دینے کا اختیار ہے۔

6) سپریم کورٹ۔ہائی کورٹ اور معاون کورٹ کا نگران کار ہوتا ہے۔وہ صرف نظم ونسق ہی کو نہیں دیکھتا ہے اُن عدالتوں کے ذریعے کئے گئے فیصلوں کی بھی نگرانی کرتا ہے۔

2.7.2 ہائی کورٹ(High Court)

صوبے میں ایک ہائی کورٹ اور معاون کورٹ کا نظام قائم ہے۔تمام صوبوں میں ایک ہائی کورٹ ہوتا ہے۔آئین میں دفعہ 214 میں اُسے درج کیا گیا ہے پارلیمنٹ اگر چاہے تو ایک ہائی کورٹ ایک سے زیادہ صوبہ اور یونین ٹیریٹری کے لیے ہوسکتا ہے۔فی الحال ہمارے ملک ہندوستان میں 25 ہائی کورٹ قائم ہیں۔ ہر ایک ہائی کورٹ میں ایک چیف جسٹس اور اُس کے معاون جج ہوتا ہے۔تمام جج صدر کے ذریعے بحال کئے جاتے ہیں۔ صدر چیف جسٹس کی تقرر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس اور صوبہ کے گورنر کے مشورے سے کرتا ہے ودیگر ججوں کی تقرری کے لیے صدر جمہوریہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے بھی صلاح لیتا ہے۔جو اسی صوبہ کے ہائی کورٹ کا ہونا چاہیے۔

ہائی کورٹ کے جج کے لیے اہلیت ہے کہ فرد ہندوستان کا شہری ہو۔ ہندوستان کے کسی بھی عدالت میں کم سے کم 10 سال جج کی حیثیت سے کام کر چکا ہو۔یا وہ ہائی کورٹ میں کم سے کم 10 سال ایڈوکیٹ رہا ہو۔کسی بھی ہائی کورٹ کے جج کا ریٹائرمنٹ 62 سال میں ہوتا ہے۔لیکن اس سے پہلے بھی وہ صدر کو استعفہ دے سکتا ہے۔یا اسے معطل کیا جاسکتا ہے۔اس کے معطّلی کا طریقہ بھی وہی ہے جو سپریم کورٹ کے جج کا ہے۔ایک جج کا ایک سے دوسرے ہائی کورٹ میں تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔اس کے لیے صدر کو سپریم کورٹ کت چیف جسٹس مشورے لینے ہوتے ہیں۔ہائی کورٹ صوبہ کے خطے کے اندر ہی کام کرتا ہے اور اپنے اختیار کا استعمال کرتا ہے۔

2.7.3 ماتحت عدالتوں کی تشکیل (Composition of Subordinate Court)

تمام صوبوں میں ہائی کورٹ کے ماتحت معاون کورٹ قائم ہے۔تمام صوبہ نظم ونسق کے نقطہ نظر سے بہت سے ضلعوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ضلع میں تین طرح کے کورٹ کا کنٹرول اور نگرانی قائم قائم رہتی ہے۔

1) سیول کورٹ(Civil Court): سیول کورٹ میں ضلع جج کی تقرری جاتی ہے۔اس کے لیے گورنر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے صلاح و مشورہ کرتا ہے۔ضلع جج کا اصل دائرہ عمل ہے اپیل کی سنوائی کرنا۔یہ دیوانی معاملہ جیسے جائداد کا معاملہ، شادی وطلاق کا معاملہ، دیوالیا اور نابالغ بچوں

کی سرپرستی کا معاملہ وغرہ معاملہ کی سنوائی کرتا ہے۔ وہ معاون جج اور مصنف عدالت کے فیصلوں کے خلاف اپیل کو بھی قبول کرتا ہے۔اس کے بھی تین درجہ ہیں فرسٹ کلاس، سکینڈ کلاس اور تھرڈ کلاس مجسٹرس کورٹ

2) **فوج داری کورٹ (Criminal Court)**:اس کورٹ میں مار پیٹ،لڑائی جھگرے،قتل چوری، ڈکیتی وغیرہ جیسے مقدموں کی سنوائی کرتا ہے۔ اسے فوج داری یا سیشن کورٹ کہتے ہیں۔اس کے بھی تین درجے ہوتے ہیں۔فرسٹ کلاس، سکینڈ کلاس وتھرڈ کلاس مجسٹرس کورٹ۔

3) **ریونیو کورٹ (Reveneue Court)**: ہر ایک ضلع میں محصول عدالت ہوتی ہے۔ جو سب سے نچلی عدالت سمجھا جاتا ہے وہ ہے تحصیل دار کی عدالت۔اس کو اختیار دیا جاتا ہے کی وہ زمین و جائداد کی ٹیکس وصولی کا کام کریں اور اس سے مطابق دیگر معاملات کی نگرانی کرے اور فیصلہ کرے۔ اس کے علاوہ لوک عدالت (Lok Adalat) گراہک کی عدالت (Consumer Court) بچوں کی عدالت (Juvenile Court) وغرہ بھی ہوتی ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your Progress)

1۔ بنیادی حقوق سے کیا سمجھتے ہیں دستور میں ہندوستان کے شہری کو کون۔کون سے بنیادی حقوق حاصل ہیں؟

2۔ بنیادی فرائض سے کیا سمجھتے ہیں آئین میں درج بنیادی فرائض میں سے چند فرائض کو تحریر کریں؟

2.8 معاشیات کے معنٰی وتعارف (Meaning and Introduction of Economics)

معاشیات انگریزی لفظ Economics کو اردو ترجمہ ہے۔معاشیات میں سماج میں متعلق انسان کے معاشی سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔اس میں سماجی حقائق اور واقعات کا منطقی مطالعہ اور تجربہ کیا جاتا ہے۔معاشیات دراصل Greek کے الفاظ Oikos اور Nemin سے اخذ کیا گیا ہے۔جس کا معنی گھر کا انتظام کرنے کے ہیں۔دوسرے لفظوں میں اس کے معنی گھر کے انتظام کا سائنس،

انسان کی زندگی میں مختلف ضروریات ہوتی ہے۔وہ تمام ضروریات ایک دوسرے انسانوں کی ضروریات سے وابستہ ہوتی ہے۔یہ واقعات دولت حاصل کرنے اور دولت کا استعمال کرنے والی انسانی اعمال سے وابستہ ہوتے ہیں۔

جدید معاشیات کی ابیدا 1976ء میں ایڈم اسمتھ کی کتاب Wealth of Nation کی اشاعت سے ہوئی ہے۔اس سائنس کے وجود کے وقت اس کو ریاستی معاشیات یا ساسی معاشیات کے نام سے جانا جاتا تھا۔لگ بھگ ایک صدی تک یہ نام چلتا رہا۔1980ء میں پروفیسر مارشل نے اپنی مشہور کتاب Principles of Economic شائع کی۔اس کے بعد اس علم کا نام معاشیات کے اصول ہوگیا۔آج عالم گیریت کے دور میں معاشیات کی جگہ پر معاشی تجربہ کا استعمال کیا جانے لگا ہے۔Applied Economics نام بھی موجودہ دور میں کافی مشہور ہے۔معاشیات

میں دولت کے حصول اور حاصل شدہ دولت سے ضرورتوں کی تکمیل کے مطالعے کے طور پر کیا جاتا ہے۔معاشیات دونوں قسم کے عمل کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشیات ان اعمال کا مطالعہ ہے۔جن کے ذریعے ضرورتوں کی تکمیل ممکن ہے۔

2.8.1 معاشیات کی تعریف (Definition of Economics)

معاشیات کی تعریف سے متعلق ماہرین کے درمیان کافی اختلاف ہے۔اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ جب انسان پیدا ہوا اس وقت سے لے کر اب تک معاشیات کا مسلسل نشوونما ہورہا ہے۔اس لیے معاشیات کی تعریف کو کسی ایک تعریف پر محدود نہیں رکھا جاسکتا ہے۔اس کے مختلف پہلوؤں سے متعلق تعریفوں کو ہم درج ذیل میں دے رہے ہیں۔

1۔ دولت سے متعلق تعریف (Wealth Releted Definition)

2۔ بہبودی سے متعلق تعریف(Welefare Related Definition)

3۔ محدود ذرائع سے متعلق تعریف(Scarcity Related Definition)

4۔ عدم ضروریات سے متعلق تعریف(Wantlessness Releted Definition)

5۔ ترقی مرکوز تعریف(Development Centred Definition)

☆ قدیم ماہرین معاشیات نے معاشیات کو دولت کی سائنس بیان کرتے ہوئے تعارف پیش کیا ہے۔ایڈم اسمتھ کے مطابق معاشیات وہ مطالعہ ہے جو ملکی دولت کے شکل میں وجوہات کی کھوج کرتا ہے۔واکر کا ماننا ہے کہ ریاستی معاشیات یا معاشیات علم کے اس حصے کا نام ہے جس کا تعلق دولت سے ہے۔اس طرح دولت کا مطالعہ ریاست کے تعلق سے کیا گیا ہے۔اس کے ذریعہ انسان کے معاش کا تصور کیا گیا ہے۔

☆ بعد میں بہت سارے ماہرین معاشیات نے انسان کے فلاح و بہبودی کو ایک مقصد مانا ہے اور دولت کو ایک ذریعہ۔اس نظریہ کو ماننے والے پروفیسر مارشل کا کہنا ہے کہ معاشیات انسانی زندگی کی حسب معمول تجارتی مطالعہ (Business Study) ہے۔اس میں ذاتی اور سماجی عمل کے اس حصے کی جانچ کی جاتی ہے جس کا دنیاوی عیش وعشرت کے حصولیابی اور اس کے استعمال سے گہرا تعلق ہے۔اس طرح دولت کے بہ نسبت انسان کے بہبودی پر زور دیا گیا ہے۔اور معاشیات میں ذاتی ،سماجی اور حصول معاش کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

نیس (Neese) کا کہنا ہے کہ معاشیات طبیعاتی فلاح و بہبود (Physical Welfare) کی سائنس ہے اس طرح سے معاشیات عملی اور وسیع ہے جو کہ غیر معاشی سماج کا مطالعہ نہیں کرتا۔

☆ محدود ذرائع (Scarcity): سے متعلق تعریفیں ایک نیا نظریہ پیش کرتی ہیں۔ پروفیسر رابنس کے مطابق معاشیات وہ سائنس ہے جس میں ممکن اور اختیاری طور پر استعمال کئے جانے والے ذرائع کے بیچ باہمی تعلق کی شکل میں انسانی برتاؤ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔اس طرح ضروریات لامحدود ہوتی ہیں اور اس کی حصولیابی کے ذرائع محدود ہوتے ہیں۔ذرائع کو مختلف شکلوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ عدم ضروریات (Want Lessness) سے متعلق پروفیسر مہتا کا ماننا ہے کہ خواہشوں سے نجات حاصل کرنے کی پریشانی کو معاشی مسائل کہتے ہیں۔خواہشوں کو کم کرنے سے ہی حقیقی خوشی ملتی ہے۔انہوں نے اس نظریے کی تعریف اس طرح کی ہے کہ معاشیات وہ سائنس ہے جو انسانی اخلاقیات کا عدم ضروریات کی حالت پر پہنچنے کے ذرائع کی شکل میں مطالعہ کرتا ہے۔

☆ موجودہ دور میں معاشیات کی تعریف نشوونما مرکوز (Development Centered) کی جاتی ہے۔اب روزگار معاشی اور سماجی مسائل

کا تانا بانا، بین الاقوامی معاشی ترقی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔آج ماہرین معاشیات کی ترقی کو مرکز مانتے ہیں جس سے اس نظریے کی ترقیاتی جذبات کے مظاہرے کا پتہ چلتا ہے۔معاشی نشوونما کا ایک وسیع تصور ہے یہ معاشی ضرورتوں، اشیاء، متحرک اداروں میں معیاری تبدیلی سے متعلق ہے۔ترقی میں نشوونما اور فرسودگی دونوں شامل ہیں۔

2.8.2 معاشیات کی نوعیت (Nature of Economics)

معاشیات کی نوعیت سے مراد یہ ہے کہ معاشیات فن ہے یا سائنس یا دونوں ہے، سائنس وہ ہے جس میں مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ قدرتی واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ یہ مطالعہ بہت منظّم اصول وضوابط کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ اصول ایسے ہونے چاہیے جو نظریوں کی تشکیل کرے اور اصول صحیح اور عالمی طور پر تسلیم کئے جانے والا ہونا چاہیے۔فن کا مطلب ہوتا ہے کسی کام کو بہترین انداز میں انجام دینا۔سائنس نظریے کی نمائندگی کرتا ہے اور فن اس نظریے کو عمل میں لاتی ہے جو حقیقی اور مثالی دونوں طرح کی سائنس کو ملاتا ہے۔

کیا معاشیات ایک سائنس ہے؟(Is Economics a Science?)

کچھ ماہرین معاشیات کو سائنس مانتے ہیں کیونکہ معاشیات کی درجہ بندی ان کے اصولوں کے مطابق ان کا تجزیہ کر کے حقائق کو منظّم طریقے سے اکٹھا کر کے اس کی درجہ بندی کر کے اس کی تجزیہ کر کے اصول کی تشکیل کی جاتی ہے۔اس طرح نظریاتی طریقوں کا استعمال کر کے نظریات اور قانون کی تشکیل کی جاتی ہے اس میں وجوہات اور نتائج میں بحث ومباحثہ کی جاتی ہے اور عالمی اصولوں کو قائم کیا جاتا ہے۔

کچھ ماہرین معاشیات اس کو سائنس نہیں مانتے ہیں کیونکہ اس میں کچھ بھی متعین نہیں ہے۔معاشیات مختلف حالات کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔معاشیات کے اعداد وشمار تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔اسی وجہ سے اس میں سائنس کی طرح اصول نہیں بن پاتے ہیں۔اس خلاصے کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ سائنسی طریقوں اور تجربوں کے نتائج کی بنیاد پر معاشیات کو سائنس کے درجے میں رکھا جا سکتا ہے لیکن یہ ایک خالص سائنس نہیں ہے بلکہ ایک حقیقی سائنس ہے جو انسان کی سرگرمیوں کی وجوہات اور نتائج میں تعلق قائم کرتی ہے۔

کیا معاشیات ایک فن ہے؟(Is Economics an Art?)

فن ہمیشہ ایک متعین اصول کو بیان کرتی ہے اور مخصوص مسائل کے حل نکالتی ہے۔ جہاں سائنس نظریاتی ہوتا ہے وہیں فن ہمیشہ عملی ہوتا ہے۔اس طرح معاشیات ایک فن بھی ہے۔ کیونکہ یہ ہمیں معاشی مسائل کے لیے عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔موجودہ دور میں عملی معاشیات کی اہمیت اس کی فنی نوعیت کی وجہ سے بڑھتی ہے۔فنی نوعیت کی وجہ سے اس کی سائنسی نوعیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

معاشیات سائنس اور فن دونوں ہے (Economics is Science and Art Both)

اس طرح معاشیات ایک سائنس بھی ہے۔اس میں اصول وضوابط پائے جاتا ہیں اور انسان کے اخلاق کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔جس کا تعلق مطابقت سے ہوتا ہے۔اگر چہ اس کے ساتھ ساتھ ایک فن بھی ہے۔ کیونکہ یہ ہمیں عملی مسائل حل کرنے کا طریقہ بتاتی ہے۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشیات، سائنس اور فن دونوں ہیں۔اسی وجہ سے پروفیسر کوسا نے کہا ہے" سائنس کو فن اور سائنس کی ضرورت ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے معاون ہے۔

2.8.3 معاشیا کی وسعت (Scope of Economics)

معاشیات کی وسعت میں مختلف طرح کے علاقے شامل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

خوردمعاشیات/(Microeconomis)

Micro لفظ گریک لفظ ''Mikros'' سے اخذ کیا گیا ہے۔جس کے معنی خرد کے ہیں۔خرد معاشیات اس کے تحت انفرادیت اکائی کے تجزیہ سے متعلق ہے یا مختلف صارفین (کنزیومر) فارم اورگروہی وانفرادی اکائیاں یا مختلف صنعتیں اور بازار آتے ہیں۔مثلاً

- ☆ مطالبہ کا نظریہ(Theory of demand)
- ☆ تجارت کا نظریہ(Theory of business)
- ☆ محنت کے لیے مطالبہ اور پیداوار کے دیگر عوام(Other element of labour and production)
- ☆ فلاح و بہبودی کی معاشیات(Ecomomics of welfare)

اس طرح خورد معاشیات ایک مخصوص دائرہ کا مطالعہ ہے نہ کہ ایک ساتھ مجموعی طور پر مطالعہ۔فرد معاشیات ایک انفرادی اکائی کے معاشیاتی عمل کا مطالعہ ہے۔

میکرومعاشیات(Macroeconomics)

میاکرومعاشیات پوری طرح سے معاشیات کی سرگرمیوں سے متعلق ہے اس کے دائرے میں کل آمدنی، روزگار، صرف کرنا اور سرمایہ کاری وغیرہ آتا ہے۔اس کے موضوع مندرجہ ذیل ہیں۔

- ☆ قومی آمدنی کی تشخیص
- ☆ قیمت
- ☆ روزگار
- ☆ خزانہ اور نقدی پالیسیوں کا کردار
- ☆ صرف اور سرمایہ کی تشخیص
- ☆ معاشی فروغ

بین الاقوامی معاشیات(International Economics)

آج کی کے جدید دنیا میں تمام ملکوں کو ایک دوسرے کے ساتھ تجارت اور دیگر معاشی سرگرمیوں کی اہمیت کی معلومات ہے اس لیے آج بین الاقوامی معاشیات کی شب وروز اہمیت بڑھتی جارہی ہے۔

عوامی خزانہ (Public Finance)

معاشیات ایک شاخ ہے جو پوری طرح عوامی خزانہ یا معاشیاتی خزانہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔جو معیشت میں حکومت کے کردار کا مطالعہ کرتی ہے۔اس سے پہلے روایتی ماہرین معاشیات کھلی معیشت (Laissez Faire) کی وکالت کرتے تھے۔جو معاشی مسائل میں حکومت کے

کردار کو نہیں مانتے تھے۔

ترقی یافتہ معاشیات(Development Economics)

دوسری عالمی جنگ کے بعد بہت سے ملکوں کو آزادی کے بعد نو آبادیت حکمرانوں سے آزادی ملی۔ اس لیے معاشیات کو ایک نئی شروعات کی ضرورت تھی۔ جو ترقی اور فروغ کی طرف گامزن ہوں یہ شاخ ترقی یافتہ معاشیات کے طور پر ابھری۔

صحت سے متعلق معاشیات(Health Economics)

انسان کی نشوونما کے لیے معاشی ترقی میں نئے تصور اور عوامل کی ابتداء ہوئی۔ اس طرح صحت مند معاشیات جیسی نئی شاخ میں معاشیات نے اپنا مقام حاصل کیا۔ آج کے دور میں تعلیمی معاشیات بھی نئے شاخ کے طور پر معاشیات میں ابھری ہے۔

ماحولیاتی معاشیات(Environmental Economics)

معاشی ترقی کے رفتار میں قدرتی وسائل اور ماحولیاتی توازن کے ماحول میں تبدیلی رونما ہوتی ہے جس کی وجہ سے آج کے دور میں ماحولیات کی جانب سے ایک مخصوص چیلنج رہا ہے۔ اسی وجوہات کی بنا ماحولیاتی معاشیات ایک مخصوص شاخ کے طور پر معاشیات میں ابھر کر سامنے آئی جو ایک مخصوص پائیدار ترقی (Sustainable Development) کی بات کرتی ہے۔

☆ مزدوری مہارت کی تقسیم(Division of Labour Specialization)

☆ معاشی ادارے (Economic Institutions

☆ معاشی نظام (Economic Systems)

☆ ترغیب (Incentive)

☆ دولت (Money)

☆ مناسب قیمت (Opportunity Cost)

☆ پیداواری وسائل (Productivity Resources)

☆ بارآوری (Productivity)

☆ جائیداد کے حقوق (Property Rights)

☆ کمی (Scarcity)

☆ ٹکنالوجی (Technology)

☆ تجارت اور آزادانہ باہمی لین دین (Trade, Exchange and Interdependence)

☆ معاشی ترقی (Economic Growth)

☆ روزگار اور بیروزگاری (Employment and Unemployment)

☆ مالی حکمت عملی (Fiscal Policy)

- ☆ مجموعی ملکی پیداوار(G.D.P)
- ☆ افراطِ زر (Inflation)
- ☆ مانٹری پالیسی اور فیڈرل پالیسی (Monetary policy and Federal Policy)
- ☆ حقیقی بمقابلہ نامزد(Real v.s nominal)
- ☆ مقابلہ اور بازار کی ساخت (Competition and Market Structure)
- ☆ صارفین رکنجیومر(Consumers)
- ☆ مطالبہ (Demand)
- ☆ لچک دار مطالبہ (Elasticity of Demand)
- ☆ کاروباری افراط(Entrepreneurs)
- ☆ حکومت کی ناکامی رعوامی انتخاب کا تجزیہ (Government Failure/Public Choice Analysis)
- ☆ آمدنی کی تقسیم (Income Distribution)
- ☆ بازار کی ناکامی (Market Failure)
- ☆ بازار اور قیمتیں (Market and price)
- ☆ بنانے والا رپیدا کرنے والا (Producers)
- ☆ منافع (Profit)
- ☆ حکومت کا کردار (Role of Government)
- ☆ فراہمی (Supply)
- ☆ تجارت اور ادائیگی کا توازن (Balance of Trade and balance of Payment)
- ☆ تجارت میں آنے والی رکاوٹیں (Barriers to Trade)
- ☆ تجارت کے فوائد رمسابقتی فائدے (Benefit of Trade / Comparative Advantage)
- ☆ معاشی ترقی(Economics of Development)
- ☆ غیر ملکی کرنسی بازار رشرح مبادلہ(Foreign Currency Market / Exchange rates)
- ☆ مرکب سود(Compound Interest)
- ☆ کریڈٹ (Credit)
- ☆ مالیاتی بازار (Financial Market)
- ☆ انسانی سرمایہ(Human Capital)
- ☆ بیمہ کاری (Insurance)
- ☆ دولت انتظامیہ بجٹ (Money management budgeting)

☆ خطرہ اور واپس (Risk and Return)

☆ بچت اور سرمایہ کار(Saving and *I*nvestinment)

اپنی معلومات کی جانچ(Check Your Progress)

1۔ معاشیات کے معنی بتائیے اور اس کی چند اہم تعریفیں لکھیے۔

2۔ معاشیات کی نوعیت اور وسعت کو مختصر میں واضح کیجیے۔

2.9 علم سیاسیات اور معاشیات کے تدریس کی حکمت عملی کا تعارف

(Introduction of Teaching Technique of Political Science and Ecomomics)

کسی بھی اہم طریقہ کار کے ساتھ جن مختلف تدریسی تکنیک کو استعمال کیا جاتا ہے انہیں تدریسی حکمت عملی کہتے ہیں۔ یہ تدریسی حکمت عملی تدریس کو متاثر اور جاندار بناتی ہیں۔علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریسی کے طریقوں کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ دونوں ہی مضمون سماجی اور معاشی اصول سے جڑے ہوئے ہیں۔ عام طور پر ان حکمت عملی کا استعمال آزادانہ طور پر نہیں ہوتا بلکہ کسی نہ کسی طریقہ کار کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس طرح حکمت عملی یہ بتاتی ہے کہ معلم کیا کرتا ہے یا کیا کرنے والا ہے۔

☆ تدریسی منصوبہ بندی میں تدریس کے مقاصد کو خیال میں رکھتے ہوئے تدریسی طریقہ کار کا انتخاب کر کے پورے سبق کی تدریس کی تیاری کی جاتی ہے۔

☆ تدریسی منصوبہ بندی میں مواد سیکھنے کا تجربہ،طلباء کی سطح، دلچسپیوں، صلاحیتوں اور عمر وغیرہ کو خیال میں رکھا جاتا ہے۔

☆ تدریس منصوبہ بندی میں تدریس کو سائنس مانا جاتا ہے۔

☆ اس میں تصورات پر بھی توجہ دی جاتی ہے جس سے تدریس معیاری اور سائنسی بن سکے۔منصوبی طریقوں کو منظّم اور معیاری بنائی ہے۔

علم سیاسیات و معاشیات کی تدریس میں اس طرح کے سوالات پوچھے جانے چاہیے جو طلبہ کے ساتھ تجربات کی بنیاد پر ہو۔اس طرح کے سوالات سابق معلومات کی جانچ کرتے ہیں۔ یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ سوال مضمون اور موجودہ تجربات سے متعلق ہوں اس طرح کے سوال چھوٹے اور واضح ہونے چاہیے۔سوالوں کو پوچھنے میں زیادہ وقت نہیں لگنا چاہیے اور سوالات سلسلہ وار بھی ہونے چاہیے۔

ارتقائی سوالات (Developmentary Question)

علم سیاسیات و معاشیات کی تدریس میں اس طرح کے سوالوں کو طلبہ سے پوچھ کر سبق آگے بڑھایا جاتا ہے۔ان سوالوں کی مدد سے طلبہ کے سامنے نئے معلومات کے ذریعہ سبق کو پیش کیا جاتا ہے۔اس طرح کے سوالوں کے جواب کو سبق سے جوڑ کر تدریس کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔اس

طرح کے سوالوں کا انتخاب معلم پر منحصر کرتا ہے کہ وہ صحیح زبان اور مضمون کو جوڑتے ہوئے سلسلہ وار ڈھنگ سے سبق کو فروغ دے۔ مقامی کارکردگی کے نظام اور معاشی مسائل سے متعلق سوالوں کو اس درجہ بندی میں رکھ سکتے ہیں۔

نظریاتی سوالات(Theoretical Question)

علم سیاسیات ومعاشیات تدریس میں اس طرح کے سوالوں کی بہت اہمیت ہے۔ یہ سوال زیادہ تر سماجی، معاشی اور سیاسی مسائل سے متعلق ہوتے ہیں۔ جس سے طلبہ کے ذہن کو باخبر اور محتاط بنایا جاتا ہے۔ جس میں وہ اپنے تجربات کی بنیاد پر مضمون کی فہم پیدا کرتے ہوئے متوازن طریقے سے سبق کا فروغ کرتے ہیں۔ بدعنوانی وسیاسی پارٹیوں کی کارکردگی سے متعلق سوالوں کو اس زمرے میں رکھا جاتا ہے۔

مسائلی سوالات (Examplary Question)

علم سیاسیات ومعاشیاتی مضمون سے متعلق مسائل کو معلم کے ذریعے طلبہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کا جواب طلبہ اپنی وفکر اور فہم (Thinking and Comprehension) سے دیتا ہے۔ اس طرح کے سوالوں کو مواد کی بنیاد پر پہلے سے ہی تیار کر کے پوچھا جا سکتا ہے۔ یہ سوال سبق کے آغاز اور بیچ میں یہ دونوں جگہ پر پوچھا جا سکتا ہے۔ اگر یہ سوال موجودہ مسائل سے جڑے ہوئے ہوں تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ طلبہ سوالوں سے اپنے آپ کو جڑا ہوا سمجھیں گے۔

اعادہ کا سوال (Recaptulatory Question)

اس طرح کے سوالوں کو پوچھے جانے کا مقصد سبق کے اہم نکات کا اعادہ اور طلبہ کو سبق سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ سبق کے بیچ میں بھی اس طرح کے سوالوں کو پوچھ کر طلبہ میں سیکھنے کے لیے تجسس پیدا کیا جا سکتا ہے۔

بحث ومباحثہ کا طریقہ (Discussion Method)

بحث ومباحثہ ایک متحرک طریقہ ہے جس میں سبھی طلبہ اپنے آپ کی شمولیت پاتے ہیں۔ یہ تدریس کی وہ تکنیک یا طریقہ ہے جس میں طلبہ اور معلم مل جل کر کس موضوع یا مسائل پر گروہی ماحول میں تصورات کا لین دین کرتے ہیں۔ ہندوستان میں غربت کی وجہ سے ناخواندہ زندگی، بڑھتی آبادی، بدعنوانی کے وجوہات جیسے عنوان پر بحث ومباحثہ جاتا ہے۔ جس سے طلبہ میں تعاون، رواداری، تاثرات، منظم طریقے سے پیش کرنا، آزادانہ طور پر سیکھنے، مواد کا انتخاب کرنے اور اسے پیش کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے۔ بحث ومباحثہ کے طریقہ میں انتخاب کئے جانے والے مسائل معنی خیز اور تعلیمی اعتبار سے اہمیت ہونی چاہیے۔ سبھی طلبہ کو اس میں حصہ لینے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ منطقی فیصلوں پر زور دینا چاہیے اور طلبہ کو خلاصہ اور آزادانہ فیصلہ لینے کے لیے تعاون کرنا چاہیے

منصوبائی طریقہ (Project Method)

منصوبہ کے واضح مقاصد ہوتے ہیں جس کی حصولیابی کے لیے اس کو پورا کیا جاتا ہے۔ اس کی اپنی تعلیمی اہمیت ہوتی ہے۔ علم سیاسیات اور معاشیات سے متعلق مسائل کو Project کے ذریعے آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے۔ علم سیاسیات اور معاشیات سے مسائل جیسے میونسپل کے کام، انتخاب، غریبی کے معاشی وجوہات کے مضمون پر Project کے ذریعہ تدریس کی جا سکتی ہے۔ پروجیکٹ کا کام انفرادی اور گروہی طور پر دیا جا سکتا ہے۔ معاشیات اور علم سیاسیات میں دونوں طرح کے پروجیکٹ استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔ ماہر تعلیم گڈ (Good) کا کہنا ہے کہ پروجیکٹ کسی

عمل کی ایک ضروری اکائی ہے جس کی تعلیمی اہمیت ہوتی ہے۔ ادارتی صلاحیت کے لیے ایک یا ایک سے زیادہ واضح مقاصد کی حصولیابی پر زور دیا جاتا ہے اس میں مسائل کی تلاش اور حل شامل رہتا ہے۔ پروجیکٹ میں عام طور پر طبیعاتی ذرائع کا استعمال کیا جاتا ہے۔ معلم اور طلباء کے ذریعہ تصوراتی زندگی اور حقیقی زندگی سے اس کی منصوبہ بندی اور حل کیا جاتا ہے۔ پروجیکٹ سے تعاون، سوچنے، سمجھنے، معاشرے سے جڑے مختلف مضامین ہم آہنگی قائم کرنے، کام کرنے اور محنت کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اس میں طلبا اپنی صلاحیت دلچسپی اور قابلیت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس میں رٹنے کی عادت سے آزادی ملتی ہے۔ اس طرح منطق اور اصول کی بنیاد پر مسائل کو حل کرنے کے لیے تجسس پیدا کیا گیا۔

تفویضی تکنیک (Assignment Technique)

علم سیاسیات و معاشیات کے مضمون سے متعلق کام دے کر طلبہ کو تدریسی عمل کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ اس کا استعمال شروعات اور آخر دونوں میں کیا جاسکتا ہے۔ یہ عمل درسی کتابوں کی بنیاد پر بھی ہوسکتا ہے جو کہ طلبہ کی دلچسپی، صلاحیت اور ضروریات سے جڑا ہونا ضروری ہے۔ تفویض درسی کتب میں دئے گئے حقیقی کام کی بنیاد پر مبنی ہوتے ہیں۔ علم سیاسیات و معاشیات مضمون میں کسی کام کو روزانہ وموجودہ زندگی سے جوڑ کر اس میں دلچسپی پیدا کر کے طلبہ کو دیا جاسکتا ہے۔ علم سیاسیات و معاشیات میں طلبہ کو منصوبوں، مسائل، اکائیوں کی فہرست میں اپنی دلچسپی اور ضرورت کے مطابق انتخاب کرنے کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ کسی بھی کام میں طلبہ کو غور وفکر کرنے کا موقع دینا چاہیے۔ کام ایسا ہونا چاہیے جس سے طلبہ کو غور وفکر کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ آج آئی سی ٹی کے دور میں کئی طرح کے تخلیقی کام طلبہ کو دیئے جاسکتے ہیں۔ اس طرح علم سیاسیات اور معاشیات مضمون کے تدریس کو دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔

ڈرامہ کاری (Dramatization)

علم سیاسیات اور معاشیات کے مضمون سے متعلق موضوع پر طلباء ڈرامہ کے ذریعہ کسی بھی مضمون کو پڑھایا جاسکتا ہے۔ یہ کر کے سیکھنے کو اہمیت دیتی ہے اس سے طلبہ میں تعاون اور سماجی فہم پیدا ہوتی ہے۔ اس میں طلبہ سرگرم رہتے ہیں اور اس میں خود اعتمادی بھی آتی ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے اور بولنے کی فن میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ ڈرامہ میں طلبہ مختلف کردار نبھاتے ہیں۔ کردار کا موضوع آسان اور واضح ہونا چاہیے پہلے سے منصوبہ بند ہو تو بہت اچھا رہے گا۔ معلم کی رہنمائی اس میں بہت ضروری ہے۔ معلم اس طریقے کا استعمال کر کے طلبہ سے مختلف موضوع جیسے پارلیمانی کارروائی، عدلیہ، انتخابی عمل بازار اور دیہی مسائل جیسے مضمون پر ڈرامہ کے ذریعہ آسان طریقے سے کیا جاسکتا ہے۔

مشاہدہ (Observation)

مشاہدہ سیکھنے کا ایک تجرباتی عمل ہے جس میں انسان پوری زندگی سیکھتا ہے۔ مشاہدہ سیکھنے کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں طلبہ سرگرم ہو کر کسی نئی یا حقیقت کا پتہ لگا سکتا ہے۔ جو طلباء مشاہدے کے ذریعہ علم حاصل کرتا ہے اس کا علم حقیقی واضح اور مستقل ہوتا ہے۔ علم سیاسیات و معاشیات کے دونوں سے متعلق موضوعات کے مشاہدہ، فیصلہ، غور وفکر، خودفہمی، آزادانہ اظہار کرنے کو فروغ ملتا ہے۔ معلم کو مشاہدہ کرتے وقت طلبا کی رہنمائی کرنا چاہیے۔ طلبا کی ذہنی سطح اور دلچسپی کا خیال رکھنا چاہیے۔ مشاہدہ کرنے کے لیے انتخاب کئے ہوئے حالات طلبہ کی زندگی سے متعلق ہونی چاہیے۔ معلم کو بذات خود بھی مشاہدہ سے متعلق موضوعات، انتخاب کرنے کا تجربہ ہونا چاہیے۔ مشاہدہ کرنے کے بعد معلم کو اچھی طرح سے طلباء کا تعین قدر کروانا چاہیے۔ اس کے پہلے خود بھی مضمون کی گہرائی اور تفصیل غور وفکر کرنی چاہیے۔ علم سیاسیات اور معاشیات میں مشاہدے کے لیے بہت مواقع فراہم

ہوتے ہیں۔ بینک کا انتظام بازار کا نظام، گھر بنانا، میونسپل کی اجلاس اور گرام پنچایت کے کاموں جیسے مضمون کا مشاہداتی طریقے سے تدریس کی جاتی ہے۔

مثالی تکنیک (Illustration Technique)

تدریسی عمل میں اس تکنیک بھی بہت اہمیت ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات کے مضمون سے متعلق۔اس کا استعمال اچھی طرح کیا جاسکتا ہے۔سماجی سائنس کے مضمون میں اس کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔مثالوں سے مضمون کو دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔جس سے طلبہ کی توجہ بھی مضمون کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ذہنی نشوونما بھی ہوتی ہے۔طلبہ کو زبانی، مظاہراتی، مثالوں سے سمجھایا جاسکتا ہے۔اس کا مقصد مثالوں کے ذریعے مشکل موضوع کو واضح کرنا۔مضمون کو زندگی سے جوڑنا اور طلبہ کے تصورات کو فروغ دینا ہے۔

مشقی تکنیک (Drill Technique)

یہ مشق پر مبنی ہے کہ طلبہ کس حقیقت کی کتنی بار مشق کرلے گا۔وہ جتنی بار مشق کرے گا حقائق اتنا ہی اس کے ذہن نشین ہوجائیں گے۔اس طرح مشق سے طلبہ مضمون کا بار بار جائزہ لیتا ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات۔مضمون سے متعلق موضوعات بھی اہم مشق کے ذریعے کسی شکل عنوان کو پڑھا سکتے ہیں۔طلبہ میں عادت واطوار کی تعمیر، مہارتوں کی حصولیابی اور کس امتحانات کے لیے تجسس پیدا کی جاسکتی ہے اس طرح سے سیکھنے کا عمل قائم مسلسل قائم رہتا ہے۔علم سیاسیات جیسے ریاستی حکومت، سماجی معاہدہ، حقوق اور فرائض، آئینی زرمبادلہ، عالمی بینک اسٹوک بازار وغیرہ مضمون کی تشریح کی جاسکتی ہے۔تشریح میں معلم مختلف طریقہ تدریس اور ضابطوں کا استعمال کرسکتا ہے۔تشریح کے مضمون پر معلم کو عبوریت حاصل ہونی چاہیے اور آسان اور واضح لفظوں میں تشریح کی جانی چاہیے۔تشریح زندگی کے تجربات سے جوڑ کر کیا جانا چاہیے۔

امتحانی تکنیک (Examination Technique)

امتحانی تدریس عمل کا اور تمام مضمون کے تدریس کا ایک اہم حصہ ہے۔اس طرح معلم کو بار بار جانچنا پڑتا ہے کہ طلبا نے کسی مضمون کو سمجھا ہے یا نہیں اور کس حد تک مضمون کو سیکھ پایا ہے۔اس کے امتحان تحریری اور زبانی دونوں شکل میں ہوسکتے ہیں اس میں معلم اور طلبہ دونوں ہی اپنی خامیوں اور کامیابیوں کو جان پاتے ہیں۔علم سیاسیات اور معاشیات مضمون سے متعلق امتحان لیتے وقت امتحان کی نوعیت واضح ہونی چاہیے۔سوال بالکل واضح، معروضی، آسان اور طلبہ کے ذہنی سطح کے مطابق ہونے چاہیے۔امتحان کی جانچ بھی اچھی طرح سے منصفانہ طور پر ہونی چاہیے۔امتحان جانچ کے بعد طلبہ کی مشکلات اور غلطیوں کو بھی دور کرنا چاہیے جس سے طلبہ مستقبل میں غلطیوں پر توجہ دے۔

تشریحی تکنیک (Elaboration Technique)

علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں تشریح کی تکنیک کا بہت استعمال ہوتا ہے۔تشریح کے معانی الفاظ یا اشارے یا دونوں کے ذریعے سے کس وجہ کی تصویر کشی کرنے کا عمل ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات کے مضمون کے موضوع کی مختلف واقعات، لغوی تصویر کے ذرائع کے طلبہ کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔علم سیاسیات کی کارکردگی کی تشریح کرکے طلباء کو اس سے روشناس کرایا جاسکتا ہے۔اس طرح کی تدریس میں صرف لغوی وضاحت ہی نہیں، بصری، سمعی، تصویر، یا آلات کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔وضاحت جامع ہونی چاہیے۔جس سے طلبہ اسے سیکھ سکیں۔

وضاحتی تکنیک(Explanation Technique)

علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں اس تکنیک کا بہت استعمال ہوتا ہے اس میں کسی مضمون کے بارے میں تمام پیچیدگیوں کو دور کیا جاتا ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات کی صلاحیت کے فروغ پر زور دیا جاتا ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات میں مختلف موضوعات جیسے موجودہ ہندوستانی سیاست کی حالات اور زرعی نظام کی چیلینجز وغیرہ پر معلم منتخب مثالوں کو شامل کرتے ہوئے سمعی بصری آلات کے ذریعہ موثر طریقے سے وضاحت کر سکتا ہے۔

جائزہ لینے کی تکنیک(Supervisory Technique)

جائزہ ایک مسلسل عمل ہے جو کام کو سمت دیتا ہے۔جائزہ میں صرف دوہرانا نہیں ہوتا بلکہ نئے نقطہ نظر اور پرانے نقطہ نظر کو سمجھ کر طلبہ کی سمجھ بنانا ہوتا ہے۔اس میں طلبہ کے سابقہ معلومات کو وسعت دے کر مختلف نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔اسے موجودہ مطابقت کے طور پر نئی شکل دی جاتی ہے۔اس سے مستقبل کے لیے فہم اور مطالعہ کے لیے عملی بنیاد حاصل کیا جاتا ہے۔جائزہ طلبہ کے لیے چیلنج کی شکل میں ہونی چاہیے اور حقیقی زندگی سے متعلق ہونی چاہیے۔جائزہ دلچسپ ہونا چاہیے۔تجربوں اور وقت گزاری کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں جیسے موجودہ دور میں پارلیمانی نظام، پنچایتی راج کا فروغ، ہندوستان کی بڑھتی آبادی، کسانوں کی معاشی حالت وغیرہ پر ہم جائزہ لے کر تدریس کر سکتے ہیں۔

سمینار(Seminar)

علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں سمینار ایک طرح سے سیکھنے کے عمل میں غور وفکر کرنے کے لیے حالت پیدا کرتی ہے۔اس طرح کے عمل میں تجزیہ اور تنقیدی صلاحیت، ترکیب، تعین قدر، اقتدار، مشاہدہ اور تجربات کے پیش کش کی صلاحیت دوسروں کے نظریوں کو عزت دینا وغیرہ جیسے مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔سمینار میں کنوینر، صدر، خطیب اور سامعین ذمہ دار ہوتے ہیں۔سمینار عام طور پر علاقائی یا صوبائی ہوتے ہیں۔قومی اور بین الاقوامی سطح کے ہوتے ہیں اس طرح سمینار طلبہ مرکوز ہونے چاہیے: سمینار میں آزادانہ طور پر مظاہرے کرنے اس کا استعمال کس مقالہ کی صورت کس سوال کے جواب، اعادہ کرنے، تصویر اور ماڈل وغیرہ کو بنانے کے لیے کر سکتے ہیں۔

انٹرویو(Interview)

علم سیاسیات اور معاشیات میں انٹرویو تدریس کے ایک معاون طریقے کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں اس میں معلم کس مضمون کے موضوع پر طلبہ کا انٹرویو لے سکتا ہے۔کسی سماجی مسائل یا معاشی مسائل کے لیے بھی معلم براہ راست معاشرے کے اراکین انٹرویو لے کر طلبہ کو مضمون کو واضح کرا سکتا ہے۔علم سیاسیات اور معاشیات مضمون میں دلچسپی سے متعلق مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اس تکنیک کا استعمال اچھا رہتا ہے۔مسائل کی وجوہات اور حل جاننے کے لیے بھی انٹرویو کا استعمال اچھا رہتا ہے۔

موازنہ (Comparison)

علم سیاسیات اور معاشیات میں موازنہ تکنیک کے استعمال کے مختلف مواقع فراہم ہوتے ہیں۔موازنہ تدریس کا ایک معاون آلہ ہے۔اس کا استعمال دیگر تکنیکیوں کے ساتھ تدریس کو زیادہ موثر بنانے کے لیے کیا جاتا ہے۔اس کا مقصد طلبہ میں مشاہدہ، جانچ اور منطقی سوچ کی صلاحیت کو فروغ دیتا ہے کیونکہ معلم حقیقی حقائق وغیرہ بات میں یکسانیت اختلافات بتاتے ہوئے طلبہ کو سوال یا مشاہدہ کراتے ہوئے موازنہ کراتا ہے۔اس سے صلاحیتوں کا فروغ ہوتا ہے۔موازنہ کرنے کے لیے مضمون کی یکسانیت یا غیر یکسانیت پر بات کرنی چاہیے۔طلبہ کے سابقہ معلومات پر مبنی موازنہ ہو تو

اس میں دلچسپی ہوگی۔انہیں حقائق سے موازنہ کرنا چاہیے جوطلبہ کے لیےاہم ہواور موازنہ سے حاصل خلاصوں کوطلبہ سے نکلوانا چاہیے۔علم سیاسیات اور معاشیات میں پارلیمانی حکومتی نظام،صدارتی حکومتی نظام، ہندوستانی اورامریکی زرعی نظام، ہندوستانی اور برٹش سیاسی جماعت کا نظام کا موازنہ ہوتو آپسی تعلقات یکسانیت امتیازی عناصر واضح ہوتے ہیں۔جس سے طلبہ دونوں حقائق میں مکمل طور پر کئے گئے موازنہ کو سمجھ پاتے ہیں۔

ورک شاپ ٹیکنک(Workshop Technique)

ورک شاپ سے علم سیاسیات ومعاشیات سے متعلق مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ یہ تدریس کو اہم مقاصد کی حصولیابی میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ایک گروہ کے ساتھ مل کر کام کرنا اورتعاون کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ نئے تصورات سے روشناس ہوکرانہیں واضح طور پر سمجھا جاسکتا۔دوسروں کے تجربوں اور حکمت عملی سے حقیقی علم حاصل ہوتا ہے۔ورکشاپ میں منظم اورصدر ماہرین اور حصہ لینے والے زیرتربیت طلبہ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ورکشاپ کا مقصد واضح ہونا چاہیےاس کی تیاری پہلے ہونی چاہیےاوراس کے انتظامی پہلوؤں پرزیادہ زوردینا چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your Progress)

1۔ علم سیاسیات اور معاشیات کی تدریس میں اپنائی جانے والی اہم تدریسی حکمت عملیوں کی وضاحت کیجیے۔

____

____

2۔ مندرجہ ذیل میں سے کسی دو پر مختصر نوٹ لکھیے۔

1 وضاحتی تکنیک(Descriptive Technique)

2 مشاہدہ(Observation)

3 انٹرویو(Interview)

4 بحث ومباحثہ (Debate)

2.10 یادرکھنے کے اہم نکات(Points to Remember)

- لفظی اعتبار سے اصطلاح Politics یونانی لفظ ہے Polis سے اخذ کی گئی ہے ۔جس کا مطلب ہوتا ہے شہر(City) یا ریاست (State)۔علم سیاسیات کی تعریف ہم علم کی ایک ایسی شاخ کے طور پر کر سکتے ہے جس کا تعلق سیاست کی تنظیم سے ہوتا ہے۔جس میں ریاست حکومت اور دیگر متعلق تنظیم اوراداروں کا انسان کی سیاسی زندگی کے تناظر میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔
- ریاست یا (State) کے چار عناصر ہوتے ہیں آبادی(Population)علاقہ (Territory) حکومت (Government) ، خود مختاری(Sovereignty)
- علم سیاسیات کا علاقہ انتہائی وسیع ہے۔اس میں سیاسی فکر(Political Thought) سیاسی اصول(Poitical Principal)سیاسی فلسفہ(Political Philosophy) سیاسی نظریہ(Political Theory) تقابلی سیاسیت(Comparative Politics) عوامی انتظامیہ(Public Administration) بین الاقوامی تنظیم(International Organization) سیاسی حرکیات (Political

(Dynamics)اورعوامی قوانین(Public Law)وغیرہ شامل ہے۔

- سیاسی سائنس کی نوعیت (Nature of Political Science) سیاست کو ایک بہت ہی منظّم (Organised) انداز میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔سیاست میں تجربہ (Experiment) اور پیشن گوئی (Prediction) ممکن ہے۔حالانکہ سیاسی سائنس میں طبعائی سائنس (Physical Science) کی طرح کابل(Abslolute) اور آفاقی(Universal) قوانین نہیں ہے۔
- روایاتی نقطہ نظر سے علم سیاسیات کے تحت ریاستی حکومتیں، سرکاری ادارے، انتخابی نظم اور سیاسی رویہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے جب کی جدید نقطہ نظر کے مطابق علم سیاسیات انسان کے رویہ اور عمل کا مطالعہ کرتا ہے انسانی رویہ کو وغیرہ سیاسی عوامل بھی متاثر کرتے ہے۔
- شہریوں کے وہ حقوق جو آئین میں شامل ہے جو انسان کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے نہایت ضروری ہوتا ہے بنیادی حقوق کہلاتے ہے۔اس میں مساوات کا حق آزادی کا حق، استحصال کا حق، مذہبی آزادی کا حق تہذیبی اور تعلیمی حق آئین کے اصلاح کا حق۔
- جس طرح بنیادی حقوق شہریوں کو حاصل ہے ٹھیک اُسی کے ساتھ ساتھ بنیادی فرائض بھی ہے۔جس سے تمام شہریوں کو اپنے ملک کے تعین اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا رہا۔جو آئین کے حصہ 4(A) میں دفعہ (51A) میں تفصیل درج ہے۔فرائض کی پابندی سے سماج کے کام خوشگوار طریقہ سے انجام پاتے ہے۔
- حکومتی ادارے (Organs of Governement) ہندوستان میں وفاقی طرز حکومت کو اختیار کیا گیا ہے۔اس لیے یہ دوہری حکومت کا طریقہ رائج ہے۔ایک مرکزی حکومت اور دوسری صوبائی حکومت۔ وہ ادارہ جو پورے ملک کے لیے انتظامی ذمہ داری پوری کرنے اور قوانین بنانے کا کام کرتا ہے۔اسے مرکزی حکومت کہتے ہے۔اسی طرح اپنے صوبے یہ ریاست کی انتظامی ذمہ داری پوری کرنے والی حکومت کو ریاستی حکومت کہتے ہے۔
- مرکزی حکومت کی تشکیل (Formation of Central Government) مرکزی حکومت تین حصوں پر مشتمل ہے۔مجلس مقنّنہ (قانون ساز ادارہ) مجلس عاملہ/ انتظامیہ اور عدلیہ۔
- مجلس مقنّنہ مرکزی حکومت کی مجلس مقنّنہ کو سنسد یا پارلیمنٹ کہتے ہے۔اس کی تشکیل صدر جمہوریہ (President) لوک سبھا اور راجیہ سبھا سے مل کر ہوتی ہے۔
- مجلس عاملہ/ انتظامیہ (Executive) مرکزی حکومت کی مجلس عاملہ میں صدر جمہوریہ، وزیراعظم اور اُس کی کابینہ کے ممبران شامل رہتے ہے۔ عدلیہ: مجلس مقنّنہ قانون بناتی ہے۔مجلس عاملہ اُس پر عمل کرتی ہے۔اور عدلیہ اُس پر نگرانی کرتی ہے۔قانون بنانا ہی کافی نہیں ہے بلکی نافذ کرنا اور اُس کی نگرانی کرنا اور قانون توڑنے والوں کو سزا دینا، قانون کی تشری کرنا بھی ضروری ہے
- معاشیات انگریزی لفظ Economics کا اردو ترجمہ ہے۔معاشیات میں سماج میں انسان کی معاشی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتا ہے۔اس میں سماجی حقائق اور واقعات کا منطقی مطالعہ اور تجربہ کیا جاتا ہے۔انسان کی زندگی میں مختلف ضروریات ہوتی ہے۔وہ تمام ضروریات ایک دوسرے انسانوں کی ضرورتوں سے وابستہ ہوتی ہے۔یہ واقعات دولت حاصل کرنے اور دولت کے استعمال کرنے والے انسانی اعمال سے وابستہ ہوتے ہیں۔

- معاشیات ایک سائنس بھی ہے۔اس میں اصول وضوابط پائے جاتا ہیں اورانسان کے اخلاق کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔جس کاتعلق مطابقت سے ہوتا ہے۔اس کے ساتھ یہ ایک فن بھی ہے۔کیونکہ یہ ہمیں عملی مسائل حل کرنے کا طریقہ بناتا ہے۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشیات،سائنس اورفن دونوں ہیں۔
- کسی بھی اہم طریقہ کار کے ساتھ جن مختلف تدریسی تکنیک کواستعمال کیا جاتا ہےانہیں تدریسی حکمت عملی کہتے ہیں معاشیات کی وسعت مین خوردمعاشیات، مدمعاشیات، بینالاقوامی معاشیات،عوامی خزانہ،ترقی آفتہ معاشیات،صحتمید معاشیات، ماحولیاتی معاشیات، وغیرہ شامل ہے۔
- علمِ سیاسیات اورمعاشیات مین مختلف تدریسی طریقوں جیسے سوالاتی طریقہ،منصوبائی طریقہ،تفویضی طریقہ، ڈرامہ کاری طریقہ، مشاہدہ،مثالی تکنیک،مشقی تکنیک،امتحانی تکنیک،تشریحی تکنیک، وضاحتی تکنیک، جائزہ لینے کی تکنیک،سمینار،انٹرویو،موازنہ،ورکشاپ تکنیک اور بحث ومباحثہ وغیرہ کااستعمال کیا جاسکتا ہے۔

2.10 فرہنگ (Glossary)

علم سیاسیات(Poltical Science)	انسان اورسماج کے سیاسی پہلو کامطالعہ۔
بنیادی حقوق(Fundamental Right)	قوانین کے ذریعے سبھی شہری کودیے گئے یکساں حقوق
بنیادی فرائض(Fundamentel Duties)	قوانین میں عائدشہریوں کے لیےفرائض
مجلس مقنّنہ(Lagislative)	حکومت کا وہ مجلس جوریاستی سطح پہ بنائے جاتے ہیں۔
مجلس عاملہ(Exective)	حکومت کی وہ مجلس جوانتظامیہ کا کام دیکھتی ہے۔
ترقی پذیرممالکی(Developing Countries)	وہ ممالک جوترقی کے سبھی پیمانے پرکھڑے اترتے ہوں۔
منظّم	Organised
تجربات	Experiment
آفاقی	Universal
پیشن گوئی	Prediction.
فلاحی ریاست	Welfare State
خودمختاری	Soverignty
روایتی نقطہ نظر	traditional Point of view
اجتماعی ذمہ داری	Collective Responsiblity
جدیدنقطہ نظر	Modern Point of view
جائزہ لینےکی تکنیک	Supervisory

مشقی	Drill
تشریح طریقہ	Elaboration
وضاحتی طریقہ	Explanation
مثالی	Illustration
ڈرامہ کاری	Dramatization
تفویضی	Assignment.
منصوبہ	Planing
رائے مشورے کا طریقہ	Consulation
تمہیدی سوال	Introductory Question
ارتقائی سوال	Developmentory Question
نظریاتی سوال	Theoretical Question
وضاحتی سوال	Explanatory Question
اعادہ کا سوال	Recaptulatory Question
مدمعاشیات	Macro Economics
عوامی خزانہ	Public Finance
صحت مید معاشیات	Health Economics

2.11 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Exercises)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Question)

1۔ ہندوستانی شہری کو کتنے بنیادی حقوق حاصل ہے۔

(ا) 5 (ب) 7 (ج) 8 (د) ان میں سے کوئی نہیں

2۔ ان میں سے کون علم سیاسیات کا وسعت نہیں ہیں۔

(ا) انسان کے سیاسی پہلو کا مطالعہ (ب) ریاست کے مختلف شکلوں کا مطالعہ

(ج) افسر شاہی کا مطالعہ (د) سماجی جماعتوں کا مطالعہ

3۔ مندرجہ ذیل میں کون ماہر سیاسیات نہیں ہیں۔

(ا) لنکارک (ب) ڈمارک

(ج) سیلے (د) ان میں سے سبھی

4۔ ہندوستانی شہری پر کتنے بنیادی فرائض عائد کئے گئے ہیں؟

(ا) 5 (ب) 9

(ج) 11 (د) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ ان میں سے کون سا طریقہ تدریس طالب علم میں تنقیدی صلاحت کو فروغ دیتا ہے۔

(ا) مثالی تکنیک (ب) سمینار

(ج) دونوں (د) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Questions)

1۔ علم سیاسیات کی نوعیت کو واضح کریں۔

2۔ آئین میں درجہ مساوات کے حق کے بارے میں تشریح کیجیے۔

3۔ بنیادی فرائض کسے کہتے ہیں اور چند اہم بنیاد کو تحریر کیجیے۔

4۔ لوک سبھا کے اختیار اور فرائض کے بارے مختصراً بیان کریں۔

5۔ وزراء کونسل کی تشکیل کیسے ہوتی ہے اور اُن کے کیا فرائض ہے۔

6۔ تدریس کی حکمت عملی سے آپ کیا سمجھتے ہیں۔ مختصر لکھیں

7۔ مندرجہ ذیل میں سے کسی دو پر بحث کیجیے۔

(i) تمہیدی سوالات

(ii) ارتقائی سوالات

(iii) تصوراتی سوالات

(iv) مسائلی سوالات

(v) اعادہ کے سوالات

8۔ رائے مشورہ تفویض پر مختصر بحث کیجیے۔

9۔ ڈرامائی، مشاہداتی تکنیک پر ایک نوٹ لکھیے۔

10۔ علم سیاسیات اور معاشیات تدریس میں مثال تکنیک کیوں ضروری ہے۔

11۔ تشریح یا توضیحی تکنیک کا موجودہ دور میں کیوں اہمیت ہے وضاحت کریں۔

12۔ موازنہ تکنیک کا علم سیاسیات اور معاشیات میں کیا اہمیت ہے۔

13۔ مندرجہ ذیل میں کسی دو پر بحث کیجیے۔

(i) جائزہ تکنیک (ii) سمینار

(iii) انٹرویو (iv) موازنہ تکنیک

(v) ورک شاپ ٹکنیک (vi) بحث ومباحثہ

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Questions)

1۔ علم سیاسیات سے کیا سمجھتے ہیں؟ ان کی چند تعریفیں لکھیے اور علم سیاسیات روایاتی نقطہ نظر کس طرح جدیدی نقطہ نظر سے الگ ہے تشریح کیجیے۔

2۔ حکومت میں مجلس مقنّنہ کا کیا کردار ہے اور اس کے اختیار اور فرائض ہے واضح کیجیے۔

3۔ مجلس عاملہ/مجلس انتظامیہ سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ یہ کس طرح سے کام کرتی ہے اور اس کے اختیار اور فرائض بتائیے۔

4۔ ہندوستان میں عدلیہ کے ڈھانچہ کو بتائیے اور یہ بنیادی حقوق کا تحفظ کس طرح کرتی ہے واضح کیجیے۔

5۔ معاشیات کی تعریف، وسعت اور اہم تصورات کی تشریح کیجیے۔

6۔ معاشیات کے معنی کیا ہے؟ کیا یہ سائنس ہے یا فن یا دونوں؟ علم سیاسیات ومعاشیات کی تدریس میں استعمال ہونے والی حکمت عملی پر تفصیلی بحث کیجیے؟

7۔ سوالاتی تکنیک کی تشریح کرتے ہوئے اچھے سوالوں کی خصوصیات کو مثال کے ذریعہ سمجھائیے۔

8۔ علم سیاسیات اور معاشیات تدریس میں استعمال ہونے والے مختلف سوالات کے اقسام پر بحث ومباحثہ کیجیے۔

9۔ علم سیاسیات اور معاشیات میں استعمال ہونے والی اہم حکمت عملی پر ایک فہرست بنائیے۔ ہر ایک تصویر کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو مثال دے کر سمجھائیے۔

2.13 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

Aggarwal, J.C. (2010). Principles and Practices of Teaching Civics and Citizenship Education, New Delhi, Shipra Publication.

Basu, D.D. (2014). Introduction to the Constitution of India, New Delhi, Jain Book Agency

Kazmi, G. and Kazmi, T. J. (2013). Political Science (Maharashta Board of Secondary and Higher Secondary Education), Mumbai, Saifee Book Agency

Singh, G. (2016). Samajik Vigyan Shikshan, Meerut, R. Lal Publication

Singh, H. (2015). Hand Book of Political Science, New Delhi, Jain Book Agency

Thessarsery, I. (2012). Teaching of Social Science for the 21st Century, New Delhi, Kanishka Publishers & Distributors

Tyagi, G. (2017). Nagrikshastra Shikshan Ka Pranali Vigyan, Agra, Agrawal Publication.

Tyagi, G. (2017). Arthshastra Shikshan Ka Pranali Vigyan, Agra, Agrawal Publication

اکائی 3۔ سماجی علوم میں نصابی منصوبہ بندی

(Curriculm Planning in Social Studies)

اکائی کے اجزا

3.1 تمہید(Introduction)

3.2 مقاصد(Objective)

3.3 نصاب(Curriculum)

3.3.1 تصورات اور نوعیت(The Concept and Nature)

3.3.2 نصاب ودرسیات میں فرق(Difference Between Curriculum and Syllabus)

3.3.3 تدوین نصاب(Curriculum Development)

3.3.4 تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل(Factors influencing Curriculum Development)

3.4 سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول سماجی مطالعے کے حوالے سے

3.5 سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کی طرز رسائی(Approaches of Organising Social Studies Curriculum)

3.5.1 ہم مرکز طرز رسائی(Concentric Approach)

3.5.2 چکردار طرز رسائی(Spiral Appriach)

3.5.3 تاریخ وار طرز رسائی(Chronological Approach)

3.5.4 موضوعی طرز رسائی(Topical Approach)

3.5.5 ارتباطی طرز رسائی(Correlational Approach)

3.6 سماجی علوم کی درسی کتب کی اہمیت(Major Characterstics of Textbook of Social Studies)

3.7 ریاستی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ (Analysis and Critical Study of Social Studies Textbooks of State Boards and Central Board of Secondary Education)

3.8 یاد رکھنے کے نکات(Points to be Remembered)

3.9 فرہنگ(Glossary)

3.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمی(Unit End Exercise)

3.11 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

3.1 تعارف(Introduction)

اگرغور کریں تو پیدائشی طور پر بچہ غیر سماجی ہوتا ہے۔وہ نہ بولنا جانتا ہے اور نہ چلنا۔اس کا نہ کوئی دشمن ہوتا ہے اور نہ کوئی دوست۔اسے نہ تو سماجی رسوم کا علم ہوتا ہے اور نہ ہی سماجی شعور کا۔لیکن جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا ہے اسے ان سبھی باتوں کا علم ہونے لگتا ہے۔ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے اور جمہوری ممالک کے بچوں کے لیے سماجی علوم کی تعلیم ضروری ہو جاتی ہے تا کہ وہ سماج کے اہم رکن اور ملک کے اچھے شہری بن سکیں۔سماجی علوم کا مطالعہ ملک کے سماجی ڈھانچہ کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ملک کی معیشت لوگوں کے رہن سہن طرز زندگی، تہذیب وتمدن، رسم ورواج پر اثر انداز ہوتا ہے۔کون کون سے معاشی مسائل ہیں اور انہیں کیسے حل کیا جائے، ایک فلاحی ریاست کیسے قائم ہوگی؟ ان سارے سوالوں کی بحث سماجی علوم کی نصاب میں شامل کی جاتی ہے اور اس جیسے مسائل کو حل کرنے میں یہ مضمون مددگار ثابت ہوتا ہے۔

یہ اس کورس کی آٹھویں اکائی ہے۔اس اکائی میں ہم نصاب کا تصور اور نوعیت، (Concept and Nature) نصاب (curriculum) اور درسیات میں فرق، تدوین نصاب، تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل پر بحث کریں گے۔اس اکائی میں سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول، سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کے طرز رسائی پر بحث ہوگی۔ریاستی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ پر بحث کی جائے گی۔

3.2 مقاصد(Objectives)

اس اکائی کا مطالعہ کے بعد طلبہ اس لائق ہو جائیں گے کہ:

- ☆ نصاب کا مفہوم بیان کرسکیں۔
- ☆ نصاب اور درسیات میں فرق کرسکیں۔
- ☆ سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول بیان کرسکیں۔
- ☆ سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کے مختلف طرز رسائی(Approach) کو بیان کرسکیں۔
- ☆ سماجی علوم کی درسی کتابوں کی خصوصیات بیان کرسکیں۔
- ☆ صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ کی وضاحت کرسکیں۔

3.3 نصاب(Curriculum)

یہ حقیقت ہے کہ انسان نے اپنی ترقی کے لیے مختلف نظام قائم کیے۔ان میں سے ایک نظام تعلیم ہے۔نظام تعلیم میں طرح طرح کے پیچیدہ مسائل سے نمٹنے کے لیے مختلف قسم کے طریقہ کار کا تعین کیا جاتا ہے۔تا کہ تمام مشکلات کا ازالہ کر کے متعینہ ہدف کو حاصل کیا جا سکے۔متعینہ ہدف ونظام تعلیم وتدریس میں تجربات کے بنیاد پر طلباء کی زندگی کے ہر پہلو سے وابسطہ ان کی شخصیت کو متوازن طور پر اجاگر کرنے کے لیے ان کی ذہنی (mental) جسمانی(Physical) اور اخلاقی(Moral) تربیت کے لیے ان کی دلچسپیوں، صلاحیتوں اور رجحانات کا خیال رکھ کر تعلیمی قواعد وضوابط کی روشنی میں جو بامقصد منصوبہ بند راستہ اختیار کیا جاتا ہے حرف عام میں اسے تدریسی نصاب (Curriculum) کہا جاتا ہے۔

3.3.1 تصوراورنوعیت (The concept and nature)

انگریزی میں Curriculum کی جو اصطلاح استعمال کی جاتی ہے وہ دراصل لاطینی زبان کے لفظ Currere سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم ہے دوڑنا یا گھوڑ دوڑ کے میدان کے ہیں جس میں قدیم رومن اپنے رتھوں کی دوڑ کیا کرتے تھے۔فن تعلیم میں اکثر اس کے معنی کم وبیش نصاب تعلیم کے لیے جاتے ہیں۔اس طرح نصاب تعلیم کا لفظی مطلب ہے ایک راستہ جس پر چل کر طالب علم تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرتا ہے۔یہ تعلیمی عمل کا اہم ترین حصہ ہے۔اس کے ذریعے اسکول میں تعلیمی سرگرمیوں کو منظّم کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔محدود معنی میں نصاب تعلیم کا مطلب نصاب مضامین یا درسیات ہے۔جس میں مختلف مضامین کے حدود کا تعین کیا جاتا ہے لیکن وسیع معنوں میں نصاب تعلیم سے مراد ان سبھی تجربات سے ہے جنہیں طالب علم اپنی دلچسپیوں اور ضروریات کے مطابق مختلف مشاغل کے ذریعے کلاس کے اندر یا کلاس کے باہر حاصل کرتا رہتا ہے اور جن سے تعلیم کے مقاصد کا حصول ہوتا رہتا ہے۔سکنڈری ایجوکیشن کمیشن (Secondary Eduacation Commission) 1950 نے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جدید تعلیم کے خیالات کے مدنظر نصاب تعلیم کا مطلب اسکول میں تعلیمی مضامین کی روایتی تدریس ہی نہیں ہے بلکہ اس میں ان سبھی تجربات کو شامل کرنے کی سفارش کی گئی ہے جو کہ طلباء کو اسکول میں، کلاس روم میں، لائبریری میں، تجربہ گاہ میں، ورکشاپ میں، کھیل کے میدانوں میں، اساتذہ اور طلباء کے غیر رسمی میل ملاپ اور متعدد سرگرمیوں کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں۔اس طرح دیکھیں تو اسکول کا پورا ماحول تعلیمی نصاب بن جاتا ہے جو کہ طلباء کی زندگی کے ہر پہلو سے رابطہ رکھتا ہے اور اس کی شخصیت کو متوازن طریقہ پر اجاگر کرنے میں مدد کرتا ہے۔اس طرح نصاب تعلیم کو ان سارے با مقصد منصوبہ بند تعلیمی تجربوں کا ایک مجموعہ سمجھنا چاہیے جو اسکول بچوں کو مہیا کرتا ہے۔اس لحاظ سے نصاب تعلیم میں تعلیم کے درج ذیل نکات شامل ہوتے ہیں۔

1۔ ایک خاص مرحلہ پر ایک خاص درجہ میں تعلیم کے عمومی مقاصد
2۔ درس اور مطالعہ کے لیے وقت کا تعین
3۔ پڑھنے پڑھانے کے تجربات
4۔ پڑھائی کے لیے امدادی سامان (Teacing Aids)

نصاب تعلیم میں ہمارے طریق زندگی اور کلچر سبھی اہم پہلوؤں کو شامل کیا جاتا ہے۔کسی ملک کے نصاب تعلیم میں اس ملک کے مزاج کے ساتھ ساتھ اس کے اہم مقاصد کی جھلک نظر آتی ہے۔تعلیمی کمیشن 66-1964 کے مطابق جب ہمارے دستور میں جن اقدار کو قابل احترام قرار دیا گیا ہے وہ اپنے ابھرتے ہوئے سماج کی نشاندہی کرتی ہے جو رنگا رنگ ہو اور وسیع النظری پر منحصر کرتی ہے۔یہ اقدار ایک ایسی ریاست کے وجود کی طرف اشارہ کرتی ہے۔جو سیکولر، جمہوری اور شوسلسٹ مزاج رکھتی ہو۔اسکول کے نصاب تعلیم میں من جملہ ساخت، مواد، مطلوبہ طریقہ کار بلکہ نصاب کی پوری ترتیب و تنظیم میں ان اقدار کی جھلک ہونی چاہیے۔

مختلف ماہرین نے نصاب کی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے:

ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:۔

According to Cunningham "Curriculum is a tool in the hand of an artist (teacher) to mould his materials (student) according to his ideal (objectives) in his studio (school)".

کنگھم کے مطابق نصاب فنکار یعنی استاد کے ہاتھ میں ایک آلہ ہے جس سے اپنے ساز وسامان یعنی طلبا کو اپنے تصورات یعنی مقاصد کے مطابق اپنے اسٹوڈیو یعنی اسکول میں ڈھالتا ہے۔

According to Anon "The curruculum is the sum of the activities that go on the environment "

انن کے مطابق نصاب ماحول میں ہونے والی سرگرمیوں کا مجموعہ ہے۔

According to Munroe "Curriculum includes all those activities which are utilised by the school to obtain the aims of education".

منرو کے مطابق تعلیم کے نصاب میں وہ سب سرگرمیاں شامل ہیں جن کا ہم تعلیم کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اسکول میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔

نصاب میں وہ سبھی چیزیں شامل ہیں جو طلباء ان کے والدین اور اساتذہ کی زندگیوں سے ہوکر گذرتی ہیں۔نصاب ان سبھی چیزوں میں سے نہیں ہے جو سیکھنے والوں کو کام کرنے کے اوقات میں گھیرے رہتی ہے۔صحیح معنوں میں نصاب کو حرکتی ماحول کہا جانا چاہیے۔(Casewell)

مذکورہ بالا تعریفات سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ نصاب صرف اسکول میں مواد کی تدریس کو ہی نہیں کہتے بلکہ اسکول کے منصوبہ بند سبھی سرگرمیوں اور تجربوں کو اس میں شامل کیا جاتا ہے جو کہ طلباء کے اندر کردار کی تبدیلیاں لانے میں مددگار معاون ثابت ہوتی ہیں اور نصاب تعلیم کی مندرجہ ذیل ماہیت کو واضح کرتی ہیں۔

1۔ تعلیمی نصاب میں سماجی ورثے کا منتخب حصہ شامل ہوتا ہے۔

2۔ تعلیمی نصاب میں منظّم قابل فہم اور با مقصد معلومات اور تجربات کے منتخب حصے شامل ہوتے ہیں۔

3۔ تعلیمی نصاب میں سماج کی تہذیب کے ان ہی پہلوؤں کو شامل کیا جاتا ہے جو کہ موجودہ سماج کی حفاظت اور بقا کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔

4۔ تعلیمی نصاب ایک عمل ہے اور مسلسل تغیر پذیر عمل کا حامل ہے۔یعنی اس میں حسب ضرورت تبدیلی کی جاتی ہے۔

5۔ سماجی تبدیلی کے ساتھ ساتھ نصاب تعلیم میں بھی تبدیلی ہونی چاہیے۔

3.3.2 نصاب اور درسیات میں فرق (Difference Between Curriculum and Syllabus)

عام طور سے نصاب اور درسیات دونوں الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ان دونوں کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ پہلا بڑا فرق تو یہی ہے کہ نصاب کے ماتحت درسیات آتا ہے۔درسیات کا مطلب ہے تدریس مفہوم کا خاکہ جو کسی کلاس کے لیے متعین کیا گیا ہو۔مثال کے طور پر ثانوی سطح پر ریاضی کے مضمون میں کن کن عنوان کو کتنی مواد پڑھانے کے لیے رکھا گیا ہے جس کی بنیاد پر امتحان میں سوال پوچھے جائیں گے۔استاد انہیں عنوان کو پڑھا کر طالب علم کو امتحان کے لیے تیار کرتا ہے اسے ریاضی کا درسیات کہتے ہیں۔

درسیات کا رشتہ طلبا کے وقوفی نشو ونما سے ہے جس سے بچے کو درسی مواد کا علم ہوتا ہے۔لیکن نصاب کا تعلق بچہ کی پوری نشو ونما سے ہے جس کے اندر وقوفی (cognative)، نفسی حرکی (Dynamic)، جسمانی (Physical) اور سماجی (social) نشونما کو شامل کیا جاتا ہے۔اسکول کے اندر

تدریسی سرگرمیوں کا تعلق وقوفی معلومات سے ہے۔کھیل کود اور جسمانی تربیت کا تعلق جسمانی بالیدگی سے ہوتا ہے۔اور دیگر سرگرمیاں جیسے کوئی پروگرام کرنا مثلاً تہذیبی پروگرام جس کا مقصد تہذیبی اور سماجی خوبیوں کی نشو ونما کرنا ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نصاب میں وہ سبھی چیزیں شامل ہیں جن کا تعلق طلباء کے تجربے سے ہے۔

3.3.3 تدوین نصاب (Curriculum Development)

تدوین نصاب کا مفہوم مسلسل چلنے والا عمل ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔آغاز کہاں سے ہوتا ہے اس کا بھی علم نہیں اور ختم کہاں ہوگا اس کی خبر نہیں۔تدریس کی ضرورت کی جانکاری طلباء کی کامیابی سے ہوسکتی ہے۔طلبا کے لیے اس کامیابی کو اساتذہ بھی حاصل کرانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔جانچ کے ذریعے یہ بھی علم ہوجاتا ہے کہ کس حد تک مقاصد حاصل ہوتے ہیں اور طلبا میں ہونے والی تبدیلیاں کتنی حد تک ہوسکیں، اسی کو نصاب کہتے ہیں۔نصاب کا اصل مقصد بچوں کی نشو ونما کرنی ہے۔اس لیے نصاب اس طرح ہونا چاہیے کہ بچوں میں کرداری تبدیلیاں ہوسکیں۔یہ عمل مسلسل چلنے والا مانا جاتا ہے۔نصاب کے خاص ستون چار ہی مانے جاتے ہیں۔

1۔ تدریسی مقاصد (Teaching Objective)

2۔ مواد اور طریقہ درس (Content and Teaching Methods)

3۔ تعین قدر (Evaluation)

4۔ بازرسائی (Feed Back)

اب مذکورہ بالا عناصر کا الگ الگ ہم تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

(1) تدریسی مقاصد (Teaching Objective)

تین طرح (وقوفی، تاثراتی اور نفسی حرکی) کے مقاصد لیے گئے ہیں جن میں بلوم اور ان کے ساتھیوں نے تمام تعلیمی مقاصد کو درجہ بند کیا ہے۔ان کا تعلق طالب علم کے سمجھ، صلاحیتوں اور اقدار سے ہے جن کی نشو نما سے ہی طالب علم کی ہمہ جہت نشو نما ممکن ہوتی ہے۔اور سہ آموزش تجربہ کا استعمال ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

(2) تدریسی مواد اور طریقہ تدریس (Teaching Contents and Methods of Teaching)

تدریسی مواد نصاب کا اہم جز ہے۔تدریسی مواد بچوں کی ذہنی عمر اور جسمانی صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر جماعت کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔تدریسی مواد کی بنیاد پر طریقہ تدریس کا تعین کیا جاتا ہے اور اس طریقہ تدریس کی بنیاد پر ہی طلباء میں کرداری (Behavioral) تبدیلیاں پیدا کی جاتی ہیں اور حصول مقاصد بھی ہوتا ہے۔

(3) تعین قدر (Evaluation)

مقصد کا حصول کہاں تک ہو پاتا ہے اس کو پرکھنے کے لیے تعین قدر کی جاتی ہے اس کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مواد اور طریقہ تدریس جو کچھ بھی استعمال کی گئی ہو کہاں تک کامیاب ہوسکی اور اس مقصد کو کہاں تک حاصل ہوسکا۔

(4) بازرسائی (Feedback)

تعین قدر کے ذریعے ہی استاد اور طلباء کو بازرسائی حاصل ہوسکتی ہے۔اور نصاب کو بہتر بنانے کے لیے ایک سمت حاصل کی جاسکتی ہے۔

اس کی روشنی میں نصاب پھر سے بنایا جاسکتا ہے اور تدریسی مقاصد پر بھی غور وفکر کی جاتی ہے اور پھر نصاب کو دھیان میں رکھتے ہوئے طریقہ تدریس میں تبدیلی لائی جاتی ہے تاکہ مقاصد کو حاصل کیا جاسکے۔

تدوین نصاب کے مقاصد: تعلیمی عمل کے تین اجزا ہیں:

(1) استاد

(2) طلبا

(3) نصاب

تدریس میں نصاب اور طلبا کے بیچ باہم دیگر عمل نصاب کے ذریعے طے پاتا ہے۔اس طرح نصاب تدریسی سرگرمیاں کو ایک رخ مہیا کرتا ہے۔ان تینوں کے جزو کے باہم تعامل کے ذریعے طلبا کی نشو ونما کی جاتی ہے۔نصاب کی تدوین ان تینوں اجزاء کی کافی اہمیت ہے۔

ماہر تعلیم بلوم (Bloom) اور اس کے ساتھیوں نے تمام تر تدریسی مقاصد تین درجات میں درجہ بند کیا ہے، جو درج ذیل ہیں:

(1) وقوفی مقاصد (Cognative Objective)

(2) تاثراتی مقاصد (Affective Objective)

(3) نفسی حرکی مقاصد (Psychomotor Objective)

بلوم کا کہنا ہے کہ تعلیمی عمل تین بنیادی ستونوں پر قائم ہے۔

(1) تدریسی مقاصد (2) آموزشی تجربات (3) اندازۂ قدر کا طریقہ کار

نصاب کے خاص مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

(1) نصاب طلبا کی نشو ونما کے لیے وسائل کو مہیا کرتا ہے۔جس کی مدد سے تدریسی کام کو انجام دیتا ہے۔

(2) نصاب انسان تجربات کو شامل کر کے تہذیب وتمدن کو مشتمل کرتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔

(3) نصاب طلبا میں دوستانہ، ایمانداری وضبط واشتراک، متحمل، ہمدردی وغیرہ خوبیوں کو بڑھاوا دے کر اخلاق وسیرت کی بنیاد ڈالتا ہے۔

(4) نصاب بچوں میں سوچنے کی صلاحیت (Capacity of Thinking)، دانشمندی (Wisdom) استدلال (Reasoning) اور دیگر دماغی صلاحیتوں (Other Mental Abilities) کی ترقی میں مدد کرتا ہے۔

(5) نصاب سے طلبا کے نشو ونما کے مختلف مرحلوں سے متعلق سبھی ضروریات جیسے رویہ، دلچسپی اقدار اور تخلیقی قابلیت کی نشو ونما کرتا ہے۔

(6) نصاب سماجی اور طبعی ماحول کی سمجھ کراتا ہے۔

(7) نصاب طلباء میں مذاہب نئے اقدار اور رسوم ورواج وغیرہ کا عقیدہ اور احساسات کی نشو ونما کراتا ہے۔

(8) نصاب جمہوری زندگی گزارنے میں مدد کرتا ہے۔

(9) نصاب علم اور تحقیق کی حدود کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔

(10) نصاب کے ذریعے تدریسی سرگرمیوں، معلم اور طلباء کے درمیان باہم تعلق قائم کر بچوں کو ترقی دیتا ہے۔

3.3.4 تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل (Factors inflencing Curriculum Development)

تعلیمی عمل استاد کے ذریعے پائے تکمیل تک پہنچتی ہے۔ معلم اپنی سرگرمیوں کا منصوبہ کلاس کی تدریس کے لیے تیار کرتا ہے۔ اس کے خاص تین اجزا ہیں۔ (1) مقاصد (2) مواد (3) اور طریقہ تدریس

نصاب کی تدوین میں مواد اور طریقہ تدریس کو اہمیت دی جاتی ہے۔ مواد اور طریقہ تدریس کا منصوبہ مقاصد کو دھیان میں رکھ کر کیا جاتا ہے۔ ایک مواد سے کئی مقاصد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن آموزشی مقاصد حالات کو سامنے رکھ کر بنائے جاتے ہیں اور مخصوص مقاصد کے لیے مخصوص ماحول کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔ تدریسی اور آموزشی سرگرمیاں نصاب کے ہی اجزاء مانے جاتے ہیں۔

اس طرح نصاب کے چار بنیادی اجزاء ہیں۔

(1) مقاصد (Objectives) (2) مواد یا مضمون (Subject or materials)

(3) تدریسی حکمت عملیاں (Teaching) (4) تعین قدر (Evaluation)

مذکورہ چاروں اجزا ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔

(1) مقاصد (Objectives): طلبا کی عمر، دلچسپیوں اور رجحانات کو پیش نظر رکھ کر چند مخصوص مقاصد کے تحت نصاب کی تشکیل کی جاتی ہے۔ مذکورہ مقاصد طلباء کی ذہنی، جسمانی، تعلیمی سطح اور فلسفیانہ نظریات کے لحاظ سے طے کئے گئے ہیں۔ یہ مقاصد طلباء کے کردار اور عمل میں واقع ہونے والے فائدوں کا اشاریہ ہوتے ہیں اور مقاصد برتاوی انداز میں لکھے جاتے ہیں۔

(2) مضامین یا مواد (Subject or Materials): کسی بھی مضمون کا مواد کافی وسیع ہوتا ہے۔ اس لیے اسے کئی حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور برتاوی انداز والے مواد اس بنیاد پر لکھے جاتے ہیں۔ اس لیے نصابی مقاصد کی تکمیل کے لیے مختلف مضامین کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ جس سے طلبا کی دلچسپی اور ہمہ جہت ترقی ہو سکتی ہے۔ مضمون کا انتخاب کرتے وقت سماجی ضروریات اور طلبا کی دلچسپی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

(3) تدریسی حکمت عملی (Teaching Strategies): تعلیمی تجربات میں معلم کی تدریسی سرگرمیاں اور طلباء کی اکتسابی سرگرمیاں شامل ہیں۔ مضامین کا انتخاب کرتے وقت طے کر لیا جاتا ہے کہ طلباء کو کیا اور کس طرح پڑھایا جاتا ہے۔ تدریسی حکمت عملیاں اسکول کے اندر اور باہر دونوں جگہ اختیار کی جاتی ہیں۔ اس کا خلاصہ اس طرح ہے۔

(1) اس میں نصاب کے اس حصہ کو تعلیمی پروگرام میں شامل کیا جاتا ہے جس میں معلمین کی ضروریات نہیں ہوتی۔

(2) اس میں معلم طلبا اور نصاب تینوں کے درمیان باہمی ربط ہوتا ہے۔

(4) تعین قدر (Evaluation)

مقصد کا حصول کہاں تک ہو پاتا ہے اس کو پرکھنے کے لیے تعین قدر کی جاتی ہے۔ اس کے ذریعے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مواد اور طریقہ تدریس جو کچھ بھی استعمال کیے گیے ہیں وہ کہاں تک کامیاب ہو سکے اور اس مقصد کو کہاں تک حاصل کر سکے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your Progress)

.1۔ نصاب کے معنی اور مفہوم لکھیے۔

2۔ نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل کی نشاندہی کیجیے۔

3.4 سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول سماجی مطالعہ کے حوالے سے

(Principals of Curriculum Construction with Reference to Social Studies)

سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے اصول:

سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ مختلف مضمون جیسے شہریت، تاریخ، جغرافیہ اور معاشیات وغیرہ کو اس طرح شامل کرنا ہوتا ہے کہ سماجی علوم کے تدریسی مقاصد حاصل ہوسکیں۔ علم میں اضافہ اور مقررہ وقت میں پڑھانے کی پابندی نے سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کو اور مشکل کردیا ہے۔ نئے کورسوں کو وضع کرنے کے لیے بنیادی طور سے دو طرح کے رویے اپنائے جاتے ہیں۔ پہلا رویہ مقاصد پر منحصر ہے۔

دوسرے طرح کے رویے میں اس بات کو فوقیت دی جاتی ہے کہ کس طرح کا مواد مفید ہے اور پھر اس کا تعین کیا جاتا ہے کہ اس مواد کی تدریس میں کون سے عام مقاصد حاصل ہوں گے اور اس طرح کے مقاصد کے حصول کے لیے کون سے تجربات فراہم کرنا چاہیے۔ اول الذکر رویے کے بجائے آخر الذکر رویہ کو اس لیے اپنایا جاتا ہے کہ ان کرداری مقاصد کی شناخت یا نشان دہی کرنا بہت مشکل ہوتا ہے جو کہ ان سبھی نتائج کو واضح کردیں جو کہ نصاب تعلیم سے حاصل ہوں گے جنہیں اول الذکر رویہ کا تقاضہ ہے۔

مگر موجودہ دور میں اول الذکر رویہ کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور زیادہ تر نصاب تعلیم میں اسی رویہ کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ سماج اور بچے کی فطرت اور ضروریات کو دھیان میں رکھتے ہوئے سماجی علوم کا متوازی نصاب بنانا چاہیے جس سے کہ سماجی علوم کی تدریس کے تقاضے پورے ہوسکیں۔ ذیل میں سماجی علوم کا نصاب کے چند اصول دیے گیے ہیں۔

(1) افادیت یا فائدہ مندی کا اصول (Principle of Advantage)

نصاب کی تدوین کا ایک اہم اصول یہ ہونا چاہیے کہ اس میں جن چیزوں کو جگہ دی جائے وہ طلباء کے مستقبل کو روشن اور کامیاب بنانے میں معاون ہوں۔ نصاب میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے بچہ کو آگے چل کر کوئی فائدہ نہ ہو اس لیے نصاب تیار کرتے وقت طلباء کی افادیت کو دھیان میں رکھنا چاہیے۔

(2) دلچسپی کا اصول (Principle of Interest)

سماجی علوم کے نصاب کو مرتب کرنے میں طلباء کے پیدائشی رجحانات (Basic aptitude)، دلچسپیوں (Interest) اور

صلاحیتوں(Abilities) کو دھیان میں رکھنا چاہیے۔

(3) شغل مرکوزیت کا اصول (Principle of Profession)

سماجی علوم کے مواد کو شغل کے بنیاد پر منتخب کرنا چاہیے۔ بچہ چیزوں کو زیادہ اچھی طرح سیکھ سکتا ہے اس طرح سے حاصل کیا ہوا علم مستحکم اور متوازن ہوتا ہے۔ تجربہ سیکھنے کی کنجی ہے۔ تجربہ صورت حال کا براہ راست علم مہیا کرتا ہے۔ سماجی علوم کو سماجی سرگرمیوں کے ذریعے متعارف کرانا چاہیے اور اسے احتیاط کے ساتھ ترتیب دی گئی سرگرمیوں اور مشاہدہ کے ذریعے پڑھانا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تین H کو جگہ ملنی چاہیے۔ ہاتھ (Hand) سر (Head) اور دل (Heart)۔

(4) حیات مرکوزیت کا اصول(Life Centered Principle)

اس اصول کے مطابق تدریسی نصاب کو زندگی سے گہرا تعلق ہونا چاہیے اور نصاب کو اس زندگی کی اہم خصوصیات بیان کرنی چاہیے۔ اس اصول کے بہ موجب سماجی زندگی سے متعلق ان ہی واقعات کا انتخاب کرنا چاہیے جو براہ راست طالب علم کو معاشی اور سماجی زندگی کو سمجھنے میں مدد کر سکیں۔

(5) ضرورت مرکوزیت کا اصول(Need Centered Principle)

سماجی علوم کا نصاب لوگوں کی ضرورتوں سے متعلق ہونا چاہیے اور اسے ایک وسیلہ بنانا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے سماجی علوم کے نصاب کا قومی یکجہتی، سماجی انصاف، پیداوار صلاحیت نئے تقاضوں سے سماج کی مطابقت اور توازن اور روحانی اقدار سے تعلق پیدا کیا جانا ضروری ہے۔

(6) سیکھنے کے عمل کا اصول(Principle of Learning Process

سماجی علوم کا نصاب اس طرح سے تشکیل کیا جانا چاہیے کہ پڑھانے کے ایسے طریقے استعمال کیے جا سکیں کہ طلباء کو نہ صرف اسکول میں بلکہ اسکول سے باہر بھی اپنے آپ سیکھنے کی ترغیب حاصل ہو۔ جیسا کہ UNESCO کی رپورٹ میں سیکھنے اور خاص طور سے خود سیکھنے کے عمل کے بارے میں تجویز کیا چکا ہے۔ سیکھنے سکھانے کی صورتحال کو اس طرح ترتیب دینا چاہیے کہ اس سے بچے کو ایسا محسوس ہو کہ وہ بذات خود اپنے مسئلوں کو حل کر رہا ہے۔

(7) لچک کا اصول (Principle of Flaxibility)

نصاب میں لچک کی ضرورت اس لیے ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ سبھی چیزوں میں تبدیلی آتی ہے۔ اسے طلبا کی دلچسپیوں اور ضروریات کے ساتھ ساتھ جدیدیت کے مطابق بنایا جانا چاہیے۔ وقت کے ساتھ ساتھ سبھی چیزوں میں تبدیلی آتی ہے۔ نصاب میں نئی چیزوں کو شامل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ نصاب میں لچک ہو اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ تبدیلی لائی جا سکے۔

(8) انفرادیت کا اصول (Principle of Individuality)

انفرادی امتیازات ایک نفسیاتی حقیقت ہے۔ ایک خاندان میں پیدا ہونے والے اور ایک ساتھ پرورش پانے والے دو بھائی بھی ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ان کی پسند و ناپسند اور دلچسپیاں جداگانہ ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں ہم اس بات کا تصور نہیں کر سکتے کہ ملک کے کروڑوں بچوں میں کس درجہ کے امتیازی تفریق ہوں گے۔ ایک نفسیاتی حقیقت یہ بھی ہے کہ مخصوص عمر کے بچوں کی ضروریات اور دلچسپیاں یکساں نہیں ہوتی ہیں۔ اس لیے نصاب تیار کرتے وقت اس طرح کے اختلافی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے اکتسابی تجربات کا تعین کر کے سرگرمیوں اور پروگراموں کا انتخاب کیا جانا چاہیے۔

(9) پختگی کا اصول (Principle of Maturation)

کسی بھی چیز کوخواہ علم ہو یا ہنر، سیکھنے کے لیے جسم اور ذہن کا آمادہ ہونا ضروری ہے۔جسمانی اور ذہنی آمادگی کا تعلق پختگی سے ہے۔اس لیے نصاب تیار کرتے وقت، ذہن اور اعضا کی پختگی کا خیال رکھنا چاہیے۔

(10) ربط کا اصول (Principle of Relationship)

سماجی علوم کے مواد کو اس طرح منظّم کرنا چاہیے کہ اس مواد کا دوسرے مضامین سے ربط قائم ہو جائے۔یعنی کسی موضوع کا مطالعہ کرتے وقت اس تمام متعلقہ مواد سے مدد لینی چاہیے جو موضوع زیرِ غور ہو واضح طور پر سمجھنے میں معاون ہو سکتا ہے۔ثانوی مرحلہ تک سماجی علوم کا مربوط نصاب ہی ترتیب دینا چاہیے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progress)

1۔ سماجی علوم کی تدوین نصاب کے اصول بیان کریں۔

____

____

3.5 سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کی طرز رسائی (Approaches of Organising Social Studies)

کسی بھی مضمون کی تدریس کے لیے نصاب کو منتخب کرنے کے بعد اس کو منظّم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔نصاب کی تنظیم ان مقاصد پر منحصر ہوتی ہے جو تعلیم کے ذریعے تعین کئے جاتے ہیں۔آج ایک معلم کے سامنے سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ نصاب کی تنظیم کس طرح کریں تا کہ تدریس بہتر ہو سکے اور طلباء کو اس سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔

سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کے لیے کئی طرح کے طریقے اور طرز رسائی آزمائے جا چکے ہیں۔ان میں سے ہر ایک میں کچھ نہ کچھ خامیاں ہیں اور کچھ خاصیتیں بھی ہیں۔یہ ٹیچر کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلباء کی ضرویات ان کی عمر وسطح اور اس کے ساتھ ساتھ سماجی قومی اور بین الاقوامی ضرورت کے مطابق اغراض ومقاصد کے حصول کو یقینی بنائیں۔

کسی واحد اور بے لچک انداز سے نصاب کے تنظیم کرنے کی وجہ سے مذکورہ مقاصد کے حصول میں عدم توازن پیدا ہو جاتا ہے۔اس حصہ میں سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم مختلف اور متبادل طرز رسائی کے انتخاب کے کلیدی نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ طرز رسائی مندرجہ ذیل ہیں:

3.5.1 ہم مرکز طرز رسائی (Concentric Approach)

ہم مرکز طرز رسائی پر منحصر تنظیم میں پرائمری سطح پر طلباء میں عام سوچ کی نشو ونما کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور طلباء کے ذہنی نشو ونما کے ساتھ ساتھ ان کے عام معلومات کو وسیع شکل دی جاتی ہے۔تجربات اور مشاہدے سے ٹھوس اور پائیدار آموزش حاصل ہوتی ہے۔شہریت اور سماجیات کے مطالعے میں تسلسل قائم رہتا ہے۔جب طلباء ثانوی تعلیم پوری کرنے کی حالت میں پہنچتے ہیں تو ان کے حاصل شدہ ٹھوس تصورات بہتر ہو کر وسیع طرز رسائی کو چھونے لگتے ہیں اور اس میں ایک واضح سمجھ کی نشو ونما ہونے لگتی ہے۔اس طرز رسائی میں تدریسی مواد کو ہر ایک تعلیمی سطح پر پوری طرح لیا جاتا

ہےاور یہی مواد چھوٹے چھوٹے مختلف سطحوں پر ترقی کرتی رہتی ہے۔مثلاً آزادی کی لڑائی کا علم طلباء کو پرائمری سطح سے دینا شروع کیا جاتا ہے۔سب سے پہلے انہیں اس لڑائی سے متعلق حادثات کا علم دیا جاتا ہے۔ثانوی سطح تک پہنچتے پہنچتے آزادی کی لڑائی کی کوششوں کو سمجھنے لگتے ہیں۔وہ اپنے ملک کی آزادی کی لڑائی کا دوسرے ملک کی آزادی کی لڑائی سے موازنہ کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں۔اس طرح علم تو وہی رہتا ہے لیکن اس کا دائرہ وسیع ہوجاتا ہے۔

ہم مرکز طرز رسائی کی افادی (Merits of Concentric Approach)

(1) پرائمری سطح سے ثانوی سطح تک مواد مضمون کے لگاتار آموزش میں مدد۔

(2) نفسیاتی اصول سادہ سے پیچیدہ کی طرف پر منحصر

(3) معلوم سے غیر معلوم کی طرف بڑھنا آسان۔

(4) مہارت کے لیے بنیاد بنانا۔

(5) طلباء میں بچپن سے سماجی علوم کے لیے دلچسپی پیدا کرتی ہے۔

3.5.2 چکردار طرز رسائی (Spiral Approach)

سماجی علوم کے مطالعے کی تدریس میں مختلف طرز رسائی کا استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں انسان کے متعلق سبھی طرح کی جانکاری دی جاتی ہے۔سماجی علوم کا نصاب زیادہ مشکل ہے۔ ہرایک طرز رسائی میں مختلف حصوں کو اپنے طریقہ سے مواد کا مطالعہ اور تدریس کی شکل میں پیش کیا ہے۔لیکن سماجی علوم کا مطالعہ تدریس کا خاص مقصد انسانی ترقی کو سمجھانا ہے۔میتھلی شرن گپت نے اپنی کتاب ''بھارت بھارتی'' میں لکھا ہے۔ہم کیا تھے، کیا ہوگئے اور کیا ہوں گے سبھی آؤ سب مل کر سوچیں۔ یہ بیان سماجی علوم کے مواد، مطالعہ اور تدریس کے حصوں کو دکھاتا ہے۔ یہ جملہ انسانی ترقی اور مستقبل کے منصوبہ کا راستہ دکھاتا ہے۔ ماضی کی بنیاد پر حال کو سمجھیں اور مستقبل کے لیے منصوبہ بنائیں۔انسانوں کی ترقی میں معاشی ترقی اس میں جغرافیائی حالتوں اور انتظامیہ کا دین سمجھیں۔تاریخ میں حالات اور واقعات کی جانکاری حاصل نہیں ہے۔ پھر بھی اس زمانہ میں معاشی اور سماجی ترقی جغرافیائی حالات اور انتظامی امور کے نظام کو کس طرح متاثر کیا۔اس طرح کے مطالعے کے طرز رسائی کو چکردار طرز رسائی کا نام دیا جاتا ہے۔

سماجی علوم میں کسی زمانہ کا تاریخی مطالعہ اس طرح کیا جائے کہ اس زمانہ کے آغاز کے معاشی، سماجی ترقی کی کیسی حالت تھی اور وقت کی تبدیلی کے مطابق جغرافیائی حالات، سیاسی سرگرمیاں اور نظام نے کس طرح اثر ڈالا۔انسانی ترقی میں معاشی، سیاسی، جغرافیائی اور سیاسی حالات اثر ڈالتی رہی ہے اس طرح کے مطالعے کو چکردار طرز رسائی کہتے ہیں۔

چکردار طرز رسائی کے اصول (Principle of Spiral Approach)

1۔ مواد کے اقدار کا علم کرانا۔

2۔ سماجی علوم کی افادیت کا علم دینا۔

3۔ معاشی اور سماجی ترقی میں جغرافیائی نظام کا علم دینا۔

4۔ زمانہ کے مطابق معاشی و سماجی ترقی کا علم کرانا۔

5۔ سماجی ترقی وتبدیلی کا علم مخصوص طریقہ سے کرانا

چکردار طرز رسائی کے فوائد (Advantages Spiral Approach)

1۔ اس طرز رسائی میں دوسرے طرز رسائی جیسے ارتباط، مربوط طرز رسائی کو شامل کرتے ہیں۔

2۔ سماجی علوم میں اس کے مختلف اجزا کی کارکردگی اور افادیت کا علم ہوتا ہے۔

3۔ اس طرز رسائی کو تاریخ پر مرکوز مانتے ہیں۔

4۔ سماجی علوم کے خاص ہدایات کے مطابق تدریس کا منصوبہ تیار کیا جاتا ہے اور سلسلہ وار ترقی پر زور دیا جاتا ہے۔

5۔ اس سے سماجی علوم کے مخصوص مقاصد کی حصولیابی کی جاسکتی ہے۔

6۔ سماجی علوم کا خاص مرکز انسان ہے۔ اس ماضی، حال اور مستقبل کی پیشن گوئی سے متعلق نصاب اور تدریس کا منصوبہ بنایا جاتا ہے۔

چکردار طرز رسائی کے حدود (Limitations of Spiral Approach)

چکردار طرز رسائی کے حدود مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ چکردار طرز رسائی کافی مشکل ہے۔

2۔ سبھی اساتذہ اس کا استعمال نہیں کرسکتے ہیں۔

3۔ طلباء کو اس طرز رسائی کے ذریعے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

4۔ اس طرز رسائی کی حکمت عملی وسیلے سے نہیں ہے۔

3.5.3 تاریخ وار طرز رسائی (Topical Approach)

تدریس اور نصاب کے نظریے سے دو تصور وابستہ ہیں:

پہلا تدریس اور نصاب تاریخ وار ہی ہونا چاہیے۔ دوسرا تدریس نصاب طرز رسائی کے سلسلہ کے مطابق کی جائے۔ لیکن تدریس کے نظریہ سے دونوں کو الگ الگ شکل میں استعمال کرنا ممکن نہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ دونوں کو ضم کردیا جائے۔

تدریسی اصول (Teaching Method)

1۔ تدریس اور نصاب کے انتخاب میں طلباء کی دلچسپیوں اور قابلیت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

2۔ طلبا کی ذہانت کی نشوونما کی بنیاد پر مواد کو مشکل بنایا جاتا ہے۔

3۔ یہ طرز رسائی نفسیات کے اصولوں پر منحصر ہے۔

4۔ طلباء میں مضمون کے لیے دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔

تاریخ وار طرز رسائی کے طریقے (Chronological Approach)

اس میں خاص کر یہ چار طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے:۔

1۔ ٹائم لائن (Time line)

2۔ ٹائم گراف(Time Graph)

3۔ تقابلی ٹائم گراف(Comparative Time Graph)

4۔ ٹائم چارٹ (Time Chart)

1. **ٹائم لائن:(Time line)**

ٹائم لائن تجربہ کی ترقی کو تاریخ وار دیکھنے کے لیے ہے۔ مثلاً ایک صدی کو ایک انچ کے اندر دکھایا جا سکتا ہے۔ ہر ایک انچ کا ایک دسواں حصہ دس سالہ مدت کو دکھائے گی۔ سال کو بائیں طرف لکھتے ہیں اور داہنے طرف طریقہ کو دکھاتے ہیں اور کوئی خاص حادثہ میں لکھا جاتا ہے۔ ٹائم لائن کا استعمال کسی بڑی شخصیت کی زندگی کو بتانے اور دکھانے کے کام آتا ہے۔ اس ٹائم لائن میں زندگی کے خاص واقعات کو پیدائش سے لے کر موت تک کی زندگی کو دکھایا گیا ہے۔ شیواجی کی پیدائش ۱۶۳۰ء میں اور وفات 1680ء میں ہوئی تھی۔ ٹائم لائن کا تاریخ کی تدریس میں خاص اہمیت ہے کیونکہ کم سے کم وقت میں تمام واقعات کو ٹائم لائن کے ذریعے طلبا کو دکھایا جا سکتا ہے۔ جس میں گراف کو سیکھنے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اس سے تدریس دلچسپ اور موثر ہوتا ہے۔

2. **ٹائم گراف (Time Graph)** ٹائم گراف کا استعمال ترقی کو سلسلہ وار دکھانے کے لیے کیا جاتا ہے

3 **تقابلی ٹائم گراف۔(Comparative Time Graph)** ٹائم گراف کے طرح ہی تقابلی ٹائم گراف کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مغل اور مراٹھا دو گراف پر موازنہ کا مطالعہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طرح کا گراف زیادہ تر گراف پیپر پر تیار نہیں کیا جاتا ہے۔

4 ٹائم چارٹ(Time Chart) اس طرح ٹائم چارٹ کا بھی تاریخ وار معاشیات کی تدریس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

3.5.4 **موضوعی طرز رسائی:**(Topical Approach)

موضوعی طرز رسائی نصاب تنظیم کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں مخصوص مضمون سے متعلق مواد جمع کئے جاتے ہیں۔ امریکہ میں اس طرز رسائی کو کافی اہمیت دی گئی ہے۔ اس کے ذریعے تاریخی چیزوں کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اس میں ہندوستانی تاریخ کو کئی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مغل کی حکومت، آزادی کی لڑائی، ۱۹۴۲ء کا ہندوستان چھوڑو تحریک وغیرہ ان میں سے ہر ایک عنوان اپنے آپ میں مختلف اور الگ ہے۔ دوران تدریس معلم ان میں رشتہ قائم کرتا ہے۔ کس عنوان میں کیا کیا شامل ہونا چاہیے۔ موضوعی تنظیم اکثر تاریخی نصاب کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ بہت ساری درسی کتابوں کی تنظیم۔ موضوع کے بنیاد پر ہوتی ہے۔ جس میں کچھ اسباق کو جمع کر کے ایک اکائی کا نام دے دیا جاتا ہے۔ ہر ایک سطح پر بچے کی ذہنی صلاحیت اور دلچسپی کے مطابق موضوع کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

موضوعی طرز رسائی کے فائدے (Advantages of Topical Approach)

(1) تسلسل مہیا کرتا ہے۔

(2) موضوعی مواد کو اہمیت دیتا ہے۔

(3) ہر ایک موضوع کا دوسرے موضوع سے ربط رہتا ہے۔

(4) آموزش کوسادہ اورآسان بناتا ہے۔

(5) معلم کے لیےاثر دار مواد مہیا کرتا ہے۔کیونکہ اس کے ذریعہ سبق کے دشوار مواد کو پڑھانا آسان ہوتا ہے۔

(6) یہ طرز رسائی نفسیاتی ہے کیونکہ اس میں موضوع کا انتخاب طلباء کی دماغی اور ذہنی قابلیت واہلیت کے مطابق ہوتا ہے۔

(7) کسی بھی موضوع کو خواہ وہ ماضی یا حال سے متعلق ہو اس کو تاریخی ،جغرافیائی ،سیاسی ،تہذیبی ،سماجی وغیرہ مختلف طریقوں سے سمجھا جاسکتا ہے۔

(8) یہ سماجی علوم کی تدریس کو بامقصد بناتا ہے۔

(9) سادہ سے عام سے مشکل کی طرف لوٹتا ہے۔

(10) یہ عملی ڈھنگ سے اہم چیزوں کی معلومات فراہم کرتا ہے۔

موضوعی طرز رسائی کے حدود (Limitation of Topical Approach)

(1) موضوعی طرز رسائی ہم مرکزی طرز رسائی کے بہ نسبت زیادہ کارآمد ہے کیونکہ یہ زیادہ نفسیاتی ہے۔ یہ طلباء میں دلچسپی ،حوصلہ افزائی اورنشوونما کرنے میں زیادہ کارگر ہے۔

(2) یہ ایسی سادگی پر منحصر ہے جو طلباء کو دھوکہ میں رکھ دیتی ہے۔

(3) اس پر کوئی ایک رائے نہیں ہے کہ ایک بہتر طرز رسائی میں کیا ہونا چاہیے۔

(4) اس طرز رسائی میں بہتر مطالعہ کے لیے اچھی لائبیری کی ضرورت ہوتی ہے۔جس کی زیادہ تر اسکولوں میں بہت کمی پائی جاتی ہے۔

(5) اس طرز رسائی کے موزوں انتخاب کے لیے اچھے اساتذہ کی کمی پائی جاتی ہے۔

(6) ایک طرز رسائی سبھی نظریے سے پیش کرنا کئی بار طلباء کی دماغی صحت کے مطابق نہیں ہوتا۔

(7) یہ طرز رسائی طلباء میں ہر جگہ تجربہ حاصل کرنے میں مددگار نہیں ہوتا۔

(8) اس کے اندر طلباء کو نئے نئے ایجاد کی جانکاری مہیا نہیں کرائی جاسکتی اور مختلف قسم کی سرگرمیاں شامل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

3.5.5 ارتباطی طرز رسائی (Correlation Approach)

سماجی علوم کے تصورات کی انتہاؤں کے درمیان ایک جانب انفرادی مضامین ہیں تو دوسری جانب بین کلیاتی اور کثیر شعبہ جاتی طرز رسائی کے بہ شمول مربوط طرز رسائی کے بعض دوسرے خیالات بھی پائے جاتے ہیں۔عنوان کے مطابق یہ طرز رسائی انفرادی مضمون کے ساتھ گہری وابستگی کو رد کرتے ہیں۔ بین شعبہ جاتی طرز رسائی ایک یا ایک سے زیادہ علاحدہ مضمون کے شعبوں کو باہم مربوط کرتا ہے۔مثلاً سیاست اور معیشت کو باہم مربوط کرتے ہوئے سیاسی معاشیات بنایا جاسکتا ہے۔ یہ مضمون اپنے اندر دونوں شعبوں کے اہم عناصر کو سموئے ہوئے ہے۔کثیر شعبہ جاتی طرز رسائی کی اصلاح کو اکثر تصوراتی ،حصول معلومات کے طریقوں اور کئی شعبوں سے متعلق تصوراتی اسکیموں سے استفادہ کی کوشش کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔جن کو باہم ایک دوسرے کے ساتھ بحثیت مجموعی اختیار کرنے سے نصاب تیار کرنیوالے کو مدد ملتی ہے۔ان دونوں طرز

رسائی کی اہمیت اس بات پر منحصر ہے کہ انہیں کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔تاریخ جغرافیہ کے نصاب دوسرے مضامین کے زیر اثر نہیں رہیں گے۔ انفرادی طور پر کمرہ جماعت میں اساتذہ کبھی کبھی دیگر شعبہ جاتی معلومات پہونچا سکتے ہیں۔اور نقطۂ نظر کا تعارف بھی کرا سکتے ہیں۔حالانکہ ابھی اس پہلو سے عملی کام کی بہت زیادہ توسیع نہیں ہوئی ہے۔نصاب کے منصوبہ بنانے والوں کی زیادہ توجہ بین کلیاتی اور بین شعبہ جاتی طرز رسائی پر مرکوز رہی ہے۔مثلاً جب بھی آزادی کی تحریک کے بارے میں گفتگو کریں تو یہ تاریخ اور مغربیت کے درمیان ربط پیدا کرنے کا عمل ہوگا۔

علم میں اضافہ کے ساتھ ساتھ انسانوں نے اپنی سہولت کے لیے اس کو حصوں میں منقسم کر دیا ہے۔اور حصوں کو مضمون کا نام دیا گیا۔لیکن مضمون علم کی تقسیم نہیں ہے بلکہ یہ صرف نظریہ کا فرق ہے۔تمام مضامین کا اپنا ایک مقصد اور نظریہ ہوتا ہے۔جن کے حصول کے لیے وہ کوشاں و سرگرداں رہتا ہے۔

دوسری طرف بچے کا دماغ علیحدہ نہیں ہے۔بلکہ یہ ایک ہی ہے اور سبھی مضمون کی جانکاری اسی ایک دماغ کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ ارتباطی طرز رسائی کا خاص مقصد نصاب کو آسان اور دلچسپ بنانا ہے۔طلبا کے ساتھ ساتھ یہ اساتذہ کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے۔کیونکہ اس طرز رسائی کے ذریعے وقت کی بچت کی جاسکتی ہے۔کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مضامین کو ارتباط کر کے پڑھایا جاسکتا ہے۔اگر انسانی رشتوں کو صحیح طور پر سمجھنا ہے تو مضمون کو ارتباطی شکل میں تعلیم دینا طلباء کے لیے مفید ثابت ہوگا۔سماجی علوم کے مواد کو ارتباط کرنے کے لیے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں:

☆ عمودی ارتباط(Vartical Correlation)

☆ افقی ارتباط(Horizantal Correlation)

☆ زندگی سے ارتباط(Correlation of life)

☆ عمودی ارتباط (Vartical Correlation)

یقیناً ایک مضمون کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔نصاب تیار کرتے وقت ان پہلوؤں کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے کہ طلباء کو مضمون کا باقاعدہ علم ہوجائے اور مضمون کی سالمیت بھی قائم رہے۔مثلاً سماجی علوم میں معاشیات کا مواد تعلیم اس کے پانچ مخصوص اسباب صرف دولت، پیداوار، مبادلہ، تقسیم دولتو رحکمت مالیہ پر مشتمل ہے۔ظاہر ہے چونکہ یہ ابواب معاشی مشاغل سے متعلق ہیں اس لیے اس میں ربط پایا جاتا ہے۔ اس طرح کے باہمی ربط کو ذہن نشیں کرانا۔عمودی ارتباط کہلاتا ہے۔معاشیات کے ان حصوں میں صرف دولت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ صرف دولت کے لیے ہی پیداوار کی جاتی ہے اور پیدوار کا مبادلہ اور تقسیم کے ذریعے صرف کیا جاتا ہے۔اس لیے معاشیات کے کسی پہلو کے مطالعے کرنے میں ان حصوں کے باہمی تعلق کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔اس طرح کسی موضوع کو پڑھاتے وقت سابقہ معلومات کا استعمال عمودی ربط کی ایک شکل ہے۔

☆ افقی ارتباط:(Horizantal Correlation)

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ انسانی تجربات پر منحصر مختلف علوم کو مربوط کر کے ہی صحیح علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔ایک مضمون کو پڑھاتے وقت اکثر دوسرے مضامین سے مربوط کرنے کو افقی ارتباط کہا جاتا ہے۔افقی ارتباط دو طرح کے ہوتے ہیں۔

1۔ ضمنی ربط:

اس میں اساتذہ پہلے سے کوئی پلان مرتب نہیں کرتے ہیں بلکہ پڑھاتے وقت کسی نقطہ کی وضاحت کرنے کے لیے دوسرے علوم کے مواد کو استعمال کر لیتے ہیں۔ جیسے کپڑا کی صنعت کے بارے میں بحث کرتے وقت کپڑا کے لیے کچا مال یعنی کپاس کی بات آتی ہے تو وہ کپاس پیدا کرنے والے علاقوں، مٹی پانی اور پیداوار کے لیے آب وہوا وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح جغرافیہ کے متعلق معلومات فراہم کرنا ضمنی یا افقی ربط کہلائے گا۔

2۔ منصوبہ بند ربط:

اس میں اساتذہ ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے ذریعے کسی مضمون کو پڑھاتے وقت دوسرے مضامین کے متعلقہ مواد کو بھی استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر نصاب تعلیم وضع کرنے میں ہی اس نقطہ کو دھیان میں رکھا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر زیریثانوی مرحلہ پر سماجی علوم کا نصاب ایک مربوط مثال ہے جس میں ہر مضمون کے لازمی اکائیوں کو شناخت کرکے ان کی تعلیم کو اس طرح مربوط کئے جانے پر زور دیا گیا ہے۔ طلباء حقائق اور صحیح پس منظر میں اور انفرادی مضمون کی ہیئت کو نقصان پہونچائے بغیر مناسب معلومات حاصل کرسکیں۔

زندگی سے ارتباط (Correlation of Life)

حالت زندگی سے بے نیاز ہو کر علم حاصل کرنا ایک عبث فعل ہے۔ اس لیے کہ عملی تعلیم سے ہی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ایک اچھے شہری کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سماج، علاقہ ملک اور پوری دنیا کے معاملات میں مؤثر طور پر حصہ لے، چنانچہ تعلیم کا ایک اہم مقصد طلبا میں یہ جاننے کی دلچسپی پیدا کرنا ہے کہ لوگ کس طرح رہتے سہتے ہیں اور مختلف معاشی، سماجی، معاشرتی اور سیاسی رواداری میں کس طرح کام کرتے ہیں۔ اس لیے اس کی سخت ضرورت ہو جاتی ہے کہ طلباء کو کلاس روم سے باہر اور حقیقی زندگی کی صورت حال سے روشناس کرایا جائے۔ انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں سماجی معاشی سیاسی وغیرہ مشاغل کا دخل ہوتا ہے۔ سماجی علوم کو زندگی سے مربوط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تصورات ،اصولوں اور رجحانات کو واضح کرتے وقت ان کا تعلق حقیقی زندگی سے وابستہ کیا جائے۔ اس سے طلباء کو صحیح واقفیت ہوگی اور ساتھ ساتھ ان کا اطلاق عملی زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور مسائل پر بھی کرسکیں گے۔ اسکول میں Co-operative اسٹور، کینٹن ، بچوں کا بینک قائم کرکے طلباء کو بعض سماجی اداروں سے واقف کرایا جاسکتا ہے۔ اس طرح ایک علاقے کا سروے ایک فیکٹری یا زراعتی فارم یا گھریلو صنعت کا مطالعہ، پوسٹ آفس، اور بینک وغیرہ کے کارگذاری کا مشاہدہ کرکے سماجی علوم کے بعض اصولوں کا ٹھوس اور پائیدار علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progress)

---

1. سماجی علوم کے نصاب کی تنظیم کی مختلف طرز رسائی کے بارے میں تفصیل سے بیان کیجیے۔

____

____

2۔ موضوئی طرز رسائی اور بین شعبہ جاتی ارتباطی طرز رسائی کے درمیان کیا فرق ہے۔

____

____

3.6 سماجی علوم کی درسی کتب کی اہم خصوصیات (Major Characterstics of Text Books of Social Studies)

قدیم زمانہ میں استادلکچر کے ذریعے اپنے خیالات کوطلباء تک پہنچاتے تھے۔لیکن جب سے لکھنے کافن شروع ہوا تو درسی کتابوں کے لکھنے اور چھپنے کارواج بھی پڑا۔اس طرح استادکودرس وتدریس کے لیےایک معاون حاصل ہوگیا جودرسی کتاب کی شکل میں ملا ہے۔

درسی کتاب طلبہ کےایک خاص گروپ کے لیے تجویز کی جاتی ہے۔نصاب میں شامل تمام مواد کا احاطہ کرتی ہے۔اور کمرۂ جماعت میں تدریس واکتساب کی بنیاد مانی جاتی ہے۔درسی کتاب بچوں کی استعداد کے مطابق اوران کے ذہنی شعور کی غمازی کرنے والی ہوتی ہے۔

تعلیم وتدریس کے شعبہ میں درسی کتابوں کی بڑی اہمیت مانی جاتی ہے۔کیونکہ درسی کتاب وہ اہم وسیلہ ہےجس پر معلم کے تمام درسی پروگرام کی کامیابی کاانحصار ہوتا ہے۔یہ وہ مرکزی تار ہےجس کے اردگرد تدریس واکتساب کے جملے تانے بانے بنے جاتے ہیں۔پڑھنے پڑھانے کے مختلف مواقع میں درسی کتاب طلبہ کو مدد پہنچاتی ہے۔کتابوں کے ذریعے ہی بچوں میں قومی اور ثقافتی ورثہ منتقل ہوتا ہے۔طلبہ خودان درسی کتابوں کے مطالعے سےمختلف موضوعات کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں یا پھرمعلم کے ذریعےان کومعلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ہر مسلک کے تعلیمی نظام میں درسی کتابوں کی قدرومنزلت ہے۔

امریکی ماہرتعلیم Wesley کا کہنا ہے:

درسی کتب تعلیم کا معیارمقرر کرتی ہے۔اوران کے مطالعے ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا تعلیمی معیار کیسا ہے۔اس نے معاشرتی علوم کی کتابوں کا خاص طور سے ذکر کیا ہے۔کتابیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ معلم کوکیا جاننا چاہیےاورطلبہ کوکیا سیکھنا چاہیے۔ان کی تدریسی عمل سے تعلیمی معیاراور طریقۂ تدریس دونوں متاثر ہوتے ہیں۔

Wesely Sheetleاور T.H. Sheetle کا قول ہے کہ درسی کتابوں کے غلط استعمال سےلوگوں میں غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے کہ نصاب میں درسی کتب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔کتاب کا مصنف صرف اپنے مضامین کولکھتے وقت معاشرتی قدروں کا خیال نہیں رکھ پاتے اور نہ توان کے تقاضوں کوپیش نظر رکھتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ معلمین کے لیےدرسی کتاب کےاستعمال سے بچنا کسی طرح ممکن نہیں۔

حقیقی تعلیم یہ ہے کہ درسی کتاب کےعلاوہ بھی دوسری کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔اس سےزیادہ سے زیادہ قیمتی معلومات حاصل ہوسکتی ہے۔اورتعلیم کی محدودیت سےطلبہ بہ آسانی باہرنکل سکتے ہیں۔درسی کتب کی افادیت سےکوئی انکارنہیں کرسکتا۔لیکن ان پرمحنت کی ضرورت ہے۔وہ معلومات کے بجائے تمام موضوعات کواپنے اندرسموئے ہوئے ہوں۔وہ تمام قسم کی غلطیوں سے پاک ہوں۔اوران مواد کا مقصد صرف سماج کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو۔درسی کتب تعلیمی ساز وسامان میں سب سے اہم افادیت کی حامل ہوتی ہیں۔اوران کو جماعتی تدریس ہی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ہندوستان میں درسی کتابیں تیارکرنے کا کام قومی سطح پرماہرین کے ذریعےاین. سی. آر. ٹی میں ہوتا ہے۔یہاں معیاری درسی کتابیں تیار کی جاتی ہیں یہی کام مختلف ریاستوں میں ایس۔سی۔ئی۔آر۔ٹی کرتی ہے۔ان کتابون کےموادمیں ریاست کی زندگی کی جھلک ملتی ہے۔

ڈگلس نےاس کی اہمیت پرلکھا ہے:

’’موثراستاد کے لیے یہ بہت ہی معاون اورامدادی اشیاءمیں سب سے زیادہ معتبرسمجھی جاتی ہے۔‘‘

"The text book may be one of the most helpful aids to the affective teachers." (Mille Donglass)

کینتھ کا کہنا ہے کہ معلم ناقص درسی کتاب استعمال کرتا ہے یا اچھی کتاب کو ناقص طریقہ سے استعمال کرتا ہے تو پھر آموزش غیر تشفی بخش ہوگی۔لہٰذا درسی کتاب کا استعمال بہتر طریقہ سے ہونا چاہیے اور یہ بات صاف ہونی چاہیے کہ درسی کتاب معلم کا درجہ نہیں لے سکتے۔معلم کا کام ان درسی کتابوں کو اچھی طرح اچھے ڈھنگ سے طلبا میں پیش کرنا ہے۔

درسی کتابوں کی اہمیت کو ہم مندرجہ ذیل نکات میں پیش کر سکتے ہیں:

1۔ درسی کتاب سے استاد کی رہنما ہوتی ہے۔

2۔ یہ طلبہ کے حافظہ کا وسیلہ بنتی ہے۔

3۔ تدریس کے عمل کو منظم بناتی ہے۔

4۔ وقت کی بچت کراتی ہے۔

5۔ تدریسی مواد کا تعین کراتی ہے۔

6 ۔ امتحان کے دوران بڑی معاون ثابت ہوتی ہیں۔

درسی کتابوں کی نوعیت اور اہمیت کے بارے میں بہت بحث ہوچکی ہے۔اب ان کے انتخاب کا مسئلہ ہے جو بہت ہی پیچیدہ ہے۔موجودہ دور میں اسی کتاب کے انتخاب میں معروضی جائزہ پر زور دیا جانے لگا ہے۔لیکن یہی کام بہت ہی مشکل ہے۔اگر کتاب کا معیار مفصل طور پر طے کر دیا جائے اور درسی کتاب انتخاب کرنے میں اساتذہ کو بھی شریک کرلیا جائے تو بہتر نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔درسی کتابوں میں دو قسم کی خوبیاں ہونی ضروری ہیں۔

1۔ ظاہری خوبیاں(External Merits)

2۔ باطنی خوبیاں(Internal Merits)

ظاہری خوبیاں (External Merits)

1۔ کاغذ سفید اور عمدہ کوالٹی کا ہو۔

2۔ کاغذ اتنا موٹا ہو کہ ایک جانب کی لکھاوٹ دوسری جانب دکھائی نہ دے۔

3۔ حروف جلی اور چھوٹے بچوں کی کتابوں میں موٹے حروف ہوں۔

4۔ جلد مضبوط اور خوبصورت ہو۔

5۔ سرورق عمدہ، جاذب نظر اور دلکش ہو۔

6۔ اندر میں حسب ضرورت خوبصورت رنگین تصاویر ہوں۔خاص کر چھوٹے بچوں کی کتابوں میں اس کا دھیان ضرور رکھا جائے۔

7۔ تصاویر صاف اور غیر مبہم ہوں

8۔ سائز ایسا مناسب ہو کہ اٹھانے، رکھنے، اور لے جانے میں دشواری نہ ہو۔

9۔ کتاب کی قیمت عام طالب علم کی طاقت خرید کے اندر ہو۔

باطنی خوبیاں (Internal Merits)

1۔ مواد مضمون کا بچوں کی روزمرہ زندگی سے متعلق ہو۔

2۔ مضامین مختلف موضوعات جیسے سائنس، عملی مضامین، شخصیات کے ہوں۔

3۔ مختلف اصناف کے مضامین شامل کئے جائیں۔

4۔ اسباق بچوں کی استعداد کو دھیان میں رکھتے ہوئے منتخب کئے جائیں۔اسباق کو آسانی سے مشکل کی طرف بتدریج جگہ دی جائے۔

5۔ بچوں کی دلچسپی کا لحاظ رکھتے ہوئے اسباق منتخب کیے جائیں۔

6۔ الفاظ کے استعمال میں ترتیب اور تدریج کا خیال رکھا جائے۔

7۔ ہر سبق کے خاتمہ پر طلباء کو مشق کے لیے سوالات دیے جائیں۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progress)

1۔ سماجی علوم کی درسی کتابیں کی خوبیاں وخامیاں بیان کریں۔

3.7 صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تجزیہ اور تنقیدی مطالعہ

(Analysis and Critical Study of Social Studies Textbooks of State Boards and Central Board of Secondary Education)

سماجی علوم کی تعریف سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اس کا تعلق براہ راست انسانوں سے ہے اور اس کا موضوع بھی یہی ہے کہ انسانوں کو اچھا شہری کیسے بنایا جائے اور شہریوں کے حکومت سے کس قسم کے تعلقات ہونے چاہیے اور ان کی کیا ذمہ داریاں اور حقوق ہیں۔

بہت سے علوم ہیں جو اپنے اپنے دائرہ اور حدود میں انسانی کردار کا مطالعہ کرتے ہیں۔اسی طرح سماجی علوم کے حدود ہیں اور ساتھ ہی اس کی عملی حیثیت بھی ہے جو دوسرے علوم سے اس کو ممتاز کرتی ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ سماجی علوم کا دیگر مضامین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔انسان کی سماجی سرگرمیوں کا مطالعہ کرنے کے لیے قریب قریب سبھی علوم سے استفادہ کیا جاتا ہے۔اسی لیے سماجی علوم دیگر علوم سے وہ چیزیں اپنے حدود میں شامل کر لیتا ہے جو انسان کی سماجی مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتی ہے۔بعض علوم ایسے ہیں جن سے سماجی علوم کو مربوط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا سماجی علوم کے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مطالعہ کرے کہ سماجی علوم اور دوسرے علوم میں کس قسم کا باہمی ربط پایا جاتا ہے اور اس مطالعہ سے وہ اس علم کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں میں جو چار مضمون شامل کئے گئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ معاشیات (Economics)

2۔ تاریخ (History)

3۔ جغرافیہ (Geography)

4۔ علم شہریت (Civics)

سماجی علوم کے نصاب میں معاشیات کے تحت ملک کے معاشی حالت اور آئے دن کے مسائل جیسے مہنگائی، بے روزگاری، غریبی وغیرہ

مسائل کی جانکاری فراہم کی جاتی ہیں جن سے تقریباً دنیا کے سبھی ممالک دوچار ہیں۔ان۔معاشیات کے ذریعے صارفین کو اس بات پر آمادہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کو کیسے مکمل کریں۔ایک صارف اور گھر کے مکھیا کے لیے معاشیات کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔اسی کے مدد سے وہ کم سے کم آمدنی میں بھی وہ اپنا بجٹ کو پایۂ تکمیل تک پہونچا سکتا ہے اور اپنے خاندان کی ضرورتوں کو پورا کرسکتا ہے چونکہ کسی بھی ملک کی ترقی وامن وسکون کے لیے معاشیات ریڑھ کی ہڈی ہے اس لیے سیاست دانوں کو معاشیات کے مختلف پہلوؤں کی جانکاری ہونی چاہیے۔سماجی کارکن کو معاشیات کے مطالعے کے ذریعے مختلف سماجی اور معاشی مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔مختلف سماجی برائیوں جیسے ذات پات کا نظام، مشترک خاندانی نظام، بیروزگاری، بچپن اور پھر شادی وغیرہ کے معاشی اثرات کو سمجھے بغیر سماجی فلاح و بہبود کے لیے کوئی پروگرام مرتب نہیں کیا جاسکتا ہے۔اس کے ساتھ سماجی معشیات کے مختلف پہلو جیسے زر اور قرض، عالم کاری اور ہندوستانی معیشت کی بھی شمولیت ہے۔معاشیات کے نصاب میں یہ تمام پہلو شامل کیے جاتے ہیں۔

سماجی علوم کے نصاب میں تاریخ کی شمولیت سے کو سماجی ارتقا کے مختلف مراحل کی سمجھ اور مختلف تہذیب وتمدن کی ترقی کی جانکاری حاصل کی جاسکتی ہے۔اس لیے اس مضمون میں یوروپ میں نیشلزم کا عروج، انڈو چینا میں نیشنلسٹ تحریک، نیشلزم ہندوستان میں، ایک عالم گیر دنیا کا بننا، صنعت کا عہد، کام زندگی اور فرصت کے اوقات اور سماج کی شمولیت کی گئی ہے۔اس لیسماجی علوم اس مضمون کا مقصد بچوں کے اندر امن وامان بھی پیدا کرنا ہے اور تاریخ جہاں اپنے دامن میں ماضی کے بہترین روایات کو سمیٹے ہوئے ہے وہیں پر ان روایات کی مدد سے بچوں میں امن وامان کی خوبیاں بھی پیدا کی جاسکتی ہیں۔

جغرافیہ انسان اور قدرتی ماحول کا مطالعہ کرتا ہے۔طبعی حالت، آب وہوا، معدنیات، جنگلات وغیرہ قدرتی ماحول کے عناصر ہیں۔سماجی علوم میں زمین کا تصور ان ہی عناصر پر مشتمل ہے پھر زمین سے غلہ کی شکل میں پیداوار کا مسئلہ الگ اپنا مکمل حیثیت رکھتا ہے۔زمین میں وہ تمام قدرتی وسائل شامل ہیں جنہیں پیدا کرنے میں انسانی جدوجہد کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔یہ سارے ملک کے امکانی دولت کا ایک اہم حصہ ہوتے ہیں ان کا مناسب اور موزوں استعمال ملک کی ترقی میں اہم رول ادا کرتا ہے۔صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں میں جو عنوان شامل کیے گیے ہیں جیسے وسائل اور ترقی، جنگل اور جنگلاتی زندگی کے مسائل، آبی وسائل، زراعت، معدنیات اور توانائی کے وسائل، سامان تیار کرنے والی صنعتیں وغیر شامل ہیں۔

شہریت ایک ایسا مضمون ہے جس کے تحت انسانی حقوق اور فرائض کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔شہریت کے اندر جہاں ایک طرف سماج کے طور طریقوں اور لوگوں کی طرز زندگی کے بارے میں جانکاری حاصل ہوتی ہے وہیں دوسری طرف انسانی زندگی کو ترقی یافتہ بنانے کے لیے اقدامات فراہم کئے جاتے ہیں۔سماج کی بہتری کے لیے کن کن چیزوں پر غور کیا جائے اور لوگوں کی زندگی اور رہن سہن کو کس طرح بہتر بنایا جائے شہریت اس پر بھی غور کرتی ہے۔ صوبائی بورڈ اور سی۔بی۔ایس۔ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں میں شہریت کے اندر کے مضامین جیسے طاقت کی حصہ داری، جمہوریت اور تنوع، جنس، مذہب اور ذات برادری، عوامی جدوجہد اور تحریکیں، سیاسی جماعتیں، جمہوریت کے نتائج اور جمہوریت کے درپیش مسائل جیسے عنوان کو شامل کیا گیا ہے۔

حالانکہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ بچوں کے عمر میں ترقی کے ساتھ سمجھ بوجھ میں بھی ترقی کو دھیان میں رکھکر عنوان کو شامل کیا گیا ہے لیکن علم باہمی ربط کے ساتھ ساتھ منظّم شکل میں دی جانی چاہیے جو ایک بچہ کی اہم ضرورت ہے۔اس لیے مضمون مثلاً تاریخ، جغرافیہ، شہریت اور معاشیات کو اس طرح پڑھانا چاہیے کہ بچوں کے اندر صحیح سمجھ بیدار ہوسکے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progress)

1۔ صوبائی بورڈ اور سی۔ بی۔ ایس۔ ای بورڈ کے سماجی علوم کی درسی کتابوں کا تقابلی جائزہ لیجیے۔

3.8 یاد رکھنے کے نکات (Points to be Rememberd)

انگریزی میں Curriculum کی جو اصطلاح استعمال کی جاتی ہے وہ دراصل لاطینی زبان کے لفظ Currere سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم ہے دوڑ نا یا گھوڑ دوڑ کے میدان کے ہیں۔

- ☆ درسیات کا مطلب ہے تدریس مفہوم کا خاکہ جو کسی کلاس کے لیے متعین کیا گیا ہو۔
- ☆ تدوین نصاب مسلسل چلنے والا عمل ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔
- ☆ تعلیمی عمل استاد کے ذریعے پائے تکمیل تک پہونچتی ہے۔ معلم اپنی سرگرمیوں کا منصوبہ کلاس کی تدریس کے لیے تیار کرتا ہے اس کے خاص تین اجزاء ہیں (1) مقاصد (2) مواد (3) اور طریقہ تدریس
- ☆ ہم مرکز طرز رسائی پر منحصر تنظیم میں پرائمری سطح پر طلبا میں عام سوچ کی نشو ونما کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور طلبا کے ذہنی نشو ونما کے ساتھ ساتھ ان کے عام معلومات کو وسیع شکل دی جاتی ہے۔
- ☆ سماجی علوم میں کسی زمانہ کا تاریخی مطالعہ اس طرح کیا جائے کہ اس زمانہ کے آغاز میں معاشی، سماجی ترقی کی کیسی حالت تھی اور وقت کی تبدیلی کے مطابق جغرافیائی حالات، سیاسی سرگرمیاں اور نظام نے کس طرح اثر ڈالا۔ انسانی ترقی میں معاشی، سیاسی جغرافیائی اور سیاسی حالات اثر ڈالتی رہی ہے اس طرح کے مطالعے کو چکر دار طرز رسائی کہتے ہیں۔
- ☆ ٹائم لائسنس قوم، شخص یا معاشرہ کی ترقی کو تاریخ وار دیکھنے کے لیے ہے۔
- ☆ ٹائم گراف کا استعمال ترقی کو سلسلہ وار دکھانے کے لیے کیا جاتا ہے۔
- ☆ موضوعی طرز رسائی نصاب تنظیم کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں مخصوص مضمون سے متعلق مواد جمع کیے جاتے ہیں۔
- ☆ بین شعبہ جاتی طرز رسائی ایک یا ایک سے زیادہ علاحدہ مضمون کے شعبوں کو باہم مربوط کرتا ہے۔

3.9 فرہنگ (Glossary)

Concept	تصور (ایک مجرد خیال، کسی شے کے بارے میں اس کی فہم)
Nature	نوعیت (مجموعی طور پر فطری دنیا کا مظاہر جس میں پودوں، جانوروں زمین کی دیگر خصوصیات شامل ہیں اور کسی چیز کی بنیادی خصوصیات)
Curriculum	نصاب (اسکول یا کالج میں مطالعہ کے کورس پر مشتمل مضامین اور سرگرمی)
Syllabus	درسیات (تدریس کے لیے مضامین کا خاکہ)
Evaluation	مقصد کے حصول کی جانکاری

3.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Activities)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Questions)

(1) Currere لفظ کس زبان سے لیا گیا ہے۔

(الف) لاطینی (ب) یونانی (ج) انگریزی (د) پالی

(2) مندرجہ ذیل میں سے کون سا نصاب کا قسم نہیں ہے۔

(الف) مضمون مرکوز نصاب (ب) طفل مرکوز نصاب

(ج) معلم مرکوز نصاب (د) لچک نصاب

(3) مندرجہ ذیل میں سے نصاب کا اساس کون سا ہے۔

(الف) فلسفیانہ Philosophical (ب) نفسیاتی Psychological

(ج) سماجیاتی Sociological (د) مذکورہ بالا سبھی

(4) مندرجہ ذیل میں سے نصابی تشکیل میں کون سے اصول اہم ہیں۔

(الف) سرگرمی مرکوز (ب) متعلم مرکوز

(ج) کمیونیٹی مرکوز (د) مذکورہ بالا سبھی

(5) نصابی تبدیلی کو اثر انداز کرنے والے عناصر ان میں سے کون ہیں۔

(الف) تکنیکی رجحان (ب) سماجی رجحان

(ج) سائنسی رجحان (د) ان میں سے سبھی

(f) نصابی تبدیلی میں خاص رکاوٹ کون سا ہے۔

(الف) سائنسی رویہ (ب) تکنیکی رویہ

(ج) سماجی رجحان (د) قدامت پسند

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Answer)

1۔ نصاب کو مثال کے ذریعے سمجھائیے۔

2۔ سماجی علوم کے درسی کتاب کی خصوصیات بیان کریں۔

3۔ نصاب میں لچک کا اصول بیان کریں۔

4۔ درسیات کی تعریف بیان کریں۔

5 موضوعی طرز رسائی کی خصوصیات بیان کریں

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Anwer Type Answer)

1۔ نصاب کا تصور وضاحت کے ساتھ لکھیں۔

2۔ نصاب اور درسیات میں فرق واضح کریں۔

3۔ سماجی علوم کے نصاب کی تدوین کے مختلف اصول بیان کریں۔

4۔ تدوین نصاب کو اثر انداز کرنے والے عوامل بیان کریں۔

5۔ ہم مرکز طرزِ رسائی کو تفصیل سے بیان کریں۔

6۔ سماجی علوم کے درسی کتاب کا تنقیدی جائزہ پیش کریں۔

3.11 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

(1) معاشیات کیسے پڑھائیں: ریاض شاکر خاں، ترقی اردو بیورو نئی دہلی

(2) تعلیم اور اس کے اصول: محمد شریف خاں، ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ

(3) Aggarwal, J. C. (2006). Teaching of Social Studies, Vikas Publishing House, Pvt. Ltd., New Delhi

(4) Bining, A.C and Bining D.H (1952). Teaching Social Studies in Secondary Schools, Third Edition, Tata McGraw Hill Publishing Co.Ltd., Bombay

(5) Kochhar, T. C. (2006).Teaching of Social Studies, Sterling Publisher, Pvt. Ltd., New Delhi

(6) Mangal, S. K. & Mangal, U. (2015). Teaching of Social Studies, PHI Learning, Pvt. Ltd., Delhi

(7) Sharma,T.C. (2002) Morden Methods of Teaching Social studies, Sarup& Sons, Neew Delhi.

اکائی 4۔ سماجی علوم میں تدریسی اشیاء

(Instructional Material in Social Studies)

اکائی کے اجزا

4.1 تمہید(Introduction)

4.2 مقاصد(Objective)

4.3 سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل میں تدریسی واکتسابی اشیاء کی اہمیت

(Importance of teaching learning process in Social Studies)

4.4 تدریسی واکتسابی اشیاء کی درجہ بندی(Classification of (TLM) Teaching Learning Material)

4.5 نقشے اور گلوب(Map and Glob)

4.5.1 نقشہ(Map)

4.5.2 گلوب(Glob)

4.6 چارٹس وگرافس(Chart and Graph)

4.6.1 چارٹ(Chart)

4.6.2 گراف(Graph)

4.7 ماڈل اوراس کے اقسام(Model and It's Type)

4.8 یادرکھے جانے والے نکات(Points to be remembered)

4.9 فرہنگ(Glossary)

4.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں(Unit End Exercise)

4.11 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں(Suggested Books for Further Reading)

4.1 تمہید (Introduction)

ہندوستانی تعلیم کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہیں کہ قدیم ہندوستان میں درس وتدریس کے الگ الگ طریقے تھے۔عہد قدیم میں طریقۂ تقریر (Lecture Method) ایک اہم طریقہ تھا۔اس وقت درس وتدریس کے درمیان کسی اشیاء کا استعمال نہیں کیا جاتا تھا بلکہ معلم طلباء کے سامنے تقریر کرتے اور طلباء اسے غور سے سنتے تھے اور یاد کر لیتے تھے۔یعنی طریقۂ تقریر اور طریقۂ حفظ عام تھا۔اس عہد میں تدریسی واکتسابی مواد یا آلات کی کوئی اہمیت نظر نہیں آتی۔اگر عہد قدیم سے عہد حاضر تک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب تک تعلیم معلم مرکوز (Teacher Centred) تھی تب تک تدریسی واکتسابی اشیاء (Teaching Learning Material) کا استعمال درس وتدریس میں کوئی خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا۔لیکن جب سے تعلیم طلباء مرکوز (Child Centred) ہوئی ہے تب سے تدریسی عمل کے درمیان اس کی اہمیت و ضرورت کو سمجھا جانے لگا۔تعلیم طفل مرکوز ہونے کے بعد تعلیم میں نفسیاتی پہلوؤں پر زور دیا جانے لگا اور تعلیم کا مقصد طلباء کی مکمل نشو ونما وترقی ہو گیا۔ کمرۂ جماعت میں طلباء کی اہمیت وضرورت پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔اس کے بعد درس وتدریسی عمل میں تدریسی واکتسابی مواد یا اشیاء کی اہمیت کافی بڑھ گئی ہے۔آج کے تکنیکی دور میں جب ٹکنالوجی کافی ترقی کر چکی ہے کمرۂ جماعت میں صرف خطاب یا تقریر سے ہم تعلیمی مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔بلکہ طلباء کے علم میں فروغ ان کی تفہیم کو بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ کمرۂ جماعت میں تدریسی عمل کے درمیان سبق سے متعلق کچھ تدریسی واکتسابی اشیاء کا بھی مظاہرہ کیا جائے تا کہ طلباء سبق کو آسانی سے سمجھ جائیں۔معلم جب کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے درمیان طلباء کو سبق اچھی طرح سمجھانے کے لیے جن جن اشیاء کا استعمال کرتا ہے اسے تدریسی واکتسابی اشیاء کہا جاتا ہے۔

4.2 مقاصد (Objectve)

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل کے درمیان تدریسی واکتسابی مواد (Teaching Learning Materiai) یا آلات کی اہمیت کو بتا سکیں۔
- ☆ سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل میں تدریسی واکتسابی مواد یا آلات کی درجہ بندی کو سمجھا سکیں۔
- ☆ سماجی علوم میں چھپی ہوئی تدریسی واکتسابی مواد، سمعی، بصری، سمعی وبصری آلات کے استعمال سے واقف ہو جائیں۔
- ☆ سماجی علوم میں نقشہ اور گلوب اور ان کے اقسام بتا سکیں گے اور نقشہ کی زبان، نقشہ پڑھنا، نقشہ بنانا وغیرہ میں مہارت حاصل کر سکیں۔
- ☆ سماجی علوم میں چارٹ وگراف اور ان کے اقسام اور ان کے استعمال کے طریقے سیکھ لیں۔
- ☆ سماجی علوم میں ماڈل اور اس کے اقسام کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھ سکیں۔

4.3 سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل میں تدریسی واکتسابی اشیاء کی اہمیت

(Importance Of Teaching Learning Process in Social Studies)

آج کی تعلیم طلباء مرکوز تعلیم ہے۔اس تعلیمی نظام میں طلباء کی نفسیات، دلچسپی اور ان کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر تعلیم دی جاتی ہے۔کمرۂ

جماعت میں درس وتدریس کا عمل مؤثر اور دلچسپ بنانے کے لیے معلم مختلف طرح کے سامان کا استعمال کرتا ہے جسے تدریسی آلات یا اشیاء کے نام سے جانا جاتا ہے۔تدریسی اشیاء کے متعلق کوٹھاری کمیشن نے کہا ہے کہ ''تدریسی معیار کے فروغ کے لیے ہر اسکول کو تدریسی امدادی اشیاء کو فراہم کرنا ضروری ہے۔یہ ملک میں تعلیمی انقلاب کا باعث ہے۔''

ہر معلم کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی تدریس مؤثر ہو۔اس کی پڑھائی گئی چیزوں کو طلباء ذہن نشیں کر لیں۔ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مدرس بے شمار اور مختلف تدریسی مواد کا استعمال کرتا ہے۔تدریسی اشیاء کے ذریعہ دی گئی تعلیم بہت ہی پائیدار ہوتی ہے اور طلباء کے ذہن پر اس کا نقش دیر تک قائم رہتا ہے۔کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے درمیان معلم اپنے تدریس کو مؤثر اور دلچسپ بنانے کے لیے مختلف ذرائع یا امدادی اشیاء کا استعمال کرتا ہے۔ اس سے معلم سبق کو آسان، واضح اور سہل ترین بناتا ہے۔اس کی ضرورت اس لیے پڑتی ہے کیونکہ اس کے ذریعے طلباء کے دلوں میں تدریس سے متعلق ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔مختلف طریقے کے خیالات کی وضاحت تدریسی اشیاء کے ذریعے آسانی سے کی جاسکتی ہے۔اس کے استعمال سے کم وقت میں معلم طلباء کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرانے میں کامیابی ملتی ہے۔کمرۂ جماعت میں طلباء کو سبق کی طرف آمادہ کرنے میں تدریسی اشیاء کافی معاون ثابت ہوتی ہیں۔تدریسی اشیاء سے طلباء میں رٹ کر پڑھنے کی عادت کم ہوتی ہے اور غور وفکر کرنے کی عادت کا فروغ ملتا ہے الفاظ وتصورات کو سمجھنے میں بھی سہولت ملتی ہے۔چارٹ، ماڈل،ٹھوس چیزیں،ساز وسامان،اشیاء اور دوسرے وسائل کا استعمال کر کے معلم اپنی تدریس کو مؤثر بناتا ہے۔ماہرین تعلیم ایڈگر ڈیل نے بتایا تھا کہ کسی مواد کا حرف سن کر 20%،صرف دیکھ کر 30% اور دیکھ اور سن کر 50% تک یاد رکھا جاتا ہے اور تدریسی اشیاء کو دیکھنے، سننے کے ساتھ عمل میں لایا جائے تو اکتساب 70% ہوتا ہے۔اس سے اشیاء کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔

درسی وتدریسی اشیاء کی اہمیت اور ضرورت(Need and Importance of TLM)

درسی وتدریسی اشیاء کے استعمال کے ساتھ کمرۂ جماعت میں دی گئی تعلیم اثر انداز اور دلچسپ ہوتی ہے۔درس وتدرس کے درمیان تدریسی اشیاء کا استعمال سبق کی آموزش(Learning) کے لیے مفید سمجھا جاتا ہے کیونکہ تعلیمی عمل میں اس سے سہولت ملتی ہے۔ترقی یافتہ ممالک میں درس وتدریس کے درمیان تدریسی آلات کو کافی توجہ دی جاتی ہے۔ہندوستان میں اس کا استعمال اس پیمانے پر نہیں ہوتا جیسا کہ ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے۔

درسی وتدریسی اشیاء کی اہمیت اور ضرورت مندرجہ ذیل ہیں:

1) تدریسی اشیاء کا استعمال کر کے معلم تدریس کے بنیادی اصولوں پر عمل کرتا ہے۔تدریسی اشیاء کا استعمال کر کے معلم کمرۂ جماعت میں تدریس کی بنیادی اصولوں کو تفصیل کے ساتھ مظاہرہ کر کے طلباء کو سمجھا سکتا ہے۔تدریسی اشیاء کے ذریعے بنیادی سہولتوں کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے کیونکہ معلم آلہ کا مظاہرہ کر کے اصولوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے اور طلباء اسے دیکھ کر سیکھتے ہیں۔کسی بھی چیز کو اگر دیکھ کر سکھایا جائے تو جلدی سمجھ میں بھی آتی ہے اور اس کا اثر ذہن پر طویل عرصے تک رہتا ہے۔

2) یہ طلباء کے اندر دلچسپی پیدا کرنے میں مدد کرتی ہے۔کوئی بھی نئی چیز اگر انسان کے سامنے لائی جائے تو اسے دیکھنے کی نفسیاتی طور پر جستجو پیدا ہوجاتی ہے۔معلم کمرۂ جماعت میں جب داخل ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ میں کوئی تدریسی آلہ ہوتا ہے تو اس سے بچوں کے اندر نفسیاتی طور پر ایک دلچسپی پیدا ہوتی ہے کہ استاد اپنے ہاتھ میں کیا لیے ہوئے ہیں۔جب معلم تدریسی آلہ کے ذریعے اپنا تدریسی عمل شروع کرتا ہے تو

طلباء اس میں کافی دلچسپی لیتے ہیں جس کی وجہ سے کمرۂ جماعت کا ماحول دلچسپ اور موئثر بن جاتا ہے۔ اور تدریسی عمل کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام پر پہنچتا ہے۔

3) تدریسی اشیاء تدریس اور اکتسابی عمل کو آسان اور پرکشش بناتی ہیں۔ تدریسی اشئے کمرۂ جماعت میں تدریسی و اکتسابی عمل کو آسان کرتا ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ تدریسی اشیاء طلباء کے لیے دلچسپی کا سامان ہوتا ہے اور دیکھ کر سیکھنا بھی آسان ہوتا ہے اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ تدریسی و اکتسابی عمل کو تدریسی اشیاء سہل و آسان بناتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اکتسابی عمل کو پرکشش بھی بناتا ہے۔

4) تدریسی اشیاء کی مدد سے اصطلاحات اور مجرد تصورات بڑی اچھی طرح واضح ہوجاتے ہیں۔ تدریسی اشیاء کے ذریعے اصطلاحات (Terms)، تصورات (Concept) وغیرہ کو آسانی سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ کمرہ جماعت میں جب معلم کوئی بھی نئے تصورات کو پڑھانا شروع کرتا ہے تو طلباء کے لیے بھی بالکل نیا ہوتا ہے جسے تقریری تدریس کے ذریعے سمجھنے میں اسے مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر تدریسی آلہ کے ذریعے نئے تصوارات کو پڑھایا جائے تو یہ ممکن ہے کہ طلباء اسے باآسانی سمجھ جائیں۔

5) تدریسی آلہ طلباء کے اندر کی خود اکتسابی اور تعمیری صلاحیتوں کو ابھارتا ہے۔ چونکہ تدریسی آلہ کے ذریعے بچے کوئی بھی مضمون اچھی طرح اور آسانی کے ساتھ سیکھ پاتے ہیں جس کی وجہ سے طلباء خود اکتسابی (Self Learning) کی طرف مائل ہوتے ہیں جس سے ان کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔

6) تدریسی اشیاء طلباء کو تعلیمی مسائل حل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ تدریسی اشیاء کے ذریعے طلباء اپنے تعلیمی مسائل کو بھی حل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

7) یہ طلباء کے پیدائشی رجحان کو مطمئن کرتی ہیں۔ نفسیاتی طور پر دیکھا جائے تو بچوں کے اندر سامان یا اشیاء سے کھیلنے کا رجحان ہوتا ہے۔ بچہ سامانوں کے ذریعے بہت شروعاتی تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو تدریسی اشیاء بچوں کے پیدائشی رجحان کو مطمئن کرتی ہیں۔

8) تدریسی اشیاء کی مدد سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ تدریسی اشیاء کے ذریعے کمرۂ جماعت میں درس و تدریس کے عمل کو انجام دینے سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ تدریسی اشیاء کے ذریعے کم وقت میں طلباء کو مضمون کے پیچیدہ تصورات کو آسانی سے کو سمجھایا جاسکتا ہے اور اس طرح سے درس و تدریس کو انجام دینے سے بچوں کو سمجھنے میں بھی آسانی ہوتی ہے اور وہ جلد سیکھ اور سمجھ جاتے ہیں۔

9) تدریسی اشیاء طلباء کے لیے ایک محرکہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کو چاق و چوبند بنا دیتا ہے۔ تدریسی اسیاء معلم کے ساتھ ساتھ طلباء کو بھی تیار کرتے ہیں۔ اور اس کے ذریعے علم حاصل کرتے ہیں۔

10) تدریسی اشیاء بچوں کے اندر تجسس پیدا کردیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ مختلف مضامین کی ہیئت (Shape) کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ تدریسی اشیاء بچوں کے اندر دلچسپی اور تجسس پیدا کرتی ہے اور وہ سیکھنے کی طرف مائل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے علم کو فروغ ملتا ہے۔ تدریسی اشیاء چونکہ دلچسپی کا باعث ہے اس لیے طلباء مضامین کی ہیئت کو جاننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جو انکے علمی و ذہنی فروغ کے لیے اہم ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your Prpgress)

1۔ سماجی علوم کے تدریسی واکتسابی عمل میں تدریسی واکتسابی اشیاء کی اہمیت بیان کریں۔

4.4 تدریسی واکتسابی اشیا کی درجہ بندی (Classification of TLM)

تدریسی واکتسابی اشیاء کی ہم درج ذیل طریقہ پردرجہ بندی کرسکتے ہیں۔

(1) پرنٹیڈ یا چھپی ہوئی اشیاء(Printed Material): ایسی اشیاء جوچھپی ہوئی شکل میں مہیا ہواوراسے پڑھ کرسیکھا جاسکے اسے چھپی ہوئی اشیاء کہتے ہیں جیسے اخبار،رسالہ،میگزین وغیرہ

(2) سمعی آلات(Audio Aids): ایسی اشیاء جنہیں سنا جاتا ہوجیسے ریڈیو،ٹیپ ریکاڈر،گراموفون،سی ڈیز وغیرہ سن کرسیکھنے میں مدد کرنے والے اشیاء ہیں۔یہ سبھی سمعی اشیاء کہے جاتے ہیں۔

(3) بصری اشیاء(Visual Aids): بصری اشیاء جیسے چارٹ،ماڈل،نقشہ،گراف،تختہ سیاہ،فلم اسکرپٹ،پروجیکٹر وغیرہ جن کودیکھ کراورسن کراکتساب میں مدد لی جاتی ہے۔ایسی اشیاء کوبصری اشیاء کہا جاتا ہے۔

(4) سمعی وبصری(Audio Visual):سمعی وبصری ایسی اشیاء ہیں جس کوسنا بھی جاسکتا ہےاوردیکھا بھی جاسکتا ہےاس سے اکتسابی عمل کودلچسپ بنانے اورطلباء کے ذہن کوفروغ دینے کے لیےاستعمال کیا جاتا ہے۔ہم سنا ہوا بھول جاتے ہیں،پڑھی ہوئی بات کم عرصہ تک ہی یادرکھ پاتے ہیں لیکن سمعی وبصری اشیاء کے ذریعے حاصل کیا ہواعلم مدت ودیرتک ذہن میں محفوظ رہتا ہے۔اسے سمعی بصری اشیاء کہتے ہیں جیسے۔ٹی۔وی،کمپیوٹر، سنیما اورڈرامہ وغیرہ۔

تدریسی واکتسابی اشیاء		
سمعی اشیاء	بصری اشیاء	سمعی بصری اشیاء
ریڈیو	ماڈل	فلم
ٹیپ ریکارڈر	چارٹ	ویڈیو
ٹیلیفون	سلائڈس	سیٹیلائٹ ٹی۔وی
	فلپ چارٹ	ملٹی میڈیا
	میپ	کمپیوٹر
	فلانیل	ڈراما

چھپی ہوئی اشیاء (Printed Materials)

چھپی ہوئی اشیاء میں اخبار، رسالہ، میگزین، جرنلس ،نصاب سے متعلق معاون کتابیں وغیرہ آتی ہیں۔سماجی علوم کے تدریسی عمل

(Teaching Process) میں ان کی کافی اہمیت ہے۔ یہ تدریسی اشیاء کمرۂ جماعت میں درس و تدریس کے درمیان کافی اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ روزانہ اخبار میں ہم سیاسی، سماجی، معاشی اور حالات حاضرہ سے متعلق خبریں پڑھتے ہیں۔ رسالہ اور جرنلس میں بھی انہیں سے متعلق مضمون و تحقیقی مقالہ پڑھتے ہیں۔ ان ساری خبروں اور مقالوں سے ہمیں کافی اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ جو نہ صرف معلم کے لیے بلکہ طلباء کے لیے بھی کافی مفید ثابت ہوتی ہیں۔ چونکہ سماجی علوم ہم چار مضامین تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات اور معاشیات کو یکجا کر کے پڑھتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ معلم اور طلباء ان چاروں مضامین سے واقفیت رکھیں۔ چھپی ہوئی اشیاء میں ان چاروں مضامین سے متعلق مواد دستیاب ہیں۔ آج کے جدید دور میں جب سیاسی، سماجی اور معاشی حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں روز نئی نئی تحقیقات سامنے آ رہے ہیں ایسے ماحول میں سماجی علوم کے معلم اور طالب علموں کے لیے لازمی ہے کہ وہ بدلتے ہوئے حالات اور تعلیمی نظام پر باریک نظریں رکھیں اور اپنے علم میں اضافہ کریں۔ ان سارے بدلتے ہوے حالات اور تعلیمی رجحان کی تفصیلی معلومات ہمیں چھپی ہوئی اشیاء سے ملتی ہیں۔

سمعی آلات(Audio Aids)

سمعی آلات میں ہم ان آلات کو شامل کرتے ہیں جن کے ذریعے سن کر علم میں اضافہ ہوتا ہے۔

1) ریڈیو(Radio)

ریڈیو ایک بہت ہی پرانا سننے والا آلہ ہے۔ ریڈیو پر بہت سارے تعلیمی پروگرام نشر ہوتے رہتے ہیں جنہیں سنا کر طلباء کی تعلیمی صلاحیت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ یہ نشر کافی صاف و سہل ہوتے ہیں اور نصابی جانکاریاں فراہم کراتے ہیں۔ ریڈیو سننے سے سننے اور سمجھنے کی صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے۔

2) ٹیپ ریکارڈر(Tape Recorder)

اس کے ذریعے پروگرام یا تقریر کو ٹیپ کر کے رکھتے ہیں اور حسب ضرورت طلباء کو کمرۂ جماعت میں سنایا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے غزلیں، نظمیں، مشاعروں اور تقریروں کو آسانی کے ساتھ ریکارڈ کر کے رکھا جا سکتا ہے اور ضرورت کے مطابق طلباء کو سنایا جا سکتا ہے اس سے تلفظ کی صحیح ادائیگی اور زبان و بیان کی درستگی میں کافی مدد ملتی ہے۔

بصری آلات(Visual Aids) بصری آلات وہ آلات ہیں جن کے ذریعے ہم دیکھ کر معلومات حاصل کرتے ہیں۔

1) تختہ سیاہ(Blackboard): تختۂ سیاہ کمرۂ جماعت میں درس و تدریس کا ایک اہم آلہ ہے۔ تعلیمی کمیشن میں تختہ سیاہ کی اہمیت کو بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ہمارے بیشتر اسکولوں میں خاص کر بنیادی اسکولوں میں آج بھی تختۂ سیاہ کی کمی ہے'' جب کہ بنیادی اسکولوں میں تختہ سیاہ درس و تدریس میں کافی اہم رول ادا کرتا ہے۔ تختۂ سیاہ کے استعمال کے بغیر تعلیم دینا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ کمرۂ جماعت میں معلم تختۂ سیاہ میں لکھ کر، تصویر بنا کر طلباء کو سمجھاتے ہیں جو طلبہ کو سمجھنے میں کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

2) حقیقی اشیاء(Real Objects): درس و تدریس کے درمیان حقیقی اشیاء کو بھی تدریسی آلہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جو کافی اثر دار اور کم خرچ والا ہوتا ہے۔ حقیقی اشیاء میں قلم، کتاب، ٹیبل یا دیگر اور بھی حقیقی اشیاء کا مظاہرہ درس و تدریس کے درمیان معلم کرتا ہے۔ حقیقی اشیاء کے ذریعے درس و تدریس کرنے سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ طلبہ حقیقی اشیاء کے ذریعے حقیقی علم حاصل کر لیتے ہیں۔

3) نمونے:(Models): سماجی علوم کی تدریس میں ماڈل کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے۔ جیسے آتش فشاں، پہاڑ، مختلف اقسام کے مکانات وغیرہ۔ جب معلم کو حقیقی اشیاء مہیا نہیں ہو پاتی یا حقیقی اشیاء کا کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے تب معلم اس کے نمونے کو درس و تدریس کے درمیان استعمال میں لاتا ہے۔نمونہ حقیقی اشیاء کی چھوٹی شکل ہوتی ہے۔ بازار میں تیار کئے ہوئے نمونے فروخت بھی کئے جاتے ہیں اور معلم وطلباء بھی خود نمونے بناتے ہیں۔خود سے بنائے گئے نمونوں کو درس وتدریس کے درمیان زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔نمونہ کے استعمال میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا استعمال سہل و آسان ہو اور طلباء کے علم میں اضافہ کرنے والا ہو۔ سماجی علوم میں ہم تہذیب وثقافت، تاریخی چیزوں کے ماڈل کو پیش کر سکتے ہیں۔

4) پوسٹر (Poster): پوسٹر ایک چارٹ کی طرح کاغذ یا کورٹ پر بنائی گئی شے ہے۔اس کا استعمال اشاعت کے لیے کیا جاتا ہے۔ پوسٹر میں اشیاء شخصیت، مقام، حادثوں سے متعلق تصویریں بنا کر دکھائی جاتی ہیں۔ درس وتدرس میں پوسٹر کی اہمیت کافی اہم ہے کیونکہ یہ بہت ہی آسانی سے تیار کیا جاسکتا ہے اور اسے کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔اس کے بنانے میں خرچ بھی بہت کم آتا ہے۔ پوسٹر میں ہم مختلف طرح کے تصاویر وغیرہ کو آسانی سے بناسکتے ہیں۔

5) رولر بورڈ(Roler Board): رولر بورڈ کا استعمال سماجی علوم پڑھانے میں آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔اس کا استعمال کمرۂ جماعت میں معلم آسانیکے ساتھ کرتا ہے۔ رولولر بورڈ میں معلم تصاویر، اہم نکات وغیرہ کو درج کر کے کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرسکتا ہے۔ چونکہ اس پر لکھے ہوئے الفاظ یا تصاویر کو مٹا کر پھر دوبارہ سے ہم استعمال کر سکتے ہیں اس لیے یہ کافی کفایتی ہوتا ہے۔

سمعی وبصری آلات(Audio Visual Aid)

سمعی وبصری آلات میں درجہ ذیل آلات کا ذکر کیا گیا ہے۔

1) ٹیلی ویژن(Television): ٹیلی ویژن ایک تکنیکی آلہ ہے۔اس کا استعمال زبان وادب کی تعلیم میں بھی کافی اہمیت کا حامل ہے۔ چونکہ سماجی علوم میں طلباء کو تاریخ، جغرافیہ، سیاسیات اور معاشیات پڑھنا ہوتا ہے۔ ٹیلی ویژن کے ذریعے ان چاروں مضامین کو آسانی سے سکھایا یا پڑھایا جاسکتا ہے۔ ٹیلی ویژن پر سماجی علوم سے متعلق روزمرہ زندگی کی خبریں، دنیا بھر کی اہم خبریں، ماحولیاتی تبدیلیوں سے متعلق پروگرام بھی اشاعت ہوتے رہتے ہیں جو سماجی علوم کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور طلباء کے لیے بھی کافی مفید ہوتے ہیں۔اسکولوں میں ٹیلی ویژن پر تاریخی فلمیں، سماجی علوم پر تقریریں وغیرہ دِکھا کر بچوں کو سماجی علوم سے متعارف کروایا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن ایسا آلہ ہے جسے بچے دیکھ کر اور سن کر دونوں طریقے سے سیکھتے ہیں۔اس لیے طلباء کو کمرۂ جماعت میں معلم کے ذریعے پڑھائے گئے مضمون کو آسانی سے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

2) وڈیو(Video): سماجی علوم کے درس وتدریس میں وڈیو بھی اہم رول ادا کرتا ہے۔اس کے ذریعے طلبہ کو سماجی موضوعات سے متعلق وڈیو دکھا کر طلباء کے علم میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ سماجی علوم کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے میں وڈیو بہت ہی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ وڈیو کے ذریعے طلبہ کی شخصیت کے فروغ کا کام بھی لیا جاتا ہے۔مختلف طرح کی سماجی، سیاسی اور تاریخی فلموں کے ساتھ ساتھ ڈاکومنٹری فلمیں وڈیو پر دکھا کر طلباء کے علم میں اضافہ کرنے میں مدد فراہم ہوتی ہیں۔ وڈیو ایک بہترین تدریسی آلہ ہے۔ یہ کمرۂ جماعت میں طلبہ کی دلچسپی کا باعث بنتا ہے۔نفسیاتی طور پر بچے وڈیو دیکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں اس لیے اس کے ذریعہ ہم سماجی علوم کی تدریس بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں

4) فلم(Film): فلم دلچسپی اور تفریح کا بہترین آلہ ہے۔نفسیاتی طور پر طلبہ کو فلم دیکھنے میں دلچسپی ہوتی ہے۔فلم کو بھی کمرۂ جماعت میں

تدریسی آلہ کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سماجی علوم میں فلم ایک بہترین آلہ ہے۔ اس میں مختلف طرح کے سماجی اور سیاسی فلمیں، ڈاکومنٹری فلمیں، تاریخی فلمیں وغیرہ دکھا کر بچوں کو سماجی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ فلم کے ذریعے طلباء کی شخصیت کو بھی فروغ ملتا ہے۔ حقیقی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو فلم کے ذریعے آسانی سے سکھایا جاسکتا ہے۔ فلم آج کے دور کا بے حد اہم تکنیک و آلہ ہے۔ سماجی علوم کی تدریس میں فلم کا استعمال موقع اور سبق کے مناسبت سے معلم کو استعمال کرنا چاہیے۔

5) کمپیوٹر (Computer): کمپیوٹر جدید دور کی اہم ایجاد ہے۔ اس کے ذریعے زندگی میں بہت سے بدلاؤ دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے ہم لکھنا، پڑھنا اور بولنا آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ کمپیوٹر لکھنے پڑھنے کے علاوہ ٹیلی ویژن کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ آج کے دور میں کمپیوٹر سیکھنے کا ایک بہت ہی اہم آلہ ہے۔ سماجی علوم سے متعلق مختلف جانکاریاں آسانی سے انٹرنیٹ کے ذریعے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ جیسے سماجی علوم کی ابتداو نشوونما اور اس کے مختلف مضامین کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ کمپیوٹر پڑھنے لکھنے کے علاوہ تحقیق کرنے، امتحان لینے اور خود کی جانچ (Self Assessment) کرنے میں بھی کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں کمپیوٹر کا دائرہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اس کے استعمال کے بغیر روزمرہ کی زندگی میں خاص کر تعلیمی شعبے میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ تعلیم کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ اس لیے معلم کو اچھی طرح سے کمپیوٹر کی جانکاری ہونا ضروری ہے تاکہ وہ اس کا استعمال کمرۂ جماعت میں بہترین اور مؤثر طریقے سے کر سکے اور اپنے طلبہ کو بھی اس کا علم دے سکے۔

6) پروجیکٹر (Projector): پروجیکٹر کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے دوران استعمال کئے جانے والا ایک جدید (Modern) آلہ ہے۔ اس کے استعمال سے کمرۂ جماعت میں درس و تدریس کافی دلچسپ اور مؤثر ہو جاتا ہے۔ پروجیکٹر کے ذریعے کمرۂ جماعت میں تدریس کرنے سے بچوں کو سبق کے اہم نقطوں کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ پروجیکٹر میں اہم نقاط کو پردے پر دکھایا جاتا ہے جس سے بچے آسانی سے دیکھتے رہتے ہیں۔ اس سے ان کا ذہن اس نکات پر دیر تک قائم رہتا ہے جس سے ان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے معلم کو بھی پروجیکٹر کا علم ہونا ضروری ہے۔ آج کے تکنیکی دور میں پروجیکٹر درس وتدریس کے لیے اس کا استعمال کافی اہمیت رکھتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your Progress)

1۔ چھپی ہوئی اشیاء پر نوٹ لکھیے۔

____

____

2۔ سمعی آلات کون سے ہیں؟

____

____

4.5 نقشے اور گلوب (Map and Globe)

4.5.1 نقشے (Maps)

نقشہ کلینڈر کی طرح دکھائی دینے والی ایک اہم شے ہے۔ نقشے کا اکثر و بیشتر استعمال سماجی علوم کے مضمون کے درس وتدریس میں کیا جاتا

ہے۔سماجی علوم میں اس کا استعمال بہت ہی زیادہ ہوتا ہے۔جغرافیہ اور تاریخ پڑھانے میں نقشہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔نقشہ میں ہر چیز سپاٹ دکھائی دیتی ہے۔گلوب اور نقشہ میں بنیادی فرق یہی ہے کہ گلوب گول یا انڈے کی طرح دکھائی دیتا ہے جب کہ نقشہ سپاٹ دکھائی دیتا ہے۔نقشہ ایک ایسا سپاٹ کاغذ ہوتا ہے جس پر مختلف لائنوں،لفظوں، رنگوں ، علامتوں اور اصطلاحوں کے ذریعہ ہم زمین ، پہاڑ ، ندیوں وغیرہ کے مقام بناوٹ اور خصوصیات کو سمجھتے ہیں۔زمین پر پائے جاسکنے کے باڑے میں تفصیل سے سمجھنے میں نقشہ ہمارے لیے بہت ہی مددگار ثابت ہوتا ہے۔سماجی علوم کی تدریس کے درمیان نقشہ کا استعمال سبق کو آسان بنا دیتا ہے۔کمرۂ جماعت میں نقشہ کے ذریعہ طلباء کو سماجی علوم کے سبق کو سمجھنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔سماجی علوم میں کچھ سبق ایسے ہوتے ہیں جنہیں بغیر نقشہ کے سمجھا ہی نہیں جاسکتا۔معلم کو بھی نقشہ کے ساتھ سماجی علوم پڑھانے میں بہت سہولت ہوتی ہے۔تدریسی آلہ کے طور پر نقشے کا استعمال دنیا کے ہر ممالک میں ہوتا ہے اور اس میں استعمال کئے گئے علامتوں اور اصطلاحوں کی قبولیت پوری دنیا میں ہے۔

نقشہ کئی طرح کے ہوتے ہیں جیسے سماجی نقشہ (Social Map)، سیاسی نقشہ (Political Map) معاشی نقشہ (Economical Map)،جغرافیائی نقشہ (Geographical Map) وغیرہ۔نقشوں کے ذریعہ تاریخ کے کسی بھی عہد کے حکمراں کے سیاسی پھیلاؤ، ریاستوں کے رقبے وغیر کو آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔اسی طرح جغرافیہ میں نقشہ کے ذریعہ ہمیں ندی، پہاڑ ، میدان وغیرہ کے علاوہ عمارتوں، سڑکوں وغیرہ کی جانکاری اور سمجھ آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔سماجی علوم میں نقشے کے ذریعے تاریخ اور جغرافیہ کے دائرہ کار کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے اور اس سے تدریسی عمل دلچسپ بھی بنتا ہے۔اس کے ذریعہ دی گئی تعلیم کا اثر بچوں کے ذہن میں دیر تک رہتا ہے۔کمرۂ جماعت میں نقشے کے استعمال کے دوران معلم کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو نقشہ وہ استعمال کر رہا ہے وہ عمدہ قسم کا ہو اس کی تصویریں رنگین اور صاف ہوں تاکہ بچوں کو اچھی طرح دکھائی دے اور دلچسپ بھی لگے۔

نقشہ گلوب کے بہ نسبت آسان اور سہل ہوتا ہے۔اسے موڑ کر آسانی سے رکھا اور لایا لے جایا جاسکتا ہے۔یہ بازار میں چھپا ہوا بھی ملتا ہے یا معلم اور طالب علم اسے خود بھی آسانی سے تیار کر سکتے ہیں۔اس میں خرچ بھی کم لگتا ہے۔آج کے ترقی یافتہ اور تکنیکی دور میں نقشہ کا استعمال نہ صرف درس وتدریس میں ہوتا ہے بلکہ دنیا کے ہر شعبہ میں اس کا استعمال رائج ہے۔فوج ہو، حکمراں ہو، رہبری کرنے والا ہو گرچہ کہ زندگی کے ہر شعبے میں اس کی اہمیت اور ضرورت ہے۔آج نقشے کی اہمیت انسان کے روزمرہ زندگی میں بھی بہت زیادہ ہے۔آج انسان اپنے روزمرہ کی زندگی میں راستہ تلاش کرنے ،منزل تلاش کرنے میں نقشہ کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا باتوں سے انسانی زندگی میں نقشہ کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اس لیے نقشہ کی زبان، نقشہ کو پڑھنے اور نقشہ بنانے کی مہارت کا علم طلباء اور معلم کے پاس ہونا چاہیے۔سماجی علوم میں کئی طرح کے نقشے ملتے ہیں جیسے۔ سیاسی نقشے، سماجی نقشے، تاریخی نقشے، معاشی نقشے وغیرہ

نقشہ کی زبان (Language of Map)

نقشہ میں جگہ، پہاڑ، ندی، میدان وغیرہ سبھی معلومات کو علامتوں ، لکیروں ،نقطوں، رنگوں وغیرہ کے ذریعہ دکھایا جاتا ہے۔انہیں علامتوں، نقطوں اور لکیروں کے ذریعہ حقیقی چیزوں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔نقشہ میں علامتی زبان کے ذریعہ حقیقی چیزوں کی پہچان کو درج کیا جاتا ہے۔انہیں علامتی زبان کو پڑھ کر اور سمجھ کر ہم حقیقی مقام یا منزل کے بارے میں تفصیل سے معلومات حاصل کرتے ہیں۔اس لیے معلم اور طلباء کے لیے نہایت ضروری ہے کہ نقشہ کی زبان کا بھی علم ہو۔بغیر نقشہ کی زبان جانے نہ ہم نقشہ کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔اس لیے اشد ضروری ہے کہ معلم

سب سے پہلے طلباء کونقشہ کی زبان سکھائے پھرنقشہ کا استعمال کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے درمیان کرے۔

نقشہ کو پڑھنا(Map Reading)

نقشہ کو پڑھنا ایک مہارت ہے۔ ہرشخص کونقشہ کو پڑھنے کا علم جانتا ہو یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔نقشہ پڑھنے سے پہلے نقشے میں درج علامتوں کے بارے میں جاننا بے حد ضروری ہے۔بغیر علامتوں کے معنی ومطلب جانے ہم نقشہ کو نہیں سمجھ سکتے۔اس لیے سماجی علوم کے معلم اور طلباء کونقشہ پڑھنے کا فن آنا چاہیے تبھی اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔سماجی علوم کے معلم کو چاہیے کہ نقشہ کو تدریسی اشیاء کے طور پر استعمال کر کے طلباء کونقشہ پڑھنے کا فن سکھائے۔

نقشہ کا بنانا(Creating Map)

نقشہ بنانا بھی ایک فن اور مہارت ہے۔ ہرشخص نقشہ نہیں بنا سکتا۔سماجی علوم کے معلم کونقشہ بنانے کا فن آنا چاہیے تبھی وہ کمرۂ جماعت میں طلباء کو نقشہ بنانے کا طریقہ بتا اور سکھا سکتا ہے اور اسے تدریسی اشیاء کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔سماجی علوم کے سبھی طالب علموں کونقشہ بنانے کا ہنر آنا چاہیے۔اس کے لیے استاد کو سماجی علوم کے درس وتدریس کے درمیان خود کا بنایا ہوا نقشہ کمرۂ جماعت میں استعمال کرنا چاہیے اور طلباء سے بھی بنوانا چاہیے۔

4.5.2 گلوب(Globe)

سماجی علوم میں گلوب تدریسی آلہ کے طور پر خاص اہمیت کا حامل ہے۔سماجی علوم میں گلوب کا استعمال جغرافیہ اور تاریخ پڑھانے میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔گلوب کی شکل گول ہوتی ہے جس پر پوری دنیا کا نقشہ درج رہتا ہے۔ بنیادی طور پر گلوب کا استعمال جغرافیہ کے درس و تدریس(Teaching of Geography) کے دوران زیادہ کیا جاتا ہے۔اس کے ذریعے کرۂ ارض کا نقشہ بچوں کو دکھایا جاتا ہے۔اس کے ذریعہ زمین کی محوری گردش(Axial Rotation)، وقت کا بدلنا، موسم کا بدلنا وغیرہ کے بارے میں تفصیل سے بتایا و پڑھایا جاتا ہے۔گلوب کے ذریعہ طلباء کو جغرافیہ پڑھنے اور سمجھنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

سماجی علوم میں گلوب ایک نہایت ہی دلچسپ اور کارگر تدریسی آلہ ہے۔معلم کو گلوب کے ذریعہ دنیا کی بناوٹ اور اس کے سائز وغیرہ بتانے اور سمجھانے میں کافی سہولت ہوتی ہے۔معلم بہت سی ایسی باتیں جونقشہ سے نہیں سمجھائی جاسکتی وہ گلوب کے ذریعہ سمجھائی جاسکتی ہیں۔اس لیے اس کا استعمال سماجی علوم کے تدریس میں بہت ہی زیادہ دیکھنے کوملتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ(Check Your Progress)

1۔ گلوب کے استعمال کی تعلیمی اہمیت پر نوٹ لکھیے۔

____

____

2۔ نقشوں کے اقسام بیان کیجیے۔

____

____

4.6 چارٹس وگرافس (Charts and Graphs)

تدریس میں استعمال ہونے والے چارٹس اور گراف کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جن کا ذکر ذیلی سطور میں دیا جارہا ہے۔

4.6.1 چارٹ (Chart)

سماجی علوم کے مطالعے میں چارٹ پیپر کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ چارٹ درس وتدریس کو بہت ہی پُرکشش، دلچسپ اور مؤثر بناتا ہے۔ سماجی علوم کے چارٹ پیپر میں مختلف طرح کی تصویریں جیسے کوئی خاص جگہ، شخصیت، قومی نشانوں وغیرہ کی تصویریں بنائی جاتی ہیں۔ چارٹ پیپر کے ذریعے سبق کے مختلف نکات کو درج کرکمرۂ جماعت میں درس وتدریس کا کام انجام دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ چارٹ پیپر میں سبق سے متعلق معلومات، تاریخ وارانہ تفصیل وغیرہ بھی درج کئے جاتے ہیں۔ اس کے ذریعہ طلباء کو سبق سمجھنے میں کافی سہولت اور آسانی ہوتی ہے۔ چارٹ کو استعمال کے دوران معلم کو کچھ احتیاط بھی برتنی چاہیے جیسے چارٹ کا سائز زیادہ بڑا نہ ہو، موزوں کے مطابق ہو اور اس میں غیرضروری باتیں درج نہ ہوں۔

چارٹ کی کئی قسمیں ہوتی ہیں کچھ کا نام مندرجہ ذیل ہیں۔

تاریخ وارانہ چارٹ (Chronological Chart)

جدول سازی چارٹ (Tabulation Chart)

ترسیمی چارٹ (Diagrammatic Chart)

تصویری چارٹ (Pictorial Chart)

درخت چارٹ (Tree Chart)

فلو چارٹ (Flow Chart)

درجہ بندی چارٹ (Classification Chart)

اب ہم ان اقسام کی تفصیلات بیان کریں گے۔

(1) تاریخ وارانہ چارٹ (Chronology Chart)

سماجی علوم کی تدریس میں تاریخ وارانہ چارٹ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کے چارٹ میں واقعات کو تاریخ وارانہ طریقے سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں بڑے بڑے واقعات کو تصویروں اور علامتوں کے ذریعہ مختلف رنگوں میں دکھایا جاتا ہے۔ واقعات کو سلسلہ وار طریقے سے پیش کیا جاتا ہے تاکہ طلباء کو آسانی سے سمجھ میں آسکے۔ چونکہ سماجی علوم میں تاریخ، سیاست، معاشیات اور جغرافیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ تاریخ وارانہ چارٹ کے ذریعے ان چاروں مضامین کے تاریخی حصے کو اس چارٹ کے ذریعے بہتر طریقے سے دیکھایا جاسکتا ہے۔ تاریخ ورانہ چارٹ کے ذریعہ معلم کسی بھی ملک، جگہ یا واقعات کی تاریخ کو کمرۂ جماعت میں مؤثر طریقے سے پڑھا سکتا ہے۔ اس کے استعمال سے کمرۂ جماعت کی درس وتدریسی ماحول دلچسپ ہوجاتی ہے جس سے طلبا کی تدریسی واکتسابی عمل میں بہتر شمولیت دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس کے ذریعہ دی گئی تعلیم بچوں کو آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے اور اس کا اثر اس کے ذہن پر دیر تک قائم بھی رہتا ہے۔ کمرۂ جماعت میں اس کے استعمال

سے طلباء کو واقعات کو بتاریخ سمجھنے اور یاد کرنے میں بہت ہی آسانی ہوتی ہے۔معلم کو تاریخ وارانہ چارٹ کا استعمال سبق کے مطابق کمرۂ جماعت میں ضرور کرنا چاہیے اور تاریخ وارانہ چارٹ بنانے میں طلبا کی بھی شمولیت حاصل کرنی چاہیے۔

(2) جدول (Tabulation Chart)

اس طرح کے چارٹ میں کسی واقعات یا چیزوں کی جانکاری شمارہ نمبر کے ساتھ ٹیبل بنا کر تفصیل کے ساتھ لکھی رہتی ہیں۔سماجی علوم کے درس و تدریس کے دوران اس طرح کے چارٹ کثرت سے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ان کے ذریعہ طلباء کو بادشاہوں، مختلف اہم جنگوں، حکمرانوں وغیرہ کی فہرست بنا کر کمرۂ جماعت میں دکھائی جاتی ہے۔اس طرح کے چارٹ میں اعداد و شمار وغیرہ کو کمرۂ جماعت میں سمجھانے اور پڑھانے میں کافی مدد ملتی ہے۔(مثال اگلے صفحہ پر دیکھیں)

The Numbers given in the Brackets are the maximum marks of each subject

Name	Subject – 1 (Max Marks)					
	Mathematics	Chemistry	Physics	Geography	History	Computer Science
	(150)	(130)	(120)	(100)	(80)	(40)
Muskan	90	50	100	56	45	35
Ashish	100	60	90	88	76	28
Rohit	90	45	78	45	81	33
Zubair	60	89	92	88	59	19
Nadaf	70	45	67	73	56	20
Ayush	76	67	55	29	78	33
Asif	56	88	77	52	55	25

(3) ترسیمی چارٹ (Diagrammatic Chart)

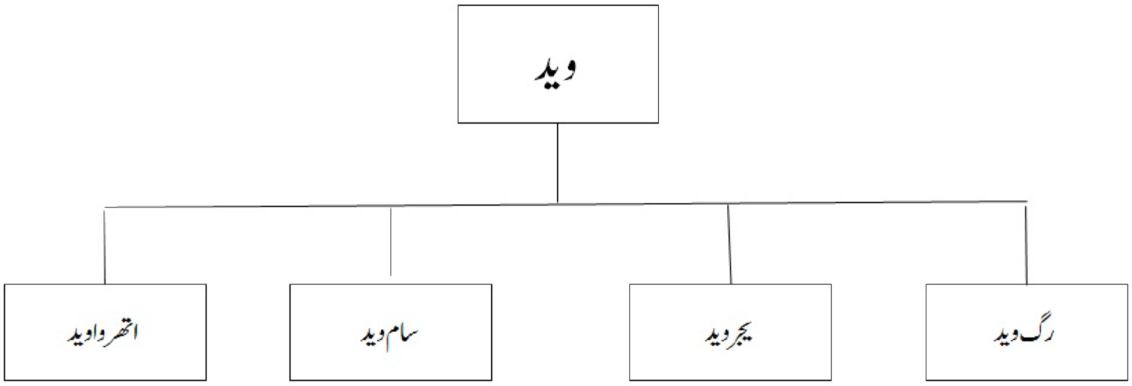

سماجی علوم میں ترسیمی چارٹ بہت اہمیت کا حامل ہے۔اس میں لکیروں کے ذریعے سبق کو پڑھایا جاتا ہے۔معلم تختۂ سیاہ پر لکیروں کو بنا کر

سبق کو نکات کے درمیان آپسی تعلقات کے بارے میں طلباء کو بتاتے ہیں۔اس تدریسی آلہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے باہر سے بنا کر نہیں لانا پڑتا ہے۔ بلکہ معلم حسب ضرورت کمرۂ جماعت میں تختۂ سیاہ پر بنا کر تدریسی عمل کو انجام دے دیتا ہے۔تدریس کے درمیان جب کوئی دوسرا تدریسی آلہ موجود نہ ہواس وقت بھی یہ ایک کارگر آلہ ثابت ہوتا ہے۔ترسیمی آلہ مندرجہ ذیل طریقے کے ہوتے ہیں۔

تصویری چارٹ(Pictorial Chart)

اس طرح کے چارٹ میں سبق سے متعلق تصویریں بنا کر کمرۂ جماعت میں طلباء کو دکھایا جاتا ہے۔نفسیاتی نظریہ سے دیکھا جائے تو بچے تصویریں دیکھنا کافی پسند کرتے ہیں۔اگر تصویریں رنگین ہوتو انہیں اور زیادہ پسند آتے ہیں۔چارٹ پیپر میں جب معلم سبق سے متعلق رنگین تصویریں بنا کر کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرتا ہے تو کمرۂ جماعت کا ماحول پرکشش اور دلچسپ بن جاتا ہے۔اور طلباء کافی دلچپسی کے ساتھ تدریسی عمل میں شامل ہوتے ہیں۔اس طرح کے چارٹ نچلے درجہ کے لیے کافی مفید ثابت ہوتے ہیں۔

تصویر۔گوگل انٹرنیٹ

4.6.2 گراف(Graphs)

گراف سماجی علوم میں استعمال کئے جانے والا ایک اہم آلہ (Tool) ہے۔اس کا استعمال سماجی علوم میں مفروضات یا اعداد وشمار سے متعلق معلومات فراہم کرنے میں کیا جاتا ہے۔گراف کے ذریعہ معلم مفروضات یا اعداد و شمار کے باہمی تعلقات یا پھر ان کے درمیان مماثلت(Similarity) طلباء کو بتاتا ہے۔گراف دوسرے تدریسی اشیاء کی طرح بازار سے خریدا نہیں جا سکتا بلکہ معلم کو خود سے بنانا پڑتا ہے۔گراف تیار کرنے یا بناتے وقت معلم کو بہت ہی احتیاط برتنی چاہیے کیونکہ ذرا سی بھول یا چوک سے گراف کے معنی بدل جاتے ہیں۔معلم کو چاہیے کہ وہ طلباء کو بھی گراف بنانا سکھائے۔

گراف کی کئی قسمیں ملتی ہیں سماجی علوم میں استعمال کئے جانے والے کچھ گراف مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ بارگراف(Bar Graph)

2۔ پائی گراف(Pie Graph)

3۔ لائن یا خطی گراف(Line Graph)

4۔ تصویری گراف(Pictorial Graph)

ا)بارگراف(Bar Graph)

اس میں مفروضات یا اعداد وشمار کو دکھانے کے لیے باریکی سے گراف پیپر پر بار کی طرح لائن کھینچی جاتی ہے۔اس کی مثال اگلے صفحے پر دی جارہی ہے۔

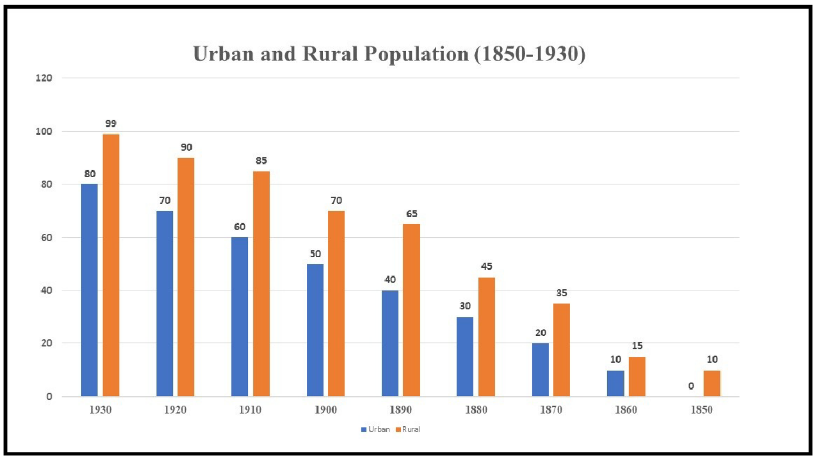

2) پائی گراف(Pie Graph)

پائی گراف کا استعمال اعداد وشمار کے موازنہ ان کے درمیان تعلق وغیرہ بتانے کے لیے کیا جاتا ہے۔ اسے گراف پیپر پر یا گراف بورڈ پر بنا کر معلم سماجی علوم کے درس وتدریس کے درمیان استعمال کرتا ہے۔ اسے بنانے یا تیار کرنے میں معلم کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ درس وتدریس کے درمیان اس کے استعمال سے سبق آسان اور سہل ہو جاتا ہے۔

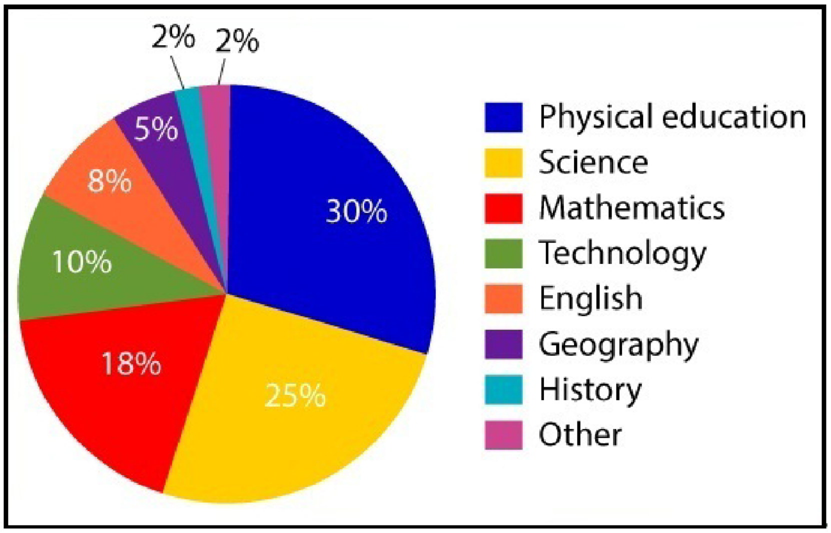

3) لائن یا خطی گراف(Line Graph)

یہ بھی پائی گراف کی طرح ہی ہوتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس میں پائی کی جگہ لائن کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا بھی استعمال پائی گراف ہی کی طرح کمرۂ جماعت میں ہوتا ہے۔ اسے بھی بنانے یا تیار کرنے میں معلم کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ سماجی علوم کے درس وتدریس کے درمیان اس کے استعمال سے بھی سبق آسان وسہل اور دلچسپ ہو جاتا ہے۔

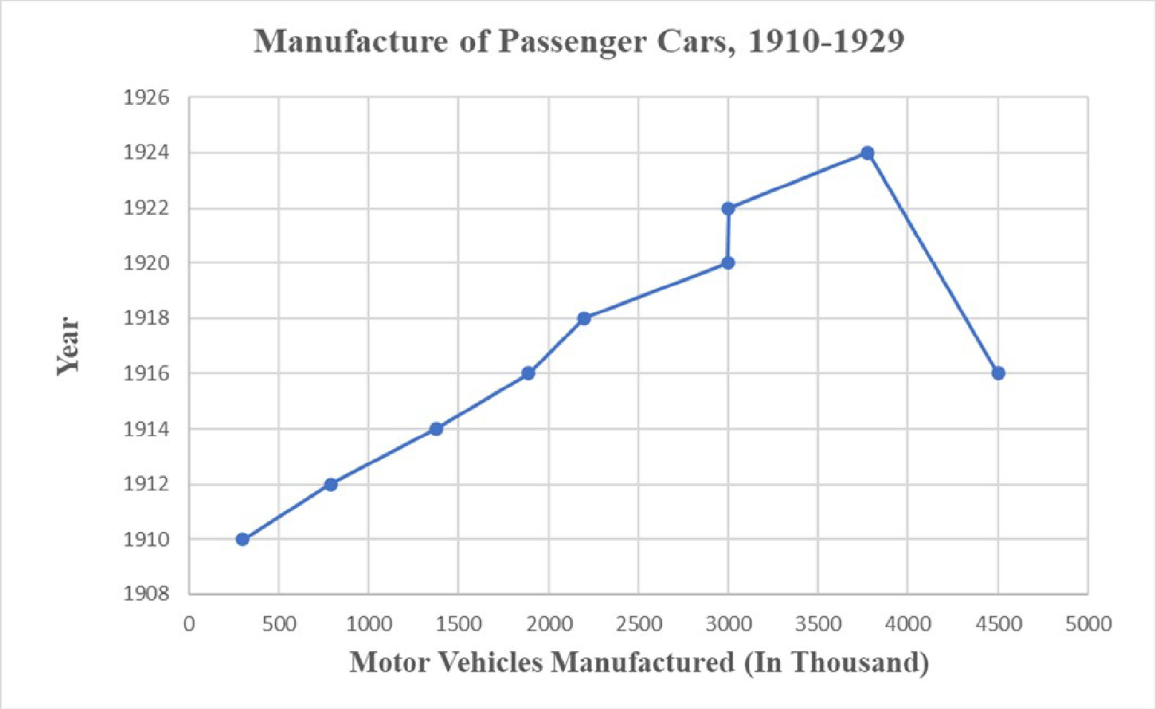

4) تصویری گراف(Pictorial Graph)

اس گراف میں رنگین تصویر کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس طرح کے گراف دیکھنے میں دلکش اور دلچسپ لگتے ہیں ۔سماجی علوم کا معلم کمرۂ جماعت میں درس وتدریس کے درمیان جب اس کا استعمال کرتا ہے تب تدریسی عمل کافی دلکش اور مؤثر ہوجاتا ہے۔

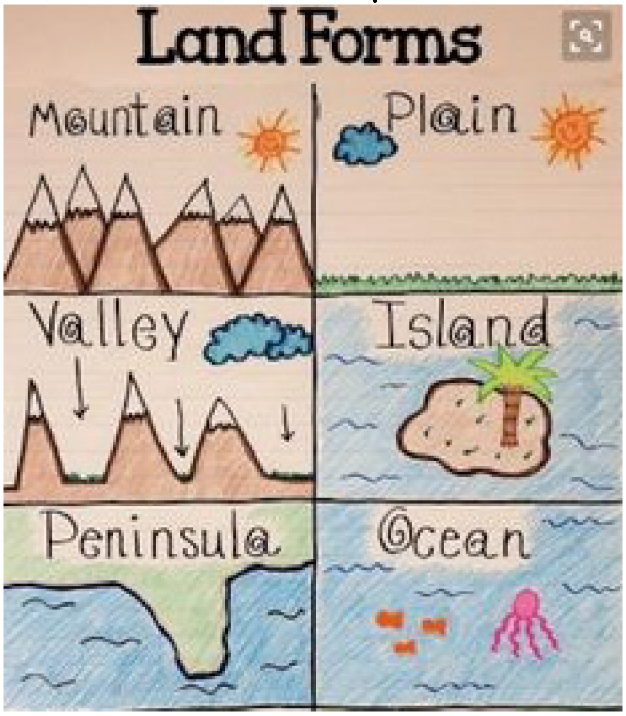

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your Progress)

1۔ گراف کے مختلف اقسام بتائیے۔

2۔ تاریخ وارانہ چاڑٹ کے بارے میں لکھیے۔

4.7 ماڈل اور اس کے اقسام (Type of Model)

ماڈل یعنی نمونہ (Model)

نمونہ کا استعمال سماجی علوم کے تدریس میں بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ درس تدریس کے درمیان معلم جب بڑے بڑے حقیقی اشیاء کو چھوٹی شکل میں بنا کر کمرۂ جماعت میں پیش کرتا ہے تو اسے ہم ماڈل یا نمونہ کے نام سے جانتے ہیں۔ نمونہ کے استعمال سے طلباء کو سبق کے متعلق حقیقی علم حاصل ہوتا ہے کیونکہ ماڈل حقیقی اشیاء کی سچی تصویر پیش کرتا ہے۔ سماجی علوم کی تدریس کے درمیان معلم سبق کے مطابق مختلف طرح کے نمونوں کو کمرۂ جماعت میں مظاہرہ کرتا ہے جیسے ہتھیاروں، برتنوں، عمارتوں، شخصیتوں وغیرہ کے نمونوں کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ ماڈل خود سے بنائے بھی جاتے ہیں یا ضرورت کے مطابق بازار سے خریدا بھی جا سکتا ہے۔ چونکہ کوئی بھی ماڈل حقیقت کی ترجمانی کرتا ہے اس لیے اس کا استعمال کرتے وقت معلم کو اس بات پر ہمیشہ خاص طور سے خیال رکھنا چاہیے کہ وہ جو ماڈل اور جس اشیاء کا ماڈل کمرۂ جماعت میں استعمال کرنے جا رہا ہے وہ اس کی صحیح ترجمانی کرتا ہو اور اس کی معنویت قابل قبول ہو۔ جہاں تک ہو سکے معلم کو ماڈل خود سے بنا کر پیش کرنا چاہیے یا معلم چاہے تو ماڈل طلباء سے بھی تیار کرا سکتا ہے۔ ماڈل بنانے میں ایسی چیزوں کا استعمال کرنا چاہیے جس میں کم سے کم خرچ ہو یا بغیر کسی خرچ کے ہی بنایا جا سکے۔ ماڈل بنانے میں مقامی ذرائع کا استعمال کرنا چاہیے جیسے لکڑی، بانس، کاغذ، ٹوٹا ہوا سامان وغیرہ۔

سماجی علوم میں کئی طرح کے ماڈلس دیکھنے کو ملتے ہیں۔

کارگرد ماڈل (Functional Model): کارکرد ماڈل وہ ماڈل ہے جس میں کسی بھی اشیاء کی اصل کارگردگی کو کمرۂ جماعت میں دکھایا جاتا ہے۔ جیسے پہاڑوں کے برف اور جھرنے کا ماڈل، سمندروں کی لہروں کا ماڈل وغیرہ۔ ان میں کارگرد چیزوں کے ماڈل کو کمرۂ جماعت میں استعمال کر کے سبق کو سہل طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

غیر حرکی ماڈل (Non Functional Model): اس میں ایسی اشیاء کا ماڈل بنایا جاتا ہے جو غیر حرکی ہو۔ یعنی ایسی چیز جو خود سے حرکت نہیں کر سکتی ہو۔ جیسے بت، مورتیاں، عمارتوں وغیرہ کے ماڈل اس میں بنائے جاتے ہیں۔ کمرۂ جماعت میں انہیں دکھا کر طلباء کو بڑی اور غیر موجود چیزوں کے بارے میں معلومات فراہم کئے جاتے ہیں۔

تجسیم ماڈل (Scuptural Model): اس میں ایسے ماڈل تیار کیے جاتے جسے زمین کی سطح پر کھڑا کر مجسمہ کی طرح طلباء کے سامنے پیش

کیا جا سکے۔اس میں انسانی مورت،قدرتی مناظر،درخت وغیرہ کے ماڈل تیار کئے جاتے ہیں جسے کمرۂ جماعت میں دیوار سے لگا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے اوراس کے ذریعے تدریسی عمل کو پورا کیا جاتا ہے۔استعمال کیا جاتا ہےاوراس کے فروغ وترقی کی تاریخ اور جغرافیائی حالات کو سمجھ سکتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your Progrees)

1۔ ماڈل کی کوئی دو قسموں کے باڑے میں لکھیے۔

____

____

2۔ سماجی مطالعے کی تدریس میں ماڈل کے استعمال پر نوٹ لکھیں۔

____

____

4.8 یاد رکھے جانے والے نکات (Points to be Remembered)

سماجی علوم میں درسی و تدریسی اشیاء کا استعمال کافی اہمیت کے حامل ہیں۔سماجی علوم کے معلم کے لیے تدریسی اشیاء تدریسی عمل میں بہت ہی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ درسی امدادی اشیاء کے استعمال سے کمرۂ جماعت میں موضوع کو سمجھانے اور سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔معلم کو اس کا استعمال سبق کی ضرورت اور مناسبت کے مطابق اپنے تدریسی عمل کے درمیان کرنی چاہیے۔کمرۂ جماعت میں اس کا استعمال وقت اور ضرورت کے مناسبت سے کرنا چاہیے۔تدریسی اشیاء ایسی ہونی چاہیے جو تعلیمی لحاظ سے مفید اور طلباء کے سیکھنے میں مددگار رہو ورنہ چند چیزوں کے مظاہرے سے طلباء کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔تدریسی اشیاء خوبصورت، صاف اور موزوں ہونا چاہیے۔ درسی آلات کا استعمال طلباء کی عمر، درجہ اور ذہنی سطح کے مطابق ہی کرنا چاہیے۔ایک ہی موضوع یا سبق میں بہت سے تدریسی اشیاء کے استعمال سے گریز کرنا چاہیے۔اس سے طلباء کو سمجھنے میں پریشانیاں آسکتی ہیں۔جہاں تک ہو سکے تدریسی امدادی اشیاء کو معلم خود سے بنا کر پیش کریں۔

سماجی علوم یا دیگر مضامین میں تدریسی امدادی اشیاء کے استعمال کی کافی گنجائش ہوتی ہے۔تدریسی امدادی اشیاء کے استعمال سے سماجی علوم کے مختلف مہارتوں کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔اس کے استعمال سے طلباء میں ادبی ذوق بھی پیدا کیا جاسکتا ہے۔تدریسی اشیاء کے استعمال سے کمرۂ جماعت میں نظم وضبط کو قائم رکھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

☆ تدریسی واکتسابی مواد کمرۂ جماعت میں تدریس کو مؤثر بناتی ہے

☆ تدریسی واکتسابی مواد عموماً چار طرح کے ہوتے ہیں۔۔

(1) چھپا ہوا مواد (2) سمعی

(3) بصری (4) سمعی وبصری

☆ چھپی ہوئی آلات میں میگزین، جرنلس وغیرہ آتے ہیں۔

☆ سمعی۔ایسے تدریسی واکتسابی مواد جسے صرف سنا جاتا ہے جیسے ریڈیو،ٹیپ ریکارڈر۔

☆ بصری۔ایسے تدریسی واکتسابی مواد جسے دیکھا جاسکتا ہو جیسے چارٹ،ماڈل گراف وغیرہ

☆ سمعی وبصری۔ایسے مواد آتے ہیں جسے سنا بھی جاسکتا ہے اور دیکھا بھی جاسکتا ہے جیسے فلم،سنیما وغیرہ۔

4.9 فرہنگ(Glossary)

اکتساب	Learning،سیکھنا
اشیاء	Materials،سامان
تعاون	Co-operative مددگار
سمعی آلات(Audio Aids)	وہ تدریسی آلات جسمیں صرف آواز ہو۔
بصری آلات(Visual Aids)	وہ تدریسی آلات جو صرف دکھائی دیتا ہو
سمعی بصری	Audio-Visual Aids
تاریخ وارانہ چارٹ (Choronoligical Chart)	جس چارٹ سے واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔
Printed Material	چھپا ہوا مواد

4.10 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں(Unit end Exercise)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Objective Answer Type Question)

(1) ماڈل کے کتنے اقسام ہوتے ہیں؟

(ا) 2 (ب) 3 (ج) 5 (د) ان میں کوئی نہیں

(2) تدریسی اشیا تختہ سیاہ کون سے زمرہ میں آتا ہے؟

(ا) سمعی اشیاء (ب) بصری اشیاء (ج) سمعی وبصری اشیاء (د) ان میں سے کوئی نہیں

(3) ان میں سے کون سمعی آلات نہیں ہیں؟

(ا) ٹیپ رکارڈ (ب) ریڈیو (ج) دونوں (د) ان میں سے کوئی نہیں

(4) زمانہ قدیم میں استاد کا طریقۂ تدریس کیا تھا؟

(ا) تقریر (ب) برین اسٹورمنگ (ج) متعلقہ جگہ کی سیر (د) ان میں سے سبھی

(5) ان میں سے کن تدریسی اشیاء کو چلانے کے لیے بجلی کی ضرورت نہیں ہوتی؟

(ا) ٹی وی (ب) ٹیپ رکارڈر (ج) پروجکٹر (د) ان میں سے کوئی نہیں

مختصر جوابات کے حامل سوالات(Short Answer Type Question)

1۔ سماجی مطالعہ میں درس وتدریسی اشیاء کی اہمیت بیان کیجیے۔

2۔ سماجی مطالعہ میں درسی وتدریسی اشیاء کی درجہ بندی کیجیے۔

3۔ سماجی مطالعہ میں نقشہ اور گلوب کی اہمیت واضح کیجیے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات(Long Answer Type Question)

1۔ سماجی مطالعہ میں درسی اشیاء کے طور پر چارٹ کی قسمیں اوران کی اہمیت بیان کیجیے۔

2۔ تدریسی معاون اشیاء کے طور پر گراف کے اقسام اوران کے استعمال پر نوٹ لکھیے۔

3۔ ماڈل اوران کی قسمیں بیان کیجیے۔

4.11 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

1۔ محمد ابراہیم خلیل۔طریقۂ تدریس سماجی علوم(2012)،دکن ٹریڈرس اینڈ پبلیکشر،حیدرآباد

2۔ اتیحاس شِکچھن۔رام پال سنگھ (2007)،آر لال بک ڈپو،میرٹھ

3۔ سماجک ادھیین شِکچھن کا پرنالی وگیان۔گوروسرن داس تیاگی(2013)،اگروال پبلیکشن،آگرہ

4۔ سماجی علوم کی تدریس۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

5۔ تصویریں۔گوگل ویب سائٹ

6- Das,B.N. (2016), Method of Teaching Social Studies,Neel Kamal Publication Pvt.Ltd.Hydrabad

7- Kochher,S.K (2014).The Teaching Of Socail Studies,Sterling Publisher,New Delhi.

8- Mangal. S.K.& Mangal. U (2015).Teaching Of Socail Studies, PHI learning Pvt. Ltd,New Delhi.

اکائی5۔ سماجی مطالعہ میں تعین قدر

(Evaluation in Social Studies)

اکائی کے اجزا

5.1 تمہید (Introduction)
5.2 مقاصد (Obiectives)
5.3 سماجی مطالعہ میں تعین قدر (Evaluation in Socail Studies)
5.4 تعین قدر کا مفہوم اور تعریف (Meaning and Definition of Evaluation)
5.5 پیمائش (Measurement)
5.6 پیمائش اور تعین قدر میں فرق (Difference between Measurement and Evaluation)
5.7 تعین قدر کے مقاصد (Purpose of Evaluation)
5.7.1 تعین قدر کا عمل (Process of Evaluation)
5.7.2 ایک اچھے تعین قدر کے اصول (Principles of Good Evaluation)
5.7.3 تعین قدر کے آلات یا تکنیکیں (Evaluation Tools or Techniques)
5.8 سماجی مطالعہ میں تعین قدر کے کمیتی اور کیفیتی (مقداری اور معیاری) آلات
(Quantitative and Qualitative Tools of Evoluation in Social Studies)
5.8.1 کمیتی (میقداری) تعین قدر (Quantitative Evaluation)
5.8.2 کیفیتی (معیاری) تعین قدر (Qualitative Evaluation)
5.9 مسلسل اور جامع جانچ (Continuous and Comprehensive Evaluation) (CCE)
5.9.1 مسلسل اور جامع جانچ کے مقاصد (Obiectives of CCE)
5.9.2 مسلسل جامع جانچ کو نافذ کرنے میں اساتذہ کا کردار (Role of Teacher for Implementing CCE)
5.10 یاد رکھنے کے نکات (Points to be Remembered)
5.11 فرہنگ (Glossary)
5.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Exercises)
5.13 مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Readings)

5.1 تمہید (Introduction)

سماجی علوم میں طالب علم کا تعین قدر کرنا ایک اہم کام ہے۔اس کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ طلبہ نے سماجی علوم کی تدریس کے مقاصد کس حد تک حاصل کئے ہیں۔تعین قدر عموماً سند کی اجرائی (Certification) اور ملازمت کی فراہمی (Placement) کے لیے کی جاتی ہے لیکن تدریسی مقاصد کے بہتر حصول کے لیے تعین قدر اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔اس غرض سے جو تعین قدر کی جاتی ہے وہ مسلسل اور جامع طرز پر ہونا چاہیے۔

ابتداء میں سماجی علوم کے ٹیچر کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ ادراکی و غیر ادراکی اکتساب کے (Cognitive and Non cognitive) ماحصل میں کس کی پیمائش اور تعین قدر کی جانی چاہیے، اور اس کام کے لیے کون سے طریقے اور ذرائع دستیاب ہیں۔اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ایک اچھا پرچۂ سوالات کیسے ترتیب دیا جائے اور کس طرح طلبہ کی کارکردگی کی تعین کی جائے کہ تعین قدر کا عمل درست بھی ہو اور قابلِ اعتماد بھی۔اس اکائی میں ان تمام پہلوؤں پر سماجی علوم کے نقطۂ نظر سے بحث کی جائے گی۔

5.2 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے اختتام پر معلم / طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ سماجی علوم میں تعین قدر کے مقاصد اور اس کے خصوصیات بیان کر سکیں۔
- ☆ یہ جان سکیں کہ تعین قدر کو کس طرح ایک جامع اور مسلسل عمل کی صورت میں اختیار کیا جائے۔
- ☆ تشکیلی (Formative) اور تجمیعی (Summative) تعین قدر کے درمیان فرق کر سکیں۔
- ☆ سماجی علوم میں تعین قدر کے مختلف ذرائع اور طریقۂ کار کی نشان دہی کر سکیں۔
- ☆ یہ جان سکیں کہ ٹیچر کے تیار کردہ امتحان اور معیاری امتحان کس وقت استعمال میں لائے جاتے ہیں۔
- ☆ سماجی علوم میں مضمون کے مواد کا تجزیہ کر سکیں۔
- ☆ رویوں کی اصطلاحات میں تدریس کے مقاصد تحریر کر سکیں۔
- ☆ امتحان کا تفصیلی نقشہ مرتب کر سکیں۔
- ☆ ادراکی و غیر ادراکی ماحصل کی تعین قدر کے لیے سوالات تیار کر سکیں۔
- ☆ یہ بتا سکیں کہ ایک اچھے پرچۂ سوالات کی تیاری میں کن امور کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔
- ☆ کمیتی اندازۂ قدر اور کیفیتی اندازۂ قدر کے صحیح اور مناسب وقت کا فیصلہ کر سکیں۔
- ☆ معروضی طرز پر درجہ بندی کرنے اور نمبر دینے کا طریقہ جان سکیں۔
- ☆ کیفیت اور معیار کے اعتبار سے طلبہ کی کارکردگی کی توضیح کر سکیں۔

سماجی علوم میں جانچ کے مقاصد (Objective of Social Studies)

تعلیمی عمل میں تعین قدر ایک اہم اور لازمی جز و کی حیثیت رکھتا ہے۔خصوصیت سے اسکولی تعلیم کے مرحلہ میں تعین قدر کے نقطۂ نظر سے سماجی علوم ایک اہم مضمون ہے۔اس مضمون کے ٹیچر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تعین قدر کے عمل کو بہتر انداز میں انجام دیں تا کہ جن مقاصد کے لیے

سماجی علوم کی تدریس کیجا رہی ہے ان کے حصول کا علم ہو سکے۔طلبہ میں مختلف قابلیتوں ،صلاحیتوں ، دلچسپیوں ،رویوں اور دیگر خصوصیات کو پروان چڑھانا بھی سماجی علوم کی تدریس کا ایک مقصد ہے ان مقاصد کے حصول کا جائزہ بھی تعین قدر ہی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔اور کسی بھی طالب علم کی قابلیتوں،صلاحیتوں، دلچسپیوں کے متعلق اسی ذریعہ سے واضح نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔

5.3 سماجی مطالعہ میں تعین قدر(Evaluation in Social Studies)

قدر پیمائی تدریسی عمل یا فعل کا اہم اور خاص حصّہ ہے۔سماجی علوم کے طلبہ کے عمل یا کام کی قدر پیمائی کرنا ایک اہم سرگرمی ہے کیونکہ اس کے ذریعے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلبہ نے کتنا سیکھا اور سماجی علوم کے مقاصد کس حد تک مکمل ہوئے۔قدر پیمائی کی اہمیت صرف درس وتدریس ہی میں نہیں ہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں ہے۔ ہماری پوری زندگی میں قدر پیمائی شامل ہوتی ہے اور اس کی مدد سے ہم آگے بڑھتے ہیں۔قدر پیمائی کے ذریعے ہم اپنی کمزوری اور مضبوطی کو سمجھ پاتے ہیں سماجی علوم میں قدر پیمائی کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کو سند(Certifcate) دینا اور ان کو مختلف درجے میں رکھنا جیسے اول، دوم اور سوم وغیرہ۔سماجی علوم کے معلم کے لیے قدر پیمائی بہت اہم ہے کیونکہ وہ اس کے ذریعے طلبہ کی صلاحیت اور قابلیت کو جانچتا ہے اور اسی کے مطابق اپنی تدریس میں تبدیلی لاتا ہے۔معلم قدر پیمائی کے ذریعے طلبہ کے طرزِ عمل میں تبدیلی کا پتہ لگاتا ہے اور طلبہ کی رہنمائی کرتے ہوئے تشخیص کرتا ہے اور پھر ان کے لیے الگ سے تدریس کا انتظام کرتا ہے تاکہ طلبہ سماجی علوم کے تدریسی مقاصد کو پورا کرسکیں۔

اپنی معلومات کی جانچ(Check your progress)

1۔ تعین قدر کی اہمیت واضح کیجیے۔

____

____

5.4 تعین قدر کا مفہوم اور تعریف(Meaning and Definition of Evaluation)

تعین قدر پیمائی کے معنی ہیں کسی بھی مانے ہوئے پیمانے کے مطابق تخمینہ کرنا یا جانچنا۔تعین قدر کے ذریعے ہم طلبہ کی کارکردگی کو کسی مانے ہوئے معیاری پیمانے کے مطابق جانچتے ہیں تعین قدر یا قدر پیمائی ایک فعل ہے جو یہ بتاتا ہے کہ طلبہ نے سماجی علوم کے تدریسی مقاصد کو کس حد تک پورے کئے یا حاصل کئے۔ سماجی علوم کے معلم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ طلبہ کے سیکھنے کے وقوفی (Cognitive) اور غیر وقوفی (non.cognitive) نتیجوں کو ناپنے اور جانچنے کے آلات اور طریقہ کار سے واقفیت ہوتا ہے کہ وہ طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو صحیح طریقے سے جانچ سکے۔معلم کو اچھے سوالات بنانے میں مہارت ہونی چاہیے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ طلبہ کی کارکردگی کو جس آزمائشی پیمانے سے جانچنا چاہیے وہ معتبر(Reliable) اور معقول(valid) ہو۔تعین قدر تعلیمی عمل کو صحیح اور درست کرنے کے لیے کیا جاتا ہے نہ کہ طلبہ کو آخری سند کے لیے۔اس کے ذریعے معلم طلبہ کی کمزوری کو پتہ لگا کر اس کمزوری کو دور کرنے کے لیے اصلاحی تدریس کرتا ہے اور طلبہ اپنی کمزوری کو معلم کی مدد سے دور کرتا ہے۔اس طرح طلبہ اپنے مضمون میں مکمل علم حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔

تعریف (Introduction)

سی سی راس(C.C Ross) کے مطابق:’’لفظ تعین قدر جانچ یا پیائش سے الگ ہے کیونکہ تعین قدر اس عمل یا فعل کو کہتے ہیں جس میں طلبہ کے تمام جہتوں کو اور پورے تعلیمی ماحول کو ناپا جاتا ہے۔

ویسلے (Wesley) کے مطابق: تعین قدر ایک داخلی تصور ہے جو مطلوبہ نتائج کی خوبی یا صفت، اہمیت اور موثر ہونے پر فیصلہ کرنے کے لیے تمام طرح کی کوششوں اور وسائل کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ معروضی سند اور موضوعی مشاہدہ کا مرکّب ہے۔ یہ مکمل اور آخری تخمینہ ہے۔ یہ لائحہ عمل میں ترمیم یا جزوی اصلاح کرنے اور مستقبل کے لائحہ عمل کو بنانے میں اہم رول ادا کرتا ہے اور صحیح راستہ دکھاتا ہے۔

جان مائکلس (John Michaelis) کے مطابق: ''تعین قدر مقاصد کے حصول کی حد کو متعین کرنے والی سرگرمی ہے۔ اس میں تدریس کے نتیجے کو جانچنے کے لیے معلم، طلبہ، صدر مدرسہ اور اسکول کے دیگر عملہ یا ملازمین کے ذریعے استعمال کی جانے والی سبھی سرگرمیاں شامل ہیں۔''

حنّا (Hanna) کے مطابق: ''تعین قدر ایک عمل یا فعل ہے جو اسکول کے ذریعے ہونے والی طلبہ کے طرزِ عمل میں تبدیلی کے ثبوت کو اکٹھا کرتا ہے اور ان کی تشریح کرتا ہے''۔

کوٹھاری کمیشن (Kothari Commission) کے مطابق: ''تعین قدر ایک مسلسل فعل یا عمل ہے جو پورے تعلیمی نظام کا اہم حصّہ ہے اور اس کا تعلیمی مقاصد سے بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ معلم کے طریقہ تدریس اور طلبہ کی مطالعہ کرنے کی عادت کو بہت متاثر کرتا ہے اور یہ نہ صرف تعلیمی حصول کو ناپنے میں مدد کرتا ہے بلکہ اسے بہتر بنانے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔''

مذکورہ بالا تعریفوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں جس سے قدر پیمائی کی خصوصیات صاف ہو جاتی ہے:

(i) تعین قدر ایک ایسا عمل ہے جو مسلسل چلتا رہتا ہے۔
(ii) تعین قدر معلم کو اپنے تدریس کے طریقہ کار میں اصلاح کرنے میں مدد کرتی ہے۔
(iii) تعین قدر طلبہ کو انفرادی اور وسیع مطالعہ کے لیے متحرک کرتا ہے۔
(iv) تعین قدر طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو جانچتا ہے۔
(v) تعین قدر طلبہ کے طرزِ عمل میں ہونے والی تبدیلی کو جانچتا ہے اور اس کی تشریح کرتا ہے۔
(vi) تعین قدر کا تعلیمی مقاصد سے بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ اس کے ذریعے ہی تعلیمی مقاصد کے حصول کو جانا جا سکتا ہے۔
(vii) تعین قدر تعلیمی معیار کو بہتر بناتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your progress)

1۔ تعین قدر کی مفہوم کی وضاحت کیجیے۔

____

____

5.5 پیمائش یا جانچ (Measurement)

پیمائش وہ عمل یا فعل ہے جو یہ بتاتا ہے کہ طلبہ نے موادِ مضمون پر کتنا عبور حاصل کیا۔ طلبہ کی کامیابی سے متعلق معلم اس کے ذریعے فیصلہ لیتا ہے طلبہ کی کامیابی پر فیصلہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں کامیابی کی سطح معلوم ہونی چاہیئے۔ کامیابی کی سطح کو ہم جانچ کے ذریعے معلوم کرتے ہیں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ متعلم (طالب علم) کی کارگزاری کیسی اور کتنی ہے۔ جانچ کا اہم مقصد ہوتا ہے طلبہ کے ذریعے دیئے گئے جوابات پر نمبرات دے دینا طلبہ کو جوابات میں نمبر دینے کے بعد جانچ کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ جانچ کے ذریعے ہم طلبہ کی ہمہ جہت معلومات کو پیش نہیں

کرتے۔مندرجہ ذیل تعریف سے جانچ کواور بہتر طریقے سے سمجھا جاسکتا ہے۔

According to Kerlinger,"Measurement is the assignment of numerals to objects or events according to rule."

کرلنگر کے مطابق:''جانچ اصول کے مطابق کسی شے یا واقعات کونمبر تفویض کرنا ہے''۔

According to Nunnally, 1967," The term measurement is limited to the quantitative description of trait and is defined as a process of assigning numerals to objservation(or objects) to represent quantities of attributes".

ننلّی کے مطابق:''جانچ کا دائرہ اختیار ہے طلبہ کی خصوصیت کومقدار یا کمّیت میں واضح کرنا اوراس وصف کی مقدار نمبروں کے ذریعے بتانا''۔

E.B.Wesley," Measurement is that subdivision of evaluation which is stated in terms of percentage, amounts, score, medians and everage etc."

ای. بی. ویسلے کے مطابق:''جانچ تعین قدر کا وہ حصہ ہے جو فی صد، شمار، نمبر، وسطانیہ اور اوسط کے ذریعے بیان کیا جاتا ہے۔مذکورہ بالا تعریفوں سے جانچ کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ یہ ایسا عمل یا فعل ہے جس میں طلبہ کی صلاحیت اوراس کی خصوصیت کونمبروں کے ذریعے بتایا جاتا ہے۔اس فعل یا عمل کے ذریعے طلبہ کی مکمل شخصیت کو جانا نہیں جاسکتا۔جانچ کے ذریعے معلم یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ طلبہ نے کتنا موادِ مضمون کو جانا یا سمجھا اس کے ذریعے معلم طلبہ کی خاص مہارتوں اور صلاحیتوں کو جانچتا ہے۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your progress)

1۔ پیائش کی تعریف لکھیے۔

5.6 پیائش اورتعین قدر میں فرق (Difference between Measurement and Evaluation)

مندرجہ ذیل بحث سے جانچ اورتعین قدر میں کیا فرق ہے با آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔طلبہ کی آسانی کے لیے اس کے فرق کو نکات میں پیش کیا گیا ہے۔

5.6.1 پیائش (Measurement)

1۔ پیائش کے ذریعے طلبہ کی صلاحیت اور وصف کی مقدار معلوم کی جاتی ہے۔یہ نمبر میں اور متعدد دونوں میں ہوسکتا ہے۔

2۔ اس کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ طلبہ کو کسی بھی ایک مضمون میں کتنا علم حاصل ہوا ہے۔

3۔ اس کے ذریعے ہم طلبہ کی کسی ایک صفت یا وصف کو جان پاتے ہیں۔

4۔ جانچ کا طریقہ اگر صحیح نہیں ہے تو تعین قدر کا کام سائنسی نہیں ہوسکتا۔

5.6.2 تعین قدر (Evaluation)

1۔ تعین قدر کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ طلبہ کی اہمیت اور وصف جاننے کے لیے دیئے گئے نمبر کس حد تک صحیح ہیں۔

2۔ تعین قدر کے ذریعے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ جو طلبہ نے علم حاصل کیا وہ کتنا پائیدار علم ہے کیا وہ اسے اپنی زندگی میں استعمال کر سکتا ہے

3۔ اس کے ذریعے ہم طلبہ کی ہمہ جہت فروغ کو ناپ سکتے ہیں۔

4۔ تعین قدر کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے پاس اچھا جانچ کا طریقہ موجود ہو لیکن جانچ کا صحیح تعلیمی فائدہ تعین قدر کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

مذکورہ بالا بحث کو ہم اس مثال کے ذریعے با آسانی سمجھ سکتے ہیں۔ایک طالب علم نے اپنے امتحان میں 60% فی صد نمبر حاصل کیا اسے ہم جانچ کہتے ہیں لیکن جب ان نمبروں کو کسی معیار سے موازنہ کرنے پر یہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم اوّل درجے میں رکھا گیا ہے یہ تعین قدر ہے۔اسی طرح اگر ہم کسی ایک خاص عمر کے بچے کی لمبائی ناپیں تو اسے جانچ کہتے ہیں لیکن جب ان نمبروں کو کسی معیار سے موازنہ کرنے پر یہ،علم ہوا کہ وہ جماعت کے سب سے لمبے بچوں کے درجے میں رکھا گیا یہ تعین قدر ہے اسی طرح اگر ہم ایک خاص عمر کے بچے کی لمبائی ناپیں تو اسے جانچ کہتے ہیں لیکن جب اس کی لمبائی کو عمومی اوسط لمبائی سے موازنہ کیا گیا تو یہ معنی اخذ کیا کہ وہ بچہ چھوٹے قد کا ہے اس عمل کو ہم تعین قدر کہتے ہیں اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جانچ کے ذریعے حاصل نمبروں کو جب ہم کسی معیار سے موازنہ کرتے ہیں اور ایک نتیجہ اخذ کرتے ہیں تو اسے تعین قدر کہتے ہیں۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your Progress)

---

(1) پیمائش اور تعین قدر میں فرق واضح کریں۔

____

____

5.7 تعین قدر کے مقاصد (Objectives of Evaluation)

تعین قدر کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں:

(i) تعین قدر کا اہم مقصد ہوتا ہے طلبہ کی صلاحیتوں، کامیابی، خصوصیات، دلچسپی اور فہم اطلاق وغیرہ کو جانچنا اور یہ معلوم کرنا کہ طالب علم نے کس حد تک صل کیے۔

(ii) اس کے ذریعے سماجی علوم کے معلم کو یہ معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ کون سا طالب علم کس صلاحیت کا ہے اور پھر وہ اس کی صلاحیت کے مطابق درس دیتا ہے۔

(iii) تعین قدر معلم کو اپنے طریقہ تدریس میں تبدیلی لانے کے لیے رہنمائی کرتا ہے

(iv) تعین قدر طریقہ تدریس میں اصلاح لاتا ہے اور سیکھنے کے عمل کو بڑھاتا ہے۔

(v) تعین قدر کا اہم مقصد ہوتا ہے کہ طلبہ کی کارکردگی کو جانچ کے مختلف طریقہ کے ذریعے معلوم کرنا اور اس کے بعد طلبا کو مختلف گریڈ (Grade) دینا تا کہ طلبا کو سند دی جا سکے ۔

(vi) اس کے ذریعے طلبا کی مختلف درجہ بندی کی جاسکتی ہے جو کبھی کبھی بہت ضروری ہوجاتا ہے جیسے سماجی علوم کے معلم کو درجہ جماعت میں کچھ مسائل نظر آرہے ہیں اور معلم کے ذریعے طلبہ کو کم ذہین، اوسط ذہن والے اور اعلیٰ ذہن والے طالب علم میں تقسیم کر کے کم ذہن کے

طالب علموں پر زیادہ توجہ مبذول کر سکتا ہے۔

(vii) Galton اور Darwin نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ دو شخص ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان خصوصیت میں، ذہنی فعل یا عمل میں، عادت میں، رجحان، تعلیمی تحصیل اور صلاحیت وغیرہ میں فرق ہوتا ہے۔ جب بھی دو شخص میں باہمی موازنہ مذکورہ بالا عناصر پر کیا جاتا ہے تو تعین قدر کی ضرورت پڑتی ہے۔

(viii) اس کے ذریعے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم اور روزگار کے لیے رہنمائی کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(ix) تعین قدر کے ذریعے تعلیمی مقاصد کی تکمیل کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔

تعین قدر کا عمل (Process of Evaluation)

تعین قدر ایک عمل ہے اس عمل کو کرنے میں مختلف مراحل ہوتے ہیں جن پر عمل کرنے پر تعین قدر کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ تعین قدر کا عمل مندرجہ ذیل مراحل پر مشتمل ہوتا ہے:

(i) مقاصد مرتب کرنا (Formulation of Objectives)

(ii) مخصوص مقاصد کی تعریف اور وضاحت کرنا۔ (Clarifying and Defining Specific Objectives)

(iii) مناسب اکتسابی تجربات کا انتخاب۔ (Choosing Appropriate Learning Experience)

(iv) تشخیص کے مناسب اور موزوں طریقے کو اپنانا اور بنانا۔ (Developing and Adopting Suitable Assessment Procedure)

(v) جمع شدہ شہادت کی بنیاد پر نتائج کا تعین قدر کرنا۔ (Evaluating the outcomes on the Basis of Evidence Collected.)

(vi) بہتر نتائج کے لیے سسٹم کے ضروری پہلوؤں میں ترمیم کرنا۔ (Modifying Necessary Aspects of the System for Better results)

اوپر دیے گئے (مذکورہ بالا) نکات کو ہم ذیل میں تفصیل سے مطالعہ کریں گے:

عمومی مقاصد مرتب کرنا (Formulation of General Aims)

تعین قدر کا یہ پہلا مرحلہ ہے اس میں عمومی مقاصد طے کئے جاتے ہیں۔ عمومی مقاصد کے مطابق موادِ مضمون کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ عمومی مقاصد کا تعلق طلبہ کی ہمہ جہت شخصیت کے فروغ ہوتا ہے۔ عمومی مقاصد کو طے کرنے کے بعد ان مقاصد کی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ مقصد واضح اور صاف ہو جائیں۔ مثال کے طور پر طلبہ کے اندر حب الوطنی کا جذبہ پیدا کرنا ایک عمومی مقصد ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہم موادِ مضمون اسی انداز کا لیتے ہیں جیسے اپنے ملک کی تاریخ، ملک کو آزاد کرانے میں اہم شخصیات کی خدمات و کارنامے وغیرہ کو شامل کرتے ہیں۔

مخصوص مقاصد کی تعریف اور وضاحت کرنا۔ (Clarifying and Defining Specific Objectives)

خصوصی مقاصد کا تعلق موضوع سے ہوتا ہے۔ یہ وہ مقاصد ہوتے ہیں جن کو کم وقت میں حاصل کیا جاتا ہے۔ خصوصی مقاصد کو ہم تین بڑے گروپ میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ادراکی (وقوفی)، جذباتی (تاثراتی) اور نفسی وحرکی۔ ادراکی گروپ میں وہ مقاصد شامل ہیں جن کا تعلق علم کی باز

طلبی (Recall) صلاحیت اور مہارت کی نشوونما سے ہے۔ جذباتی گروپ میں وہ تمام مقاصد آتے ہیں جن کا تعلق طلبہ کے جذبات سے ہوتا ہے جیسے اقدار شناسی، رویہ اور کردار وغیرہ۔ ان سب کا تعین قدر کرنا بہت مشکل ہے لیکن اس کو طلبہ کے طرز عمل کو دیکھ کر سمجھا جاسکتا ہے۔ نفسی وحرکی گروپ وہ ہے جس میں طلبہ سیکھے ہوئے علم کو حاصل کرتا ہے اور عملی طور پر اس کا مظاہرہ مختلف صلاحیتوں کی بنیاد پر کرتا ہے جیسے نقشے سے سیکھے ہوئے علم کو خالی نقشے پر بھرنا، خاکہ بنانا، فہرست بنانا وغیرہ شامل ہیں۔

مناسب اکتسابی تجربوں کی تشکیل کرنا (Developing the Learning Experience)

تعین قدر کا اگلا مرحلہ ہے مناسب اکتسابی تجربوں کی تشکیل کرنا۔ طالب علم جب ایک مخصوص مواد کا علم حاصل کرتا ہے تو اس کے برتاؤ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حصول علم میں طالب علم اور مواد میں ایک ربط پایا جارہا ہے۔ اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ایسے حالات پیدا کریں جس سے مواد اور طالب علم کے درمیان باہمی ربط پیدا ہوسکے۔ سیکھنے اور سکھانے کے وہ تجربے اچھے مانے جاتے ہیں جو دو قطبی (Bipolar) ہوں اور یہ حالت علمی مواد کے ذریعے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اکتسابی تجربات (Learning experience) اسے کہتے ہیں جہاں سیکھنے والے اور مواد کے درمیان ربط (Relation) پیدا ہوتا ہے۔ سیکھنے والا یعنی طالب علم مواد کو سیکھ کر جو تجربہ حاصل کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم نے کیا سیکھا اور اس سیکھنے کے عمل میں کون سا طریقہ کار اپنایا گیا۔ علمی مواقع پیدا کرنے اور علمی تجربات پیدا کرنے کے نظام میں اس بات کو ذہن میں رکھ کر بنانا چاہیے کہ طلبہ کی عمر اور ذہنی صلاحیت کیا ہے۔ اکتسابی تجربے طلبہ کے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہیں اور یہ تبدیلی مواد اور طلبہ کے باہمی ربط سے پیدا ہوتا ہے۔

تشخیص کے مناسب اور موزوں طریقے کو اپنانا اور بنانا

Developing and Adopting Suitable Assessment Procedure)

اس مرحلے میں معلم ان طریقہ کاروں (Methods) کا انتخاب کرتا ہے جو طلبہ کے اچھے اور مناسب طرزِ عمل کے بارے میں براہِ راست یا بالواسطہ ثبوت پیش کرسکیں۔ طلبہ کے طرزِ عمل میں اکتساب کے بعد کتنی تبدیلی آتی ہے اسے دو طرح کے تشخیصی پیمانوں کے ذریعے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا ان معیاری پیمانوں کو استعمال کرکے جو بنے بنائے موجود ہوں اور دوسرے وہ پیمانے جو معلم خود بناتا ہے ان کے ذریعے معلم اکتسابی سرگرمی سے ہونے والی تبدیلی کو معلوم کرتا ہے۔ معلم جب کسی بھی طریقہ کار کی تشکیل کرے تو اسے خود سے مندرجہ ذیل سوال پوچھنے چاہیے:

(a) اس طریقہ کار کے ذریعے وہ تعلیمی مقاصد کی شکل میں کس بات کا تعین قدر کرنا چاہتے ہیں

(b) کیا یہ طریقہ مرغوب یا خاطر خواہ طرزِ عمل میں ہونے والی تبدیلی سے متعلق کوئی ثبوت پیش کرسکتے ہیں یا نہیں؟

(c) کیا دو مختلف اشخاص اس طریقہ کار کو استعمال کرکے ایک ہی نتیجے پر پہنچتے ہیں یا نہیں؟

(d) کیا اس طریقہ کار کو بآسانی استعمال میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جمع شدہ شہادت کی بنیاد پر نتائج کا تعین قدر کرنا (Evaluating the Outcomes on Basis of Evidence Collected)

تشخیصی پیمانوں کے ذریعے جو شہادتیں جمع کی گئی ان کی بنیاد پر طلبہ کی کارکردگی کا تعین قدر کرنا اس مرحلہ میں شامل ہے۔ تعین قدر اسے کہتے ہیں جس میں ہم تمام اکتسابی سرگرمیوں کو جانچ کر کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ طلبہ کی طرزِ عمل میں ہونے والی تبدیلی میں کون سا طریقہ کار موثر ہے کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ معلم نے اکتساب کو موثر بنانے کے لیے اور حصولِ مقاصد کے لیے جو بھی کوشش کی اس کو ہم تعین قدر کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ان اچھی سرگرمیوں کو دوبارہ استعمال کیا جاسکے۔ اس سے تدریس میں استعمال کیے طریقہ کار کو بہتر بنانے یا تبدیل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ معلم کی رہنمائی کرتا ہے جس سے معلم اپنے طریقہ تدریس میں تبدیلی لاسکتا ہے۔

بہتر نتائج کے لیے سسٹم کے ضروری پہلوؤں میں ترمیم کرنا

(Modifying Necessary Aspects of the System for Better Results)

تعین قدر کا اگلا مرحلہ ہے بہتر نتائج کے لیے سسٹم کے ضروری پہلوؤں میں ترمیم کرنا۔ تعین قدر معلم اور تعلیمی نظام کو یہ بتاتا ہے کہ اکتساب کے عمل میں کیا کمی رہ گئی اور اس میں کیا تبدیلی پیدا کی جانی چاہئیے۔ تعلیمی مقاصد حصول تعلیم کا اہم مقصد ہے اس لیے ضروری ہے کہ معلم کو اس بات کا احتساب کرنے کہ کس طریقہ تدریس سے اکتسابی عمل موثر ہوا اور کون سا طریقہ تدریس اکتسابی عمل میں موثر ثابت نہیں ہو پارہا ہے اس احتساب کے ذریعے معلم کو اپنے طریقہ کار میں تبدیلی کرنے میں مدد ملتی ہے۔ چونکہ تعین قدر ایک وسیع عمل ہے اس میں اسکول کا انتظامیہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے ذریعے انتظامیہ اپنے کارکردگی اور طریقہ عمل میں تبدیل پیدا کر سکتے ہیں اور نظام کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اس طرح تعین قدر معلم اور انتظامیہ دونوں کی مدد کرتی ہے۔

5.7.2 ایک اچھے تعین قدر کے اصول (Principles of Good Evaluation)

ایک اچھے تعین قدر کے اصول ہوتے ہیں اگر ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو تعین قدر کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ ایک اچھے تعین قدر کے مندرجہ ذیل اصول ہیں:

(i) پروگرام کے مقصد کے حصول کے لیے تعین قدر کیا جانا چاہیے تا کہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ اس پروگرام کے مقاصد کی تکمیل کس حد تک ہوئی۔ تعین قدر کے ذریعے طلبہ کی سماجی، جذباتی، ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کا پتہ لگانا اور یہ معلوم کرنا کہ ان کا کس حد تک فروغ ہوا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعین قدر کو اس انداز میں بنانا چاہیے کہ وہ طلبہ کی ہمہ جہت جانچ کر سکے۔

(ii) تعین قدر وہ عمل ہے جو مسلسل چلتا رہتا ہے۔ یہ ایک مسلسل جانچ کا طریقہ کار ہے جو طلبہ کی ہر روز، ہفتہ وار اور پورے سال قدر پیائی کرتا رہتا ہے اس کے ذریعے طلبہ کی مکمل جانچ کی جا سکتی ہے۔

(iii) قدر پیائی کا اگلا اصول ہے کہ اس کو اس انداز سے تعلیمی سرگرمیوں میں شامل کرنا جیسے یہ ہدایت کا ایک اہم اور خاص حصہّ ہے۔ تعین قدر کو معلم جب ہدایت یا تدریس کے اہم جز کی طرح استعمال کرتا ہے تو اس سے طلبہ کے اندر تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

(iv) تعین قدر کو ایک باہمی ربط کے عمل کی طرح استعمال کرنا چاہیے۔ تعین قدر کے عمل میں معلم، طلبہ، والدین، امیر مدرسہ کا تعاون درکار ہے کیونکہ ان سبھی کی مدد سے ہی اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اس میں معلم اور طلبہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ہی اس عمل کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ تعین قدر کے مقاصد کو طلبہ کے والدین کو واضح طور پر سمجھنا چاہیے۔ تا کہ وہ جن مقاصد کی توقع رکھتے ہیں وہ اس میں شامل ہیں یا نہیں۔ تعین قدر کے عمل میں مدرسہ کی شمولیت لازمی ہے کیونکہ وہ اس پورے منصوبے کو منظّم اور اچھی طرح سے عمل درآمد کرنے میں مدد کرتا ہے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ تعین قدر کا ایک اہم اصول ہے معلم، طلبہ، امیر مدرسہ اور والدین کا باہمی ربط اور تعاون۔

(v) تعین قدر کا اگلا اصول ہے طلبہ کی صلاحیتوں کو جاننے اور ناپنے کے لیے مختلف قسم کے تشخیصی پیمانوں کا استعمال کرنا تا کہ ہدف اور مقاصد کی تکمیل کی جا سکے۔

(vi) مختلف قسم کے تشخیصی آلات سے اکھٹا کی گئی معلومات کو طلبہ کی مدد اور رہنمائی کے لیے استعمال کرنا۔ طلبہ نے جو بھی نمبرات حاصل کئے ہیں ان کو ان کے پچھلے سال کے نمبرات سے موازنہ کرنا اور طلبہ کی کمزوری اور اچھائی کو معلوم کرنا اور ان نکات پر مفصل بحث کر کے مستقبل کا لائحہ عمل تیار کرنا۔

(vii) طلبہ نے جو کچھ امتحانات میں نمبر حاصل کئے ان پر بہت سارے عناصر شامل ہوتے ہیں اور یہ عناصر طلبہ کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں اس لیے ان عناصر کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جیسے طلبہ کی صحت اور اس کا جسمانی فروغ، اس کے پڑوس کا ماحول، طلبہ کے تجربے اور اس کا معاشی اور سماجی پس منظر وغیرہ۔اس لیے ضروری ہے کہ طلبہ کا تعین قدر صحیح طریقے سے کیا جائے۔

(viii) تعین قدر اس انداز سے مرتب کرنا چاہیے کہ طلبہ کے سامنے ایک مشکل لیکن دلچسپ مسئلہ ہو انداز قدر کی جو بھی تکنیک لی جائے وہ دلچسپی پیدا کرنے والی ہو تاکہ طلبہ مشکل سے مشکل مسئلے کو کھیل کھیل میں جواب دے سکیں۔

تعین قدر کے آلات یا تکنیکیں

تعین قدر کے آلات یا طریقۂ کار کو ہم مندرجہ ذیل قسم میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

(1) زبانی امتحان(Oral test)

(2) مقالاتی قسم کے امتحان(Essay Type Test)

(3) مختصر جوابی قسم کے امتحان(Short Answer Type Test)

(4) معروضی قسم کے امتحان(Objective Type Test)

زبانی امتحان (Oral Test)

اس طریقہ کار میں فرداً فرداً طلبہ کو بلایا جاتا ہے اور ان کے علم کو جانچا جاتا ہے۔اس طریقۂ کار کے ذریعے طلبہ کو بولنے کی صلاحیت، علم کو اپنی زبان سے پیش کرنے کی صلاحیت، خود اعتمادی اور حاضر جوابی وغیرہ کو معلوم کیا جاتا ہے اس طریقہ کار میں امتحان لینے والا طالب علموں سے سوال پوچھتا ہے اور طالب علم اس کا جواب پیش کرتا ہے۔طالب علم کے ذریعے دیا گیا جواب نامکمل ہونے کے بنا پر امتحان لینے والا اس نامکمل جواب پر دوسرا سوال اسے مکمل کرنے کے لیے پوچھتا ہے اور اس طرح طالب علم کو اپنی کمی معلوم ہو جاتی ہے اور اس کی فوری اصلاح ہو جاتی ہے۔سماجی علوم طالب علم کے اندر انفرادی سوچ کو فروغ کرتا ہے۔اس طرح کے امتحان سے طلبہ کی اپنی سوچ کو پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔اس طرح کے امتحان کے ذریعے طلبہ کے علم کے گہرائی اور اسے مضمون میں کتنا عبور ہے کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔اس طرح کے امتحان میں اگر امتحان لینے والا تھوڑا سا سوال کے رُخ کو موڑ کر اس انداز میں پوچھے کہ طلبہ سوچنے پر مجبور ہو جائے اور خود سے جواب پیدا کرنے کی کوشش کریں تو یہ امتحان بہت بہتر نتیجہ دے۔اس طرح کے امتحان معلم ہر روز درجہ جماعت میں استعمال کرسکتا ہے اور اس دن اس موضوع کو طالب علم نے کتنا سمجھا یا سیکھا ہے۔اس طرح کے امتحان سال میں کم سے کم دو بار منعقد کرنا چاہیے تاکہ طلبہ کے علم، فہم، ادراک وغیرہ کو جانا جاسکے۔اس طرح کے امتحان بہت فائدے مند ثابت ہوسکتے ہیں اگر ان کو بہت ہی منظّم طریقے سے پیش کیا جائے اور ایک خاص اکائی سے تمام سوالات بنائے جائیں۔اس طریقہ کار میں ایک بہت ہی معروف طریقہ ہے کہ امتحان لینے والا بہت سارے کارڈ میں مختلف قسم کے سوالات لکھے ہوئے رکھتا ہے اور ان کارڈوں میں سے طلبہ کو ایک کارڈ چننے کو کہتا ہے۔طلبہ ان کارڈوں میں سے ایک کارڈ لے لیتا ہے اور پھر اسی کارڈ پر لکھے سوال کا جواب پوچھا جاتا ہے اور پھر اس جواب سے نیا سوال پیدا کر کے اگلا سوال پوچھا جاتا ہے اور اس طرح سوال و جواب کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔زبانی امتحان میں معلم طلبہ کو کوئی موضوع دے سکتا ہے اور اس پر بحث کرائی جاسکتی ہے۔اس بحث میں کچھ منصف یا جج بنائے جاتے ہیں اور یہ جج پوری بحث کو سن کر اپنا فیصلہ سنا دیتے ہیں، یہ بھی ایک بہترین طریقہ کار ہے۔اس طرح کی بحث میں گریڈ دینا زیادہ بہتر مانا جاتا ہے۔

خوبیاں (Merits)

اس طریقہ کار کی بہت ساری خوبیاں ہیں اس میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(i) اس طریقہ کار سے طلبہ کے اندر خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے۔

(ii) طلبہ کو اپنی سوچ اور فکر کو پیش کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔

(iii) طلبہ کو اپنے علم کو اپنے زبان سے پیش کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(iv) کسی بھی موضوع پر گہرائی سے علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(v) طلبہ کو فوری رہنمائی ملتی ہے اور تقویت بھی ملتی ہے۔

(vi) اس طریقہ کار سے طلبہ میں حقائق کو پیش کرنے کی صلاحیت کو جانچا جاسکتا ہے۔

خامیاں (Demerits)

اس طریقہ کار کی جہاں خوبیاں ہیں وہیں بہت ساری خامیاں بھی ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(i) اس طریقہ کار میں وقت بہت ضائع ہوتا ہے۔

(ii) یہ طریقہ کار بہت ہی منصفانہ نہیں ہوتا یعنی اس میں معروضیت کی کمی ہوتی ہے۔

(iii) اس طریقہ کار میں اگر کوئی طالب علم شرمیلا ہے تو اس کے علم اور معلومات کو با آسانی جانا نہیں جاسکتا۔

(iv) اس طریقہ کار میں وہ طلبہ کم نمبرات حاصل کرتے ہیں جن کے اندر اچھی طرح اپنی بات کو پیش کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

(v) فوری فیصلہ ایک اچھا طریقہ کار نہیں مانا جاتا ہے اور اس طریقہ کار میں فوری فیصلہ ہی لیا جاتا ہے۔

مقالاتی قسم کے امتحان (EssayType Test)

مقالاتی سوالات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ پہلی قسم: تفصیلی جواب کے جس میں امتحان دینے والا 500-300 لفظوں پر مشتمل جواب پیش کرتا ہے اور دوسری قسم ہے جس میں امتحان دینے والا مختصر جواب دیتا ہے 50-100 لفضوں کا۔ اس طرح کے سوالات اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ طلبہ کی کسی خاص مضمون میں علم کی جانچ کرنا اور اس علم کی جانچ مختصر سوالوں کے ذریعے کی جا سکے۔ سماجی علوم ایک وسیع مضمون ہے۔ اس لیے اس مضمون میں مقالاتی سوالوں کی اپنی ایک خاص اہمیت ہے۔ اس طرح کے سوالوں میں طلبہ کو پوری آزادی ہوتی ہے کہ وہ اپنے علم کو مکمل طور سے ظاہر کر سکے۔ اس طرح کے امتحان مختلف قسم کی صلاحیت جیسے تنقیدی سوچ، تشریح کرنے کی صلاحیت، منطقی سوچ اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت جیسی خوبیوں کو جانچنے میں مدد کرتا ہے۔ اس طرح کے امتحان میں سوالوں کو اس انداز میں بنایا جاتا ہے کہ طلبہ اپنی تنقیدی سوچ کا استعمال کرتے ہوئے مختلف دلائل کے ذریعے اپنی بات کو پیش کر سکے جو درحقیقت ایک اصل ذہنی فروغ ہے۔ اس طرح کے امتحان سے ہم تعلیم کے دوسرے مقاصد کو بھی ناپ سکتے ہیں۔ جیسے طلبہ کا سماجی، معاشی اور سیاسی حالات پر رجحان وغیرہ۔ اس طرح کے امتحان میں طلبہ مکمل طور سے آزاد ہوتے ہیں کہ وہ مکمل جواب پیش کرے جس میں اس کے اپنے خیالات اور سوچ بھی شامل ہوں۔ ان جوابوں کے ذریعے طلبہ سے متعلق بہت ساری باتوں کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے جیسے طلبہ کا کسی متنازع مسئلے پر کیا نظریہ ہے اس طرح کے امتحان سے طلبہ کی اس صلاحیت کی جانچ کی جاتی ہے کہ کیا طلبہ Data کی تشریح کر سکتا ہے یا نہیں، خیالوں اور تصورات کو منظم کر کے خلاصہ پیش کر سکتا ہے یا نہیں، اصولوں کو استعمال کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں، جگہ، انسان اور واقعات کو بیان کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں، طلبہ کے اندر تنقیدی اور تخلیقی سوچ ہے یا نہیں وغیرہ۔ مقالاتی سوال طلبہ کی ان

تمام صلاحیتوں کی جانچ کرتا ہے اسی لیے یہ سارے امتحانات سے مقبول طریقہ امتحان ہے اور اس کا کوئی متبادل طریقہ کار نظر نہیں آیا۔

مقالاتی سوال کی خوبیاں (Merits of Essay type Test)

مقالاتی سوال کی مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں:

(1) مقالاتی سوالات کے ذریعے طلبہ کی فہم، اطلاق اور ذہنی مہارت کی جانچ کی جا سکتی ہے جو دوسرے قسم کے سوالات سے ممکن نہیں ہے۔

(2) مقالاتی سوالات کے ذریعے وقت اور پیسے کو بچانے میں مدد ملتی ہے۔

(3) اس کو منظّم کرنا (Administration) اور تعین قدر آسان ہے۔

(4) یہ طلبہ کو تحریری شکل میں سوچ اور اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

(5) یہ تحریر کے ذریعے طلبہ کے اندر اچھا لکھنے کا شوق پیدا کرتا ہے جس سے طلبہ کے ذخیرہ الفاظ میں نمایاں فروغ ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ قواعد کا علم ہوتا ہے۔

(6) اس میں طلبہ مواد کو منظّم اور تسلسل سے پیش کرتے ہیں۔ جس سے اس کے اندر ان دونوں صلاحیتوں کا فروغ ہوتا ہے۔

(7) مقالاتی سوال طلبہ کے تخیل کا فروغ کرتا ہے۔

(8) مقالاتی سوالات با آسانی بنائے جا سکتے ہیں۔

(9) ان سوالات میں طلبہ بہت سارا مواد پیش کر سکتا ہے طلبہ سوال سے متعلق مواد میں اپنے خیال اور سوچ کو شامل کرتا ہے۔

(10) مقالاتی امتحان کے ذریعے طلبہ کی خیالات اور تصورات کو پیش کرنے کی صلاحیت، واقعات کو اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے۔

مقالاتی سوالات کی خامیاں (Demerit of Eassey Type Question)

مقالاتی سوالات کی جہاں بہت ساری خوبیاں ہیں وہیں اس کی کچھ خامیاں بھی ہیں اس کے مندرجہ ذیل تحدیدیں ہیں:

(1) اس کی سب سے بڑی تحدید یہ ہے کہ اس طرح کے امتحان میں پورے کورس سے چند سوالات پوچھے جاتے ہیں اس لیے یہ مکمل علم کی جانچ نہیں کر پاتا۔

(2) اس طرح کے امتحان میں کچھ غیر ضروری عناصر شامل کئے جاتے ہیں جیسے قواعد، ہجّے، کتابت، زبان کا استعمال وغیرہ۔

(3) مقالاتی سوالات کو جانچنے میں جو نمبرات دیئے جاتے ہیں وہ (Reliable) قابل اعتماد نہیں ہوتے، دیئے گئے نمبروں میں کم یا زیادہ ہونے کی گنجائش ہوتی ہے۔

(4) اس طرح کے سوالات کو حل کرنے میں ایک ہی سوال پر بہت وقت لگتا ہے۔

(5) اگر کسی طلبہ کی کتابت اچھی نہیں ہے تو اسے کم نمبر حاصل ہوتے ہیں جس سے اس کے علم اور نمبر کا باہمی ربط پیدا نہیں ہو پاتا۔

(6) اس طرح کے امتحان میں ان طلبہ کو کم نمبرات ملتے ہیں جو آہستہ لکھتے ہیں۔

(7) اس طریقہ کار سے طلبہ میں رٹنے کی عادت پڑتی ہے اور اس کا فروغ ہوتا ہے۔

مقالاتی سوالات کو بہتر بنانے کے لیے کچھ مشورے

(Some Suggestion to Improve Tool of Eassey Type Question)

مقالاتی سوالات کی اپنی اہمیت ہے اور اس کی افادیت بھی ہے اس لیے اگر اس میں مندرجہ ذیل اصلاح کی جائے تو یہ بہت ہی سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔

(i) اس طرح کے سوال بناتے وقت موادِ مضمون کی جوازِ صحت (Validity) کو اہمیت دینا چاہیے۔

(ii) سوال کو اس انداز سے بنانا چاہیے جس سے طلبہ کی رٹنے کی عادت نہ پڑے۔ سوال بناتے وقت اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ سوال کا ایک حصّہ علم سے دوسرا حصہ فہم اور اطلاق سے اور آخری حصےّ کا تعلق استعمال سے ہونا چاہیے۔

(iii) مقالاتی سوالات کے تعین قدر نے کا واضح اصول ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر جس نے سوال مرتب کئے ہیں وہ ہی جوابی کاپی کو جانچے۔

(iv) سوال بنانے والے یا ممتحن کو چاہیے کہ وہ سوالوں کے معیاری جوابات تیار کرے جس سے اگر کوئی دوسرا ممتحن سوالوں کو جانچے تو وہ ان جوابات کو دیکھ کر صحیح تعین قدر کر سکے۔

(v) سوالوں کی زبان سلیس، قابل فہم اور واضح ہونا چاہیے۔

(vi) ممتحن کو سوال کے جواب دیکھتے وقت موادِ مضمون پر غور کرنا چاہیے نہ کہ ہجّے، قواعد، تحریر پر۔

(vii) پرچہ مرتب کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ انتخاب کی آزادی کم سے کم ہو۔

(viii) سوالات اس طرح مرتب کرنا چاہیے کہ وہ آسان سے مشکل کی طرف جائے۔

(ix) پرچہ اس طرح بنانا چاہیے کہ اس میں دئے گئے سوالات مختلف مقاصد کی تکمیل کر رہے ہوں۔

مختصر جوابی قسم کے امتحان (Short Type Answer Test)

مختصر جوابی قسم کے سوال وہ ہوتے ہیں جن میں مخصوص جواب مطلوب ہوتے ہیں۔ ان سوالوں کے جواب ایک لفظ سے لے کر 50 الفاظ تک ہو سکتے ہیں ان سوالوں کے جوابات ایک لفظ میں دیے جا سکتے ہیں اور کچھ سوالوں کے جوابات 50 الفاظ پر مشتمل ہو سکتے ہیں۔ اس طرح کے سوالات کا مقصد ہوتا ہے کم وقت میں زیادہ علم کی جانچ کرنا اور طلبہ کی سمجھ وصلاحیت کو جانچنا۔ یہ جوابات نہ تو معیاری ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کو پرچے پر لکھ دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے سوالوں میں طلبہ جو جواب پیش کرتے ہے ان میں بہت زیادہ فرق نہیں ہوتا کیونکہ سوال اس طرح پوچھے جاتے ہیں جن

سے سیدھا اور ایک ہی طرح کا جواب موصول ہو۔ اس میں زبان کا بہت اہم رول نہیں ہوتا کیونکہ بہت مختصر میں لکھنا ہوتا ہے۔ ان سوالوں کے جوابات پر جو نمبر دیئے جاتے ہیں وہ مقالاتی سوالوں کے جوابات کے نمبروں سے زیادہ قابل اعتماد ہوتے ہیں کیونکہ اس میں امتحان دینے والے کو بہت زیادہ لکھنا نہیں پڑتا۔ اس طرح کے سوالات سے ہم طلبہ کی سمجھ کو جانچ سکتے ہیں۔ اس قسم کے سوالوں کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

(i) شمالی ہندوستان میں بہنے والی اہم ندیوں کے نام لکھیے۔

(ii) گنگا اور جمنا ندی میں پورے سال پانی کیوں دستیاب رہتا ہے؟

(iii) گنگا کو دائمی (Perennial) ندی کیوں کہا جاتا ہے؟

(iv) خطہ وسطیٰ کے موسم کی دو خصوصیت لکھیے۔

(v) ہمارے ملک کے آئین میں بنیادی حقوق کون کون سے بتائے گئے ہیں؟

(vi) شمالی اور جنوبی ہندوستان کے ندیوں کے تین فرق لکھیے؟

(vii) قدیم زمانے کی کاشتکاری اور جدید زمانے کی کاشتکاری کے دو فرق بتایئے۔

(viii) ربر کے پیڑ خط وسطیٰ قسم کے موسم میں ہی پائے جاتے ہیں اس کو واضح کیجیے۔

معروضی قسم کے امتحان (Objective type Question)

معروضی قسم کے سوالات وہ سوالات ہوتے ہیں جو طلبہ کے علم، فہم اور ادراک کی مکمل جانچ کرتے ہیں اور طلبہ کے رٹنے کی عادت کو کم

کرتے ہیں۔اس طرح کے امتحان میں مختلف قسم کے سوالات یا آئٹم (Items) بنائے جاتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ موادِ مضمون کو جانچا جا سکے۔اس طرح کے امتحان کو بہت کم وقت میں منعقد کیا جا سکتا ہے۔اس طرح کے امتحان میں جب طلبہ کے جوابات کی جانچ کی جاتی ہے تو تمام ممتحن میں اتفاق رائے پائی جاتی ہے چاہے سوال کا جواب صحیح دیا گیا ہو یا غلط۔دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ طلبہ کی جوابی کاپی کو کسی بھی ممتحن (Examiner) کے پاس بھیجی جائے نمبرات ایک ہی ہوں گے۔مقالاتی سوال اور معروضی سوالات کو بنانے والا ممتحن بڑے سوالوں کو کم تعداد میں بناتا ہے۔جیسے پانچ یا چھ وہی معروضی سوالات بنانے والا ممتحن چھوٹے چھوٹے سوالوں کو زیادہ تعداد میں پوچھتا ہے۔معروضی قسم کے امتحان بہت ہی جدید ہے۔جس سے طلبہ کے وسیع علم کو جانچا جا سکتا ہے۔معروضی امتحان کئی مقاصد کے لیے منعقد کیا جاتا ہے جیسے تعین قدر، تحصیلی جانچ کے لیے، ذہانت کے ٹیسٹ کے لیے، شخصیت کی جانچ کے لیے، رجحان ٹیسٹ کے لیے اور تشخیصی جانچ کے لیے۔

معروضی قسم کے امتحان کی خصوصیات (Merits of Objective Type Test)

اس طرح کا امتحان بہت ہی جدید قسم کا امتحان ہے۔ان کے ذریعے طلبہ کی وسیع معلومات کی جانچ کی جا سکتی ہے۔اس کے مندرجہ ذیل خصوصیت ہیں:

(i) اس طرح کے امتحان میں سوالات یا آئیٹم (Items) کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس لیے مضمون کے تمام موضوع کی نمائندگی ہو جاتی ہے اور تمام موضوعات سے سوالات پوچھنے کا موقع ملتا ہے۔

(ii) اس طرح کے امتحان کے ذریعے معلم اپنے طلبہ کی خوبیاں اور خامیوں کو معلوم کر کے اصلاحی تدریس کر سکتا ہے۔

(iii) اس طرح کے امتحان قابل اعتبار (Reliable) ہوتے ہیں۔اس طرح کے امتحان میں ہر سوال کا ایک ہی جواب ہوتا ہے اس لیے اس پر جو نمبر حاصل ہوتے ہیں وہ قابلِ اعتماد ہوتے ہیں۔اس میں پرچہ کو جانچنے والے کتنے بھی ممتحن (Examiner) ہوں سبھی کا آخری نتیجہ ایک جیسا ہوگا۔

(iv) اس طرح کے امتحان وقت کی بچت کرتے ہیں۔

(v) اس طرح کے سوالات کے جوابات میں زبان کا بہت زیادہ استعمال نہیں ہوتا اس لیے زبان نمبروں کو متاثر نہیں کرتی۔

(vi) معروضی قسم کے امتحان طلبہ کی رٹنے کی عادت کو کم کرتے ہیں۔

(vii) اس طرح کے امتحان سے طلبہ کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(viii) ان امتحانوں کو منعقد کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔

(ix) اس طرح کے امتحان میں طلبہ فضول اور بے کار کی باتیں نہیں لکھ پاتے۔

(x) یہ طریقہ کار طلبہ کے رویہ میں ہونے والی تبدیلی کو بہترین طریقے سے جانچتا ہے۔

معروضی قسم کے امتحان کی خامیاں (Demerits of ObjectiveType Test)

اس امتحان کی بہت ساری خوبیوں کے باوجود بہت ساری خامیاں بھی ہیں:

(i) اس طرح کے امتحان طلبہ کے تشریحی، وضاحتی صلاحیت کو جانچ نہیں سکتے۔

(ii) اس سے طلبہ کی لکھنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے جس سے اس کے الفاظ کے ذخیرے کی کمی ہوتی ہے اور قواعد کمزور ہو جاتی ہیں۔

(iii) یہ طلبہ کی دلچسپی، مسائل کی طرف رجحان اور اس مسائل سے لطف اندوزی ہونا وغیرہ کا فروغ نہیں کرتا۔

(vi) اس طریقے میں حقائق، تصور وغیرہ کو منظّم کر کے پیش کرنے کی صلاحیت کا کم فروغ ہوتا ہے۔

(v) اس سے طلبہ اندازہ لگانے لگتا ہے جس سے اس کے اندر اس صلاحیت کا فروغ ہوتا ہے۔

معروضی امتحان کی قسمیں (Type of objective type test)

(i) تعددی انتخاب:(Mulitple Choice)

(ii) صحیح، غلط یا ہاں اور نا:(True or False or yes no)

(iii) تکمیلی قسم کے سوال:(Completion type)

(iv) تسلسلی قسم کے سوال(:Sequence Tests)

(v) تقابلی قسم کے سوال(:Matching Test)

(vi) اصناف بندی کے سوال(:Classification Test)

(vii) قرابتی یا تعلقی قسم کے سوال(:Relationship Test)

(viii) بازیافتی قسم کے سوال(:Recall Type Test)

مذکورہ بالا اقسام کی مندرجہ ذیل ہم خلاصہ پیش کر رہے ہیں تا کہ طلبہ با آسانی سمجھ سکیں۔

(i) تعددی انتخاب:(Multiple Choice)

اس قسم کے سوالات میں چار یا زیادہ متبادل دیئے جاتے ہیں۔اس قسم کے سوالات میں ایک صحیح جواب ہوتا ہے اسے(Key)یا کنجی کہتے ہیں اور تین غلط جواب (Distractor)جو توجہّ ہٹانے والے ہوتے ہیں اور جو سوال کی عبارت ہوتی ہے اسے Stem(مادّہ) کہتے ہیں۔اس طرح Distractor قیاس آرائی کے امکان کو کم کر دیتا ہے۔اس طرح کے سوال کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

(1) گنگا ندی کہاں سے نکلتی ہے؟

(a) گنگوتری (b) یمنوتری (c) بھگیرتھی (d) ہم کنڈ

(2) گنگا ندی میں سال بھر پانی کیوں بہتا رہتا ہے؟

(a) یہ بہت بڑی ندی ہے۔

(b) اس ندی میں بارش کا زیادہ پانی آتا ہے۔

(c) یہ ندی ہمالیہ سے نکلتی ہے جو برف سے ڈھکی ہوئی چوٹی ہے۔

(d) اس ندی میں پانی کے ذرائع زیادہ ہیں۔

(ii) صحیح یا غلط قسم کے سوال (True and False Type Questions)

اس قسم کے سوالات میں ایک قول پیش کیا جاتا ہے اور یہ قول صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی ہوسکتا ہے۔اس قسم کے سوال کے جواب میں صحیح یا غلط لکھا جاتا ہے۔اس قسم کے سوالات میں دو ہی حق انتخاب ہوتے ہیں اس لیے قیاس آرائی کے امکانات 50% ہو جاتے ہیں۔ان سوالوں میں قول کو پیش کرنے سے پہلے کچھ ہدیت دی جاتی تا کہ طلبہ یہ سمجھ لیں کہ ان کو کس طرح حل کرنا ہے۔مندرجہ ذیل میں مثال پیش کی جارہی ہے۔یہاں کچھ

بیان دیئے جارہے ہیں اس میں کچھ بیان صحیح ہیں اور کچھ غلط ہیں۔طلبہ صحیح بیان (Statement) کے سامنے صحیح لکھیں اور غلط بیان (Statement) کے سامنے غلط لکھیں۔

(i) گنگاندی ہندوستان کی سب سے لمبی ندی ہے(صحیح/غلط)

(ii) نیل ندی کومصرکاوردان کہاجاتاہے(صحیح/غلط)

(iii) پابجّا(Pabajja) بدھ مذہب کی رسم نہیں ہے(صحیح/غلط)

(iii) **تکمیلی قسم کے سوال(Fill in The Blanks Type Question)**

اس قسم کے سوالات میں ایک مکمل معلومات کو جملے میں پیش کیا جاتا ہےاوراس جملے سے اہم معلومات کی جگہ خالی رکھی جاتی ہے جیسے طلبہ اس معلومات کوپیش کرکے جملہ مکمل کرتے ہیں۔اہم معلومات کوسوال کے نیچےلکھا جاتا ہےاوراس میں کئی غلط معلومات بھی لکھی جاتی ہیں تاکہ طلبہ صحیح معلومات کاانتخاب باآسانی نہ کرسکے۔اس قسم کےسوالات کاتعلق علم سے ہوتا ہے۔

مثالیں:

(1) ہندوستان کی نرمداندی................ کی طرف بہتی ہے۔

(شمال سےجنوب،مشرق سےمغرب،مغرب سےمشرق،جنوب سےشمال)

(2) ہندوستان کارقبےمیں سب سے بڑاصوبہ................ ہے۔

(مہاراسٹر،آندھراپردیش،مدھیہ پردیش)

(3) عدالتِ عظمیٰ کافیصلہ................بدل سکتا ہے۔

(گورنر،صدرجمہوریہ،وزیراعظم،وزیراعلیٰ)

(iv) **تسلسلی قسم کے سوال(Continuity Type Question)**

اس قسم کے سوالات میں واقعات کی ایک فہرست دی جاتی ہے اور طلبہ سے کہا جاتا ہے کہ اس فہرست کو تاریخ وار تسلسل سے پیش کرے۔اسی طرح دوسرے حقائق کوان کی اہمیت کی بنیاد پرپیش کرنے کوبھی کہاجاسکتا ہے۔

مثال:

سوال نمبر1-مندرجہ ذیل کوتاریخ وارتسلسل سے لکھیے۔

(1)جہانگیر بادشاہ(2)اورنگ زیب بادشاہ(3)بابر بادشاہ(4)ہمایوں بادشاہ(5)اکبر بادشاہ(6)بہادرشاہ ظفر

سوال نمبر-2ہندوستان کی مندرجہ ذیل ندیوں کوان کی لمبائی (چھوٹی سے بڑی) کی بنیاد پرلکھیے؟

(1)جمناندی(2) گوداوری(3)مہاندی(4) گنگاندی(5)نرمداندی

(v) **تقابلی قسم کے سوال:(Matching Type Question)**

اس قسم کےسوال میں عام طور پردوکالم ہوتے ہیں۔ایک کالم میں لکھامواداسٹیم(Stem) کا کام کرتا ہےاور دوسرا کئی متبادل فراہم کرتا ہے۔متبادلوں کی تعداد اسٹیم(Stem)میں دیئے ہوئے آئٹم(items)سے زیادہ ہونا چاہیے۔ اس میں دونوں کالم میں دیئے گئے

آئٹم (items) تسلسل میں نہیں ہوتے۔اس میں طلبہ ایک فہرست کو دوسرے کالم کی فہرست کے آئٹم (items) سے ملاتے ہیں۔اس طرح کے سوالات کے ذریعے طلبہ کی حقائق کے سمجھ کی جانچ کی جاتی ہے۔

مثال:-

(1) نیل ندی	(1) بنگلہ دیش
(2) نرمدا ندی	(2) نیپال
(3) ایوریسٹ چوٹی	(3) ہماچل
(4) بھاکھرا باندھ	(4) ہندوستان
(5) پدما ندی	(5) افریقہ برِّ اعظم
(6) لیک وُلٹا	(6) شمالی امریکہ
(7) گھانا	(8) نائیجیریا

(vi) اصناف بندی کے سوال (Classification Type Question)

اصناف بندی قسم کے وہ سوال ہوتے ہیں جن میں بہت ساری چیزوں میں سے منفرد شے کی تلاش کر کے الگ کرنا یعنی ایک طرح خصوصیت والے تمام چیزوں کو ایک ساتھ رکھنا اور منفرد خصوصیت والی شے کو الگ رکھنا۔

مثال1:- مندرجہ ذیل میں اس نام کے نیچے لائن کھینچنا جو دوسرے سے کسی طرح الگ ہو

(ii) بابر، اکبر، جہانگیر، ہمایوں، اشوکا دی گریٹ

مثال2:- مندرجہ ذیل میں خریف کی فصلوں کے نام اور ربیع فصلوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ان فصلوں کی الگ الگ فہرست بنائیے۔

گیہوں، چاول، دال، سویابین، چنا، تلہن، جوار، مکئی، باجرا، ارہر، اُڑد، مونگ، مٹر، سرسوں

ربیع فصلوں کے نام☆ خریف میں ہونیوالی فصلوں کے نام

(vii) قرابتی یا تعلقی قسم کے سوال:

اس طرح کے سوالات میں دو چیزوں کے درمیان باہمی ربط کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس طرح کے امتحان کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کی سمجھ کو جانچنا۔

مثال1:- مندرجہ ذیل میں دیئے گئے واقعات کی جگہ اور سال لکھیے

وقعہ	جگہ	سال
بابر کی پہلی جنگ	....	....
تاج محل	....	....
قطب مینار	....	....

(viii) **بازیافتی قسم کے سوال (Recall Type Question)**

اس قسم کے امتحان میں ایسے سوال پوچھے جاتے ہیں جن کا جواب آسان اور چھوٹا ہوتا ہو۔اس طرح کے امتحان کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کے علم کو معلوم کرنا۔طلبہ سے چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھے جاتے ہیں یہ سوالات علم (Knowledge) کو جانچتے ہیں۔

مثال1:-

(1) ہمارے ملک میں کالی مٹّی کن صوبوں میں پائی جاتی ہے؟

(2) کالی مٹّی میں کون سی فصل اچھی ہوتی ہے؟

مثال2:- مندرجہ ذیل کا جواب ایک لفظ میں یا ایک جملے میں دیجئے۔

(1) خطہ وسطٰی میں پورے سال بارش کیوں ہوتی رہتی ہے؟

(2) ہندوستان میں کتنے قسم کے موسم پائے جاتے ہیں؟

(3) گنگا ندی جہاں سے نکلتی ہے اس منبع کو کیا کہتے ہیں؟

تشکیلی تعین قدر (Formative Evaluation)

یہ تعین قدر کی وہ قسم ہے جسے سبق کے درس و تدریس کی عمل آوری کے درمیان انجام دیا جاتا ہے۔اس کا مقصد طلبہ اور اساتذہ کو مسلسل باز رسائی (Feedback) کی فراہمی ہے۔جس کی بنیاد پر وہ اپنے سبق اور طریقہ درس و تدریس میں مناسب تبدیلی کرتا ہے۔تشکیلی تعین قدر میں وہ سب ٹیسٹ، کوئز، ہوم ورک، کلاس ورک، پروجیکٹ ورک، Slip test اور زبانی سوالات ہو سکتے ہیں جو کسی پڑھائے گئے جزء کے بارے میں تیار کئے گئے ہوں۔یہ ٹیسٹ عام طور پر تدریس شدہ مواد کے حوالے سے طلبہ کی صلاحیت اور مہارت کو پرکھنے کے لیے ہوتے ہیں۔

تشکیلی تعین قدر کے لیے جو ٹیسٹ لیے جاتے ہیں وہ اکثر اساتذہ کے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔طلبہ کی پیش رفت کو جانچنے کے لیے مشاہدتی (Observation) تکنیکس استعمال کی جاتی ہیں اور ان سے اکتسابی اور تدریس کی کمزوریوں اور غلطیوں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔چونکہ تشکیلی تعین قدر کا استعمال دوران تدریس طلبہ کی اکتسابی پیش رفت کو جانچنے پرکھنے کے لیے کیا جاتا ہے۔اس لیے ان ٹیسٹوں کو نشانات اور گریڈ دینے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔تشکیلی تعین قدر میں خاص طور پر چار قسم کے آلات استعمال کیئے جاتے ہیں۔

1۔	بچوں کی شراکت۔ردِّعمل	۔10 نشانات
2۔	تحریری نوٹ بکس، گھر کا کام وغیرہ	۔10 نشانات
3۔	منصوبہ عمل (Project Work)	۔10 نشانات
4۔	مختصر امتحانات (Slip Tests)	۔10 نشانات

2۔ **مجموعی تعین قدر (Summative Evaluation)**

یہ تعین قدر کی وہ قسم ہے جسے تدریسی اکتسابی پروگرام کے مکمل ہونے کے بعد انجام دیا جاتا ہے۔اس تعین قدر کے ذریعے تدریسی نتائج کی نشاندہی کی جاتی ہے۔خارجی (External) اور داخلی (Internal) امتحانات اس نوعیت کی تعین قدر ہیں۔اس تعین قدر کی بدولت یہ معلوم ہوتا

ہے کہ تدریسی مقاصد کی کس حد تک تکمیل ہوئی اور تدریس کہاں تک موثر رہی ہے۔

مجموعی تعین قدر نوعیت کے لحاظ سے فیصلہ کن ہوتا ہے۔اس کا مقصد عمل تدریس واکتساب کی جانچ پرکھ بھی ہے اور تشکیلی تعین قدر سے اس کو ممتاز کرنا بھی ہے۔ یہ کورس کا اختتام بھی ہے اور کورس کے قابل لحاظ حصہ کے وسیع تر تدریسی مقاصد کی اندازقدر(assessment) بھی ہے۔

ہمارے پبلک امتحانات، سالانہ امتحانات یا ٹرم ٹیسٹ سب کے سب مجموعی (Summative) ٹیسٹ کے دائرے میں آتے ہیں جس کو مجموعی تعین قدر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ طلبہ کی کارکردگی کی پیائش ہے، ان کی ہر روز کی پیش رفت نہیں ہے۔ یہ ان کی تعلیمی حالات کا تعین قدر ہے اور اس کا خاص کام ان کی کامیابی یا پیش رفت کے مطابق ان کو گریڈ، پروموشن یا سرٹیفکیٹ دینا ہے۔ مجموعی/اختتامی تعین قدر، اکائی کے اختتام پر ٹرم کے پورا ہونے پر یا پھر کورس کے مکمل ہونے پر انجام پذیر ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کا زیادہ زور ادراکی طرز عمل (Cognitive behaviour)، کبھی کبھی نفسی حرکی (Psychomotor) یا جذباتی طرز عمل (Affective behaviour) کی پیائش پر ہوتا ہے۔

گریڈ کا تعین کرتے وقت طالب علم کے جملہ محصلہ نشانات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ذیل کے جدول کے مطابق نشانات کے فیصد کے اعتبار سے گریڈ دیا جاتا ہے۔

فیصد	گریڈ
91-100	A+
71-90	A
51-70	B+
41-50	B
0-40	C

5.8 سماجی علوم میں تعین قدر کے مقداری اور معیاری آلات

(Quantitative And Qualitative Tools in Social science)

سماجی علوم میں طلبہ کی کارکردگی سے متعلق ٹھیک ٹھیک اندازہ قائم کرنے کے لیے تعلیمی نتائج کا جائزہ کمیت اور کیفیت دونوں اعتبار سے لینا ضروری ہے۔ سماجی علوم کے ایک کامیاب ٹیچر کو دونوں طرح کے تعین قدر کے طریقہ کار اور ان سے متعلق ضروری مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے۔

5.8.1 مقداری اندازہ قدر (Quantitative Evaluation)

سماجی علوم میں زیادہ تر تعلیمی نتائج وہ ہیں جن کی صحت و درستی ٹیچر خود طے کرسکتا ہے۔اس کو بآسانی یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ طلبہ کا جواب صحیح ہے یا غلط اور اسی بنیاد پر وہ نمبر دیتا ہے۔ نمبر دینے کا یہ عمل مقداری یا کمیتی اندازۂ قدر (Quantitative Assesment) کہلاتا ہے۔لیکن یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ طویل جوابی سوالات کے نمبروں کا فیصلہ کرنا نسبتاً مشکل کام ہے اس لیے اس طرز کے سوالات پر نمبر دیتے ہوئے درج ذیل امور

کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

(1) معیاری جوابات تیار کر لیے جائیں۔

(2) نمبروں کی ایک کلید (Key) تیار کر لی جائے۔

(3) ممتحن کو ہدایت دی جائے کہ سماجی علوم کے پرچہ میں لسانی غلطیوں وغیرہ کے نمبر نہ کاٹے۔

5.8.2 معیاری اندازۂ قدر (Quilitative Evaluation)

سماجی علوم میں بعض تعلیمی نتائج کا اظہار طلبہ میں سیکھنے کی کیفیت میں اضافہ سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر دیگر مذاہب، زبانوں، علاقوں کے متعلق رواداری، تحسین اور احساس ذمہ داری، نقشہ سازی کی صلاحیت وغیرہ کا تجزیہ کیفیت اور معیار کے اعتبار سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی صلاحیتوں کا شمار کرنا اور ان پر نمبر دینا بہت مشکل ہے۔ یہ ٹیچر کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ میں ان امور کا مشاہدہ کرے اور ایک خاص مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے طلبہ کا مقابلہ کر کے ان کی درجہ بندی کرے۔ مذکورہ بالا صلاحیتوں کے علاوہ ادراکی اکتساب کے وہ نتائج، جن کا اظہار طلبہ طویل تحریری جوابات کی شکل میں کرتے ہیں، ان کا بھی کیفیتی اندازہ قدر کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ طویل جوابی سوالات میں درجہ بندی، نمبر دہی سے زیادہ قابل اعتبار مانی جاتی ہے۔

☆ درجہ بندی (Classification)

یہ سوال بڑا اہم ہے کہ درجہ بندی کیسے کی جائے؟ درجہ بندی کے لیے کیا پیمانہ ہو؟ اس میں کن امور کو شامل کیا جائے؟ کتنے نکات پر مشتمل یہ پیمانہ ہو؟ اس مقصد کے لیے عموماً 0 تا 10 یعنی 11 نکات پر مشتمل ایک پیمانہ نہایت موزوں ہوسکتا ہے۔ اس کے ذریعے ہم طلبہ کی صلاحیتوں کو سامنے رکھ کر ان کی درجہ بندی کر سکتے ہیں اور اسی درجہ بندی کو فیصد میں بھی تبدیل کر سکتے ہیں۔

5.8.3 طلبہ کی کارکردگی کی کیفیتی توضیح (Explanation of Student Performance)

طلبہ کو جو درجہ اور نمبرات دیے جاتے ہیں وہ اسی وقت بامعنیٰ ہوسکتے ہیں جب ان کی کیفیتی توضیح کی جائے اس توضیح کے ذریعے طلبہ کی انفرادی کارکردگی کی سطح بھی معلوم ہوسکتی ہے۔ سماجی علوم میں طلبہ کی کارکردگی کی درجہ بندی کے لیے اگر 11 نکاتی پیمانہ کا استعمال کیا جائے تو اس کے لیے حسبِ ذیل درجات، درجہ کے نشانات، کیفیتی توضیح، مساوی فی صد پر مشتمل ایک جدول تجویز کیا جارہا ہے۔

درجہ	نشانات درجہ	کیفیتی توضیح	مساوی فیصد
A+	10	غیر معمولی امتیاز کے ساتھ درجہ اول	96-100
A	9	عمدہ امتیاز کے ساتھ درجہ اول	86-95
A-	8	اچھے امتیاز کے ساتھ درجہ اول	76-85
B+	7	اچھا درجہ اول	66-75
B	6	اوسط سے کچھ بہتر	56-65

46-55	اوسط	5	B-
36-45	قابل اطمنان	4	C+
26-35	قابل اطمنان نہیں	3	C
16-25	کمزور	2	C-
06-15	بہت کمزور	1	D
0-5	انتہائی کمزور	0	E

اپنی معلومات کی جانچ (Check Your Progress)

1۔ کمیتی اور کیفیتی تعین قدر کے درمیان فرق واضح کریں۔

2۔ کیفیتی تعین قدر کے چند مثالیں پیش کیجیے۔

5.9 مسلسل جامع تعین قدر (Continous and Comprehensive Evaluation)

مسلسل اور جامع جانچ ایک حکمت عملی ہے جو طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو مسلسل جانچتی رہتی ہے۔اس طریقہ کار کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو پورے تعلیمی سال میں وقفے وقفے پر جانچا جائے۔اس طرح کی تشخیص کو قابلِ فہم اور مسلسل اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ پورے تعلیمی سال میں طالب علم کی صلاحیت کو مختلف زاویے سے دیکھتا ہے اور اس کا تعینِ قدر کرتا ہے۔یہ طریقۂ کار اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ کسی بھی طلاب علم کی تمام صلاحیتوں کو ایک امتحان جو 3 گھنٹے کا ہوتا ہے میں جانچا نہیں جاسکتا۔اس مفروضہ کی یہ دلیل ہے کہ اگر طالب علم رات میں بیمار پڑ گیا اور اس کا امتحان اچھا نہیں ہو پایا تو اس طاب علم کو ہم کمزور یا اوسط درجے سے کم سمجھیں گے اسی طرح اگر کسی طالب علم نے رات میں قیاس آرائی کر کے پانچ سے چھ سوال کے جواب حفظ کر لیے اور امتحان میں اتفاق سے وہی سوالات آ گئے اور اس طالب علم کے امتحان میں نمبر سب سے زیادہ آ گئے تو کیا ہم اس طالب علم کو سب سے ذہین طالب علم کہیں گے۔ان تمام خامیوں کو دور کرنے کے لیے اس حکمت عملی کو لایا گیا تا کہ طلبا کی ہمہ جہت فروغ کو ذہن میں رکھتے ہوئے تعینِ قدر کیا جا سکے۔اس حکمت عملی میں پورے سال طلبا کا امتحان لیا جاتا ہے اور ان امتحانات میں طلبا جو بھی نمبر حاصل کرتا ہے اسے نتیجے میں درج کیا جاتا ہے اور اس طرح ایک مکمل نتیجہ وجود میں آتا ہے۔اس نتیجے کو طلبا کے سال کے آخر میں دے دیا جاتا ہے۔اس تعینِ قدر کا مفہوم اس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔اس میں اکائی امتحان وقفے وقفے پر لیے جاتے ہیں۔ان امتحان کے ذریعے طالب علم اندر موجود کمیوں کو معلوم کر کے ان کی اصلاح کی جاتی ہے اور اصلاحی کلاسیں(Remedial) چلائی جاتی ہیں۔اس امتحان کے ذریعے طلبہ اور معلم دونوں کو بازیافت

(Feedback) یا بازافزائش کے لیے اور خود کا تعین قدر کرنے کے لیے Data (معطیات) موصول ہوجاتا ہے۔اس کا دوسرا معنی ہے، وہ جانچ جو طلبہ کی درسی یا تعلیمی اور ہم درسی (Co-Scholastic) پہلوؤں کی جانچ کرے اور طلبہ کی جسمانی اور ذہنی فروغ کو بھی ساتھ ساتھ جانچے۔طلبہ کی کچھ ایسی صلاحیتیں ہیں جن کو ہم تحریری امتحان کے ذریعے معلوم نہیں کرسکتے جیسے طلبہ کا رویہّ، رجحان، استعداد وغیرہ اس لیے ان کو جانچنے کے لیے مختلف قسم کے آلات اور طریقۂ کار کی ضرورت پڑتی ہے۔اس طرح کی جانچ کا اہم مقصد مندرجہ ذیل علاقوں کی تشخیص کرنا ہوتا ہے۔

- یاد کرنا (Remembering)
- سمجھنا یا ادراک کرنا (Understanding)
- استعمال کرنا (Applying)
- تجزیہ کرنا (Analyzing)
- تعینِ قدر کرنا (Evaluating)
- تخلیق کرنا (Creating)

اس طرح کے امتحان اس روایتی امتحانات سے مختلف ہیں جو صرف طلبہ کی درسی صلاحیت کو جانچتے تھے۔اس طرح کے امتحان طلبہ کی مکمل جانچ کرتے ہیں۔اس طریقۂ کا اہم مقصد ہوتا ہے اچھے شہریوں کو پیدا کرنا جن کی ذہنی اور جسمانی صحت اچھی ہو، مناسب مہارت رکھتے ہوں اور اپنی اکیڈمک یا علمی کمال کے ساتھ ساتھ ہم درسی مہارتوں میں بھی اچھی صلاحیت رکھے۔

5.9.1 CCE کے مقاصد (The Objectives of CCE)

(i) طلبہ کے اندر وقوفی، نفسیاتی حرکی اور جذباتی علاقہ (Cognative,Affective,Psychomotor) مہارتوں کا فروغ کرنا۔

(ii) طلبہ کے اندر سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کا فروغ کرنا اور حفظ یا رٹنے کی عادت کو کم کرنا

(iii) طلبہ کی کامیابی کو بہتر بنانے اور تدریسی طریقۂ کار میں اصلاح کرنے اور تبدیل کرنے کے لیے تعین قدر کا استعمال کرنا۔

(iv) درس وتدریس کے عمل یا فعل میں تعین قدر کو اہم حصہّ بنانا۔

(v) اس کے ذریعے طلبہ کی کمزوری کو مسلسل پتا لگانا اور اصلاحی تدریس منعقد کرنا۔

(vi) تعین قدر کو ایک معیار کو قائم رکھنے والا آلہ کی طرح استعمال کرنا تاکہ توقع کے مطابق معیار کو قائم رکھا جاسکے۔

(vii) اس پروگرام کی سماجی افادیت کتنی موثر ہے کو یقینی بنانا اور طلبہ کے لیے موثر اقدامات اُٹھانے کے لیے صحیح فیصلہ لینا اور درس وتدریس کے ماحول کو اچھا اور سازگار بنانا۔

(viii) اس طریقۂ کار کا اہم مقصد ہے تدریس کو طلبہ مرکزیت بنانا اور تمام سرگرمیوں کو طلبہ کے ذہن میں رکھ کر مرتب کرنا۔

5.9.2 CCE کی محیط یا مقدار معلوم کرنا (Parameters of CCE)

اس پروگرام کو موثر اور کامیاب بنانے کے لیے مندرجہ ذیل نکات کو ذہن میں رکھنا چاہیے اور ان پر عمل کرنا چاہیے۔

(i) سیکھنے والے کے بارے میں صحیح اور تمام معلومات اکٹھا کرنا۔

(ii) اپنے مضمون اور ہم نصابی سرگرمیوں میں طلبہ نے کتنی ترقی کی اسے جاننے کے لیے مختلف طریقے کا راپنانا جیسے بحث ومباحثہ، فوری تقریر، مضمون نگاری، کتب خانے کا استعمال، درجہ جماعت کی حاضری، درجہ جماعت میں درس وتدریس میں حصہّ لینا، پروجیکٹ تیار کرنا تفریحی سفر میں جانا اور اس کی رپوٹ بنانا، کھیل میں شامل ہونا وغیرہ سے ہم طلبہ کی تمام صلاحیتوں کو جانچ سکتے ہیں۔

(iii) تمام سرگرمیوں سے متعلق معلومات کومسلسل اکٹھا کرنااوران کودرج کرنا۔

(iv) ہرایک سیکھنے والے کواپنا ردِعمل پیش کرنے کا موقع فراہم کرنااوراس کے لیےاسے پورا وقت دینا۔

(v) طلبا کے ہر جواب پر پوری توجہ دینااوران کودرج کرنا۔

(vi) طلبا کو بازیافت (Feedback) دینا تاکہ وہ اپنے علم کوبہتر کرسکیں اوراپنے ہرعمل کوصحیح طریقے سےاور بہترین انداز میں پیش کرسکیں۔

مسلسل اور جامع جانچ کو یقینی بنانے میں معلم کا کردار (Role of the teacher for implementing the CCE)

مسلسل اور جامع جانچ کو یقینی بنانے میں معلم کا اہم رول ہوتا ہے کیوں کہ معلم ہی اپنے طلبا کو روزانہ دیکھتا ہےاوراس کی مختلف قسم کی صلاحیتوں کوسمجھتا ہےاس لیےمعلم کی ذمہ داری ہے کہ وہ طلبہ کی کارکرگی کو پوری ایمان داری کے ساتھ درج کرے اوراسے نتیجے میں پیش کریں۔اس کوکامیاب بنانے کے لیےمعلم کومندرجہ ذیل نکات پرعمل کرنا چاہیے۔

(1) **ملاقات (انٹرویو) (Interview)**

معلم طلبہ کاانفرادی انٹرویولےکر بہت ساری معلومات حاصل کرسکتا ہے۔انٹرویوکے ذریعے ایسے بہت سے مسائل ابھرکر سامنے آجاتے ہیں جنھیں دوسرے ذرائع سے معلوم کرناممکن نہیں ہوتا۔ یہ استاداور طلباء کے درمیان ایک بالمشافہ تعلق ہوتا ہے۔اس کے مقاصد معلوماتی،انتظامی اور مشاورتی ہوسکتے ہیں۔انٹرویوطلبہ کی رہنمائی کے معاملے میں بہت مددگاراورمعاون ہوتا ہے۔انٹرویو کے ذریعےطلبا کی ان صلاحیتوں کوجن کو دوسرے ذرائع سے معلوم نہیں کیاجاسکتا معلوم کرکے اپنی ڈائری میں درج کرتا ہے CCE کو یقینی بنانے میں مدد کرتا ہے۔

(2) **سماجیت پیمائی (Sociometry)**

سماجیاتی پیمائی اسے کہتے ہیں جس کے ذریعےطلبہ کے سماجی درجے یاتعلق کومعلوم کیا جاتا ہے۔معلم طلبا کی سماجی ذہانت کوجاننے کے لیے اس کااستعمال کرتا ہے۔اس میں طلبہ کی ایک دوسرے کے بارے میں اپنی پہلی،دوسری اور تیسری ترجیحی شخصیت کے نام دینے کے لیے کہا جاتا ہے اس ترجیحی افراد کے شمار سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کون سب سے زیادہ ہردلعزیز ہے جوکئی لوگوں سے موافقت کرسکتا ہے۔معلم اس طرح سماجی ذہانت کی قدر پیمائی کر کےطلبہ کی اس صلاحیت کی درجہ بندی کر کے اپنی ڈائری میں نمبر کی شکل میں درج کرلیتا ہےاوراس طرح طلبہ کی سماجی صلاحیت کی جانچ ہوتی ہے۔

(3) **ریکارڈس (Records)**

معلم دورانِ تدریس جومختلف ریکارڈس مرتب کرتا ہےاس سےطلبہ کی نشوونمااورشخصیت کے سلسلے میں بہت اور مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ یہ ریکارڈس مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں۔

(i) جمع شدہ ریکارڈ (Cumulative Records)

(ii) منتشر واقعاتی ریکارڈ (Anecdotal Records)

(iii) ڈائریاں (Diaries)

(iv) خودنوشت سوانح عمریاں (Autobiographies)

(v) افراد کے بارے میں یادداشت (Case-histories)

(4) طلبہ کے ذریعے بنائی گئی اشیاء کی قدر پیمائی (Evaluation of Pupils Product)

طلبا کی تخلیقی صلاحیت کو جانچنے کے لیے معلم درجے کے طلبا سے مختلف قسم کے ماڈل، چارٹ اور خاکہ بنوا کر اس کی کارکردگی، اندازِ فکر، دلچسپی، مہارات اور قابلیت کو صحیح طریقے سے جانچ سکتا ہے۔ طلبا جب کسی شے کی تخلیق کرتا ہے وہ اس کے اندازِ فکر کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے ذریعے طلبہ کی اچھی اور صحیح رہنمائی کی جاسکتی ہے اور طلبا کو صحیح سمت دی جاسکتی ہے۔

(5) تفتیشی قسم کے سوالات (Enquiry Type Question)

اس کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں ان کے ذریعے معلومات اکٹھا کی جاسکتی ہے

(i) سوال نامے (Questionnaries)

سوال نامے عام طور پر ایک مقررہ سوالات کے جوابات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس طریقہ کار میں طلبہ کو ایک فارم کی شکل کا سوالنامہ فراہم کیا جاتا ہے جس کو طلبا خود تحریری طور پر مکمل کرتا ہے۔ سوالنامے کو استعمال کرنے کا اہم مقصد ہوتا ہے طلبہ سے ممکنہ اور اصل معلومات حاصل کرنا۔

(ii) شیڈول (Schedule)

شیڈول سوالات کا ایک سیٹ ہوتا ہے جس کو معلم طلبہ سے بالمشافہ پوچھتا ہے اور اس کے دیئے گئے جوابات کو اس میں درج کرتا ہے اس طریقہ کار سے طلبہ کی بہت ساری معلومات یا علم کا تعین قدر کیا جاسکتا ہے۔

(iii) چیک لسٹ (Check List)

یہ ایک فہرست ہوتی ہے جس میں مختلف اشیاء کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ ہدایات کے مطابق امیدوار اس کو چیک کرتا ہے۔

6 معیاری حوالہ جاتی اور اصول حوالہ جاتی ٹسٹ: (Norm-Referenced and Criterion - Referenced Test)

مستند معیاری حوالہ جاتی امتحان اسے کہتے ہیں جس میں امتحان دینے والے کے امتحان میں آئے نمبروں کو ایک خاص گروپ کے طلبہ کے نمبروں سے مشابہت کی جاتی ہے۔ جب ہم غیر معنی خیز معطیات کو کسی معیار سے مماثلت کرتے ہیں تو اس سے ایک سائنسی مفہوم نکل کر سامنے آتا ہے۔ معیار کو ہم اس طریقہ سے سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بھی معیار کے موافق نمونے پر لیے گئے امتحان کے اوسط نمبر۔ ان اوسط نمبروں کو ہم معیار کہتے ہیں۔ معیار کے موافق (Standardization) نمونے کا مطلب ہے ایسا نمونہ جو مکمل آبادی کی حقیقی نمائندگی کرتا ہے اسے مطلوبہ مقاصد کے لیے منتخب کیا جاتا ہے اور اس سے حاصل معطیات (Data) کا موازنہ اور تشریح کی جاتی ہے۔ معطیات (Data) اکٹھا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جو بھی ڈاٹا لیا جائے وہ پوری آبادی کی نمائندگی کرتا ہو اس لیے پوری آبادی کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان حصوں میں سے مثالی (Data) اکٹھا کیا جاتا ہے اس طریقہ کار سے ڈاٹا یا معطیات قابلِ اعتبار ہو جاتے ہیں اور پوری آبادی کی صحیح نمائندگی کرتے ہیں۔

اس طریقۂ کار کے ذریعے ہم طلبا کو مؤثر طریقے سے موازنہ کرسکتے ہیں۔ اس طرح کے امتحان یا ٹیسٹ کی بہترین مثال I.Q.(Intelligence Quotient) قدر ذہانت ٹیسٹ ہے۔ مستند معیاری حوالہ امتحان کا استعمال باشاخ کالج اور یونیورسٹی بھی کرتی ہیں اچھے کالج اور یونیورسٹی طلبہ کے داخلہ کے لیے داخلی ٹیسٹ منعقد کرتے ہیں یہ اس کی ایک بہترین مثال ہے اس طرح کے امتحان ایک مقررہ موزونِ تناسب میں طلبہ کو داخلے کے لیے پاس کرتا ہے تاکہ اس کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ لے سکیں۔ یہاں کامیاب طلبہ یا پاس طلبہ سے مراد ہے وہ طلبہ جن

کوداخلہ مل گیا کیونکہ اس میں طلبہ کی ظاہری صلاحیت کونہیں ناپا جاسکتا بلکہ اس گروپ میں جوسب سے اچھے نمبر حاصل کر کے داخلہ حاصل کر سکا۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ معیار(Norms) ہر سال بدلتا رہتا ہے کیونکہ یہ اس بات پر منحصر کرتا ہے کہ امتحان میں شامل ہونے والے ہم مقصد افراد کا گروہ کیسا ہے۔اگر ہم مقصد افراد کا گروہ بہت اچھا ہے تو(Merit) اچھی جائے گی اور اگر ہم مقصد افراد کا گروہ اچھا نہیں ہے تو فضیلت(Merit) کم ہوگی اوراس طرح داخلے کا معیار(Norms) ہر سال بدلتا رہتا ہے۔

اصولی حوالہ جاتی ٹیسٹ(Criterion - Referenced Test)

کسی بھی امتحان میں پائے نمبر کی تشریح کرنے کا یہ دوسرا طریقہ ہے اس میں باہر کا کوئی اصول یا معیار لیتے ہیں اوراس معیار سے امیدوار کے نمبروں کی مماثلت کرتے ہیں اس طریقہ کار کو اصو
لی حوالہ امتحان کہتے ہیں۔اصولی حولہ ٹیسٹ ہر سال نہیں بدلا جاتا اس کو تبھی تبدیل کیا جاسکتا ہے جب اس کے اصول کو تبدیل کیا جائے۔اس طریقہ کار میں اگر امتحان دینے والا پہلے سے طے کئے ہوئے سوالوں کے صحیح صحیح جوابات دے دیتا ہے تو اس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس لیے امتحان بنایا گیا تھا اس میں امتحان دینے والا کامیاب ہوا اوراس نے اس معیار کو پورا کیا جو پہلے سے بنایا گیا تھا۔اس طرح اصولی حوالہ آزمائش کی تشریح ان لفظوں میں کرسکتے ہیں کہ جس میں آزمائش کے عمل کو اسی طرزِعمل کے پیمانے سے متعلق ہو یا حوالہ ہو۔

اس طرح آزمائش کا اہم اصول ہے تربیت دینا اور تربیت دینے کے بعد اس کا ٹیسٹ لینا اور یہ جاننا کے تربیت دینے سے طلبا میں کیا تبدیلی آئی۔اصول یا حوالہ آزمائش کا سب سے بہترین مثال ہے گاڑی چلانے کا امتحان۔اس سے جب سیکھنے والے کو کسی خاص اصول سے ناپا جاتا ہے جیسے روڈ پر چلاتے وقت سیکھنے والے نے کسی کو بھی خطرہ نہیں پہونچایا۔اصولی حوالہ آزمائش ہمیشہ پہلے سے بنائے گئے اصولی یا(Cut-of) مقررہ حد پر مبنی ہوتا ہے جسے جو بچے ساٹھ فیصد امتحان میں نمبر حاصل کریں گے وہ اول درجے میں رکھے جائیں گے اور جو طلبہ 45% یا اس سے بہتر اور 60% فیصد نمبر حاصل کریں گے ان کو دوسرے درجے میں وغیرہ۔

اپنی معلومات کی جانچ (Check your progress)

1۔ تعین قدر کی تعریف کیجیے؟ اور ''تعین قدر کے سلسلے میں ''وسیلے'' کا کیا خیال ہے؟ وضاحت کیجیے۔

____

____

2۔ سماجی علوم میں تعین قدر کے مختلف ذرائع اور طریقۂ کار کی نشان دہی کیجیے۔

____

____

3۔ سماجی علوم میں تعین قدر کے مقاصد اوراس کے خصوصیات بیان کیجیے۔

____

____

4۔ پیمائش اور تعین قدر میں کیا فرق ہے؟

5۔ سماجی علوم میں طلبہ کی کارکردگی کے تجزیہ کی وضاحت کیجیے۔

5.10 یاد رکھنے کے نکات(Points to Remember)

- سماجی علوم میں قدر پیمائی کا مقصد ہوتا ہے طلبہ کو سند(Certifcate) دینا۔
- Galton اور Darwin نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ دو شخص ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں۔
- تعین قدر کے آلات یا طریقۂ کار Evaluation Tools or Techniques:

  تعین قدر کے آلات یا طریقۂ کار کا ہم مندرجہ ذیل قسم میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

  (1) زبانی امتحان(Oral Test)

  (2) مقالاتی قسم کے امتحان(Essay type Test)

  (3) مختصر جوابی قسم کے امتحان(Short Answer Type

  (4) معروضی قسم کے امتحان(Objective Type Test)
- معروضی امتحان کی قسمیں (Types of Objective Tests)

  (1) تعددی انتخاب(Mulitple Choice)

  (2) صحیح غلط یا ہاں اور نا (True or False or yes no)

  (3) تکمیلی قسم کے سوال (Completion type)

  (4) تسلسلی قسم کے سوال (Sequence Tests)

  (5) تقابلی قسم کے سوال(Matching Test)

  (6) اصناف بندی کے سوال (Classification Test)

  (7) قرابتی یا تعلقی قسم کے سوال(Relationship Test)

  (8) بازیافتی قسم کے سوال (Recall type test)
- اس طرح کی جانچ کا اہم مقصد ہوتا ہے مندرجہ ذیل علاقوں یا دائروں کی تشخیص کرنا۔

  (1) یاد کرنا(Remembering)

(2) سمجھنا یا ادراک کرنا (Understanding)

(3) استعمال کرنا (Applying)

(4) تجزیہ کرنا (Analyzing)

(5) تعینِ قدر کرنا (Evaluating)

(6) تخلیق کرنا (Creating)

- یہ ریکارڈس مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں۔

(i) جمع شدہ ریکارڈ (Comulative Records)

(ii) منتشر واقعاتی ریکارڈ (Anecdotal Records)

(iii) ڈائریاں (Diaries)

(iv) خودنوشت سوانح عمریاں (Autobiographies)

(v) افراد کے بارے میں یادداشت (Case-histories)

5.11 فرہنگ (Glossary)

تعین قدر (Evaluation)	تشخیص
سند (Certifcate)	وہ مجازی کاغزات جو کسی بھی تعلیمی پروگرام کو ختم ہونے پر جاری کئے جاتے ہیں۔
وقوفی (Cognitive)	ادراک، بصیرت
غیر وقوفی	Non-Cognitive
توافق	Reliable
معقول	Valid
(Measurement)	اندازہ قدر یا جانچ
بازطلبی	Recall
دوقطبی	Bio-polar
ہدایت	Instruction
انتظام/انتظامیہ	Administration
ممتحین	Examiner
مادہ	Stem
افزائس	Feedback

معطیات	Data
ہم درسی	Co- Scholastic
سمجھ یاادراک	Understandig,Comprehesion
تجزیہ کرنا	Analyzing
تعین قدر کرنا	Evaluating
تخلیق کرنا	Creating
جمع شدہ ریکارڈ	Cumalative Record
منتشیر واقعاتی ریکارڈ	Anecdotal Record
ڈائیریاں	Diaries
خودنوست سوانح عمریاں	Auto Biographies
افرادی یاداشت	(Case History)
موافق	(Standardization)
معیار	(Norms)

5.12 اکائی کے اختتام کی سرگرمیاں (Unit End Activities)

معروضی جوابات کے حامل سوالات (Obiective Answer Type Quesions)

(1) CBSE نے CCE Pattern کو کب لاگو کیا؟

(ا) 2008 (ب) 2007

(ج) 2005 (د) 2009

(2) کس نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ دو شخص ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں؟

(ا) Galton اور Darwin (ب) Kerlinger

(ج) E,B, Wesley (د) HaNNa

(3) تعین قدر کے آلات یا طریقہ کار ہیں؟

(ا) زبانی امتحان (ب) مقالاتی قسم کے امتحان

(ج) مختصر جوابی قسم کے امتحان ومعروضی قسم کے امتحان (د) ان میں سے سبھی

(4) معروضی امتحان کی قسمیں؟

(ا) تعدادی انتخاب (ب) صحیح، غلط، یاہاں اورنا

(ج) تکمیل قسم کے سوال　　　　(د) ان میں سے سبھی

(5)　ان میں سے کون امتحان کی قسمیں نہیں ہیں؟

(ا) تمثیلی قسم کے سوال　　　　(ب) تقابلی قسم کے سوال

(ج) اصناف بندی کے سوال　　　　(د) ان میں کوئی نہیں

(6)　ریکارڈس مندرجہ ذیل قسم کے ہوتے ہیں؟

(1) جمع شدہ ریکارڈ　　　　(2) مشروعاتی ریکارڈ

(3) ڈائیریاں　　　　(4) ان میں سے سبھی

مختصر جوابات کے حامل سوالات (Short Answer Type Question)

1۔　تعین قدر کسے کہتے ہیں۔ تعین قدر کی خصوصیات کو بیان کیجیے۔

2۔　تعین قدر کے کتنے اقسام ہوتے ہیں؟

3۔　مسلسل اور جامع جانچ یا قابل شمول جانچ کی وضاحت کیجیے۔

4۔　معروضی امتحان کی قسمیں بتایئے۔

طویل جوابات کے حامل سوالات (Long Answer Type Question)

1۔　تعین قدر کا معنی ومفہوم اور اس کی خصوصیات کو واضح کیجیے۔

2۔　تعین قدر کسے کہتے ہیں؟ اس کے کتنے اقسام ہوتے ہیں؟ اور اس میں استعمال کئے جانے والے آلات پہ روشنی ڈالیں۔

3۔　اس مسلسل اور جامع جانچ یا قابل شمول جانچ سے آپ کیا سمجھتے ہیں وضاحت کیجیے۔

5.13　مزید مطالعے کے لیے تجویز کردہ کتابیں (Suggested Books for Further Reading)

(1) Aggarwal,J.C. (2007) . Elements of Educational Technology and Management. Vinod Pushtak Mandir, Agra-2

(2) Aggarwal, J.C. (2006). Teaching of Social Studies. Vikas Publishing house PVT.LTD.

(3) Airasian, Peter W.; Cruikshank, Kathleen A.; Mayer, Richard E.; Pintrich, Paul R.; Raths.James; Wittrock, Merlin C.(2000). Anderson, Lorin W.; Krathwohl, David R., eds. A taxonomy for learning, teaching, and assessing: A revision of Bloom's taxonomy of educational objectives. Allyn and Bacon. ISBN 978-0-8013-1903-7.

(4) Batra, Poonam . E ditor(2010). Social science Learning in Schools. Perspactive and Challenges. Sage Publishers Private Limited, new Delhi-110002

(5) Baldwin, J.W.(1949): Teaching the Social Studies in Units by the Laboratory

Method, The Social Studies Vol. XL(2), Pp.58-63.

(6) Best. W. John&Kahn. V. James (1995) Research in Educational. Printice Hall of india Private Ltd. New delhi 110001

(7) Bhushan,Anand.Ahuja,Malvinder. Educational Technology Theory and Practice in Teaching learning Process. Vivek Publishers Meerut india.

(8) Bloom, B. S.; Engelhart, M. D.; Furst, E. J.; Hill, W. H.; Krathwohl, D. R. (1956). Taxonomy of educational objectives: The classification of educational goals. Handbook l: Cognitive domain new York: David McKay Company.

(9) Bloom ,B. S. (1994). Reflections on the Development and use of the taxonomy . in Rehage,
Kenneth J,: Anderson, lorin W,: Sosniak, Lauren A. "Bloom's taxonomy: A Forty-years retrospective".Yearbook of the National Socity for the Study of Education (Chicago: National Society for the Study of Education) 93 (2).ISSN 1744-7984.

(10) Clark, Donald R.(1999). "Bloom's Taxonmy of Learnin Domains". Retrieved 28 jan 2014.

(11) Dave, R. H. (1975). Armstrong, R. J., ed. Developing and writing behavioral objectives. Tucson: Educational Innovators Press.

(12) Ediger Marlow Digumarti Bhaskara Rao (2011).Essays on Teaching Social' Studies . DiscoveryPublishing House PVT. LTD. New Delhi-110002

(13) Edward Porter Alexander, Mary Alexander; Alexander, Mary; Alexander, Edward Porter (September 2007). Museums in motion: an introduction to the history and functions of museums. Rowman & Littlefield, 2008. ISBN 978-0-7591-0509-6. Retrieved 2009-10-06.

(14) Encyclopaedia Britanica Vol. 10 Page 923, 15th Edition(2007) Printed in USA.

(15) Frequently Asked Questions- The World Museum Community

(16) Findlen, Paula (1989). "the Museum: its classical etymology and renaissance genealogy". Journal of the History of Collections 1 (1): 59-78. doi:10.1093/jhc/1.1.59. Retrieved 2008-04-05.

(17) Hussain, Syed. Ashgar. Educational Techcology and Computer Education. Deccan Traders Educational Publishers, Hyderabad

(18) Kapoor, Urmila.(1995). Educational Techcology. Sahitya Prkashan Aapka Bazar, Hospital Road, Agra-3

(19) Khan. M. Saheel.(2009). Concept of Social Science.Alok Prakashan, FF Plaza Aminabad,Lucknow & 110 Vivekanand Marg,Allahabad.

(20) Kocher,S.K.(1984). The Teaching of Social Studies,Sterling Publishers Private Limited,New Delhi-110020.

(21) Kocher,S.K.(1970).Secondary School Administration, Sterling Publishers Private

Limited,New Delhi-110020.
(22) Mehta,D.D. The Teaching of Social Studies.Tandon Publishers Ludhiana 141008.
(23) Musa, Mulk Md., Shazia Rasheed and Rubina Meiraj; Educational Techcology, Jardan Publication Lahore, Pakistan.
(24) Ruhela, S.P.(2007). Teaching of Social Sciences.Neelkamal PublicationPvt.Ltd. Sultan Bazar, Hyderabad-500095.
(25) Rawat,S.C. Essentials of Educational Twchnology. Vinay Rakheja C/o. R.Lall Book. Depott, Meerut, U.P. India
(26) Shaida.B.D.&Sharma.J.C.(1992).Teaching of Geography,Dhanpal Rai &Sons, Jullundhar-Delhi.
(27) Sharma,R. A. (2005). The Teaching of Social Sciences. Vinay Rakheja c/o R. lall Book Depot Near Govt. Inter College Meerut-250001.

(28) Sharma , R.A. Teacher Training Technology Managing Classroom Acticties, Surya Publicaton Meerut .U.P. India
(29) Sharma,R. L.(2006). The Teaching of Social Studies. Vinod Pushtak Mandir,Rangeya Raghava Marg, Agra-2
(30) Sharma,T.C.(2007). The Teachig of Social Studies.Sarup & Sons Ansari road, Daryagang New delhi-110002.
(31) Singh,A.K.(1997). Tests,Measurements and Research Methods in Behavioural sciences. Bharti Bhawan (publishers & Distributers) Thakurabari Road, Kadam kuan Patna-800003
(32) Singh, Harnarayan. (1989).Teaching of Geography.Dhanpat Rai & sons.Jullundur-Delhi.
(33) Yiyagi,Gurusaran Das.(2009). Samajik Addayan ka shijshan. Vinod Pushtaq mandir,Agra-2
(34) "Ptolemy I Soter, The First King of Ancient Egypt's Ptolemaic Dynasty". Tour Egypt. Retrieved 2008-04-05.
(35) Mouseion, def. 3, Henry George Liddell, Robert Scott, A Greek - English Lexicon, at Pwesece.
(36) Peter levi, Pausanias Guide to Greece 1: Central Greece,p. 72-73 (Paus. 1.25.2)
(37) Harrow, Anita J. (1972).A Taxonomy of the Psychomotor Domain: A Guide For Developing Behavioral Objectives. New York : David Mckay Company.
(38 Urdu Encyclopadia Volume II National Council for Promotion of urdu Language, New Delhi, India.
(39) Mohammed Ibrahim Khaleel (Method of Teaching Social Studies Deccan Traders Educational Publishers Hydrabad.
(39) Teaching of Social Studies Directorate of Distance Education Manuu Hydrabad.

نمونہ امتحانی پرچہ

سماجی علوم کی تدریس

جملہ نشانات 70 وقت : 3 گھنٹہ

ہدایت

یہ پرچہ تین حصوں پہ مستمل ہے۔ حصہ اول حصہ دوم اور حصہ سوم۔ ہر جواب کے لیے لفظوں کی تعداد اشارۃ ہے۔ تمام حصوں کے جواب لازمی ہے۔

۱۔ حصہ اول میں دس لازمی سوالات ہے جو کہ معروضی سوالات ہے۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے ایک نمبر مختص ہے۔

۲۔ حصہ دوم میں 8 سوالات ہیں۔ اس میں سے کوی 5 کے جواب ہی لازمی ہے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دو سو الفاظ پر مشیمل ہونا چاہیے۔ ہے سوال کے لیے 6 نمبر مختص ہے۔

۳۔ حصہ دوم میں 5 سوالات ہیں۔ اس میں سے کوی 3 کے جواب ہی لازمی ہے۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو الفاظ پر مشیمل ہونا چاہیے۔ ہے سوال کے لیے 10 نمبر مختص ہے۔

حصہ اول

معروضی سوالات

1۔ روس کا انقلاب کا پہلا حصہ کب کا ہے؟

(ا) مارچ ۱۹۱۷ء (ب) اکتوبر ۱۹۱۷ء (ج) جنوری ۱۹۱۷ء (د) فروری ۱۹۱۸ء

2۔ مداری گردش کیا ہے؟

(ا) زمین کا چاند کا چکر لگانا (ب) چاند کا زمین کا چکر لگانا

(ج) زمین کا سورج کا چکر لگانا (د) سورج کا زمین کا چکر لگانا

3۔ ہندوستانی شہری پر کتنے بنیادی فرائض عائد کئے گئے ہیں؟

(ا) 5 (ب) 9 (ج) 11 (د) ان میں سے کوئی نہیں

4۔ ان میں سے کون سا طریقہ تدریس طالب علم میں تنقیدی صلاحت کو فروغ دیتا ہے۔

(ا) مثالی تکنیک (ب) سمینار (ج) دونوں (د) ان میں سے کوئی نہیں

5۔ مندرجہ ذیل میں سے نصاب کا اساس کون سا ہے۔

(الف) فلسفیانہ Philosophical (ب) نفسیاتی Psychological

(ج) سماجیاتی Sociological (د) مذکورہ بالا سبھی

(6) مندرجہ ذیل میں سے نصابی تشکیل میں کون سے اصول اہم ہیں۔

(الف) سرگرمی مرکوز (ب) متعلم مرکوز (ج) کمیونیٹی مرکوز (د) مذکورہ بالا سبھی

(7) زمانہ قدیم میں استاد کا طریقہ تدریس کیا تھا؟

(ا) تقریر (ب) برین اسٹورمنگ (ج) متعلقہ جگہ کی سیر (د) ان میں سے سبھی

(8) ان میں سے کن تدریسی اشیاء کو چلانے کے لیے بجلی کی ضرورت نہیں ہوتی ؟

(ا) ٹی وی (ب) ٹیپ رکارڈر (ج) پروجکٹر (د) ان میں سے کوئی نہیں

(9) (CBSE نے CCE Pattern) کو کب لاگو کیا؟

(ا) 2008 (ب) 2007 (ج)2005 (د)2009

(10) کس نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ دو شخص ایک جیسے نہیں ہوتے ہیں؟

(ا) Galton اور Darwin (ب)Kerlinger

(ج)E,B, Wesley (د) HaNNa

حصہ دوم

مختصر جوابی سوالات

(1) محوری گردیش سے کیا مراد ہے۔

(2) عرض البلد اور طول البلد کے تصورات کو واضح کریں۔

(3) مسلسل اور جامع جانچ یا قابل شمول جانچ کی وضاحت کیجیے؟

(4) معروضی امتحان کی قسمیں بتایئے؟

(5) ماڈل کی کوئی دو قسموں کے باڑے میں لکھیے۔

(6) سماجی مطالعہ کی تدریس میں ماڈل کے استعمال پر نوٹ لکھیں۔

(7) سماجی علوم کی درسی کتابیں کی خوبیاں وخامیاں بیان کریں

(8) معاشیات کے معنی بتایئے اور اس کی چند اہم تعریفیں لکھیے۔

حصہ سوم

طویل جوابی سوالات

(1) تدریسی معاون اشیاء کے طور پر گراف کے اقسام اور ان کے استعمال پر نوٹ لکھیے۔

(2) علم سیاسیات کا دیگر سماجی سائنس کے درمیان کیا تعلق ہے۔

(3) پیائش اور تعین قدر میں کیا فرق ہے؟

(4) سماجی علوم میں طلبہ کی کارکردگی کے تجزیہ کی وضاحت کیجیے۔

(5) معاشیات کے معنی کیا ہے؟ کیا یہ سائنس ہے یا فن یا دونوں؟ علم سیاسیات و معاشیات کی تدریس میں استعمال ہونے والی حکمت عملی پر تفصیلی بحث کیجیے۔

یہ کتاب مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے ڈی ٹی پی سیل کاؤنٹر پر دستیاب ہے۔

ملنے کا پتہ:

ڈی ٹی پی سیل کاؤنٹر، ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، گچی باؤلی، حیدرآباد-500032 (تلنگانہ)

DTP Sale Counter, Directorate of Translation & Publications

Room No. G-09, H. K. Sherwani Centre for Deccan Studies
Maulana Azad National Urdu University, Gachibowli,Hyderabad-500032
M: 9394370675, 9966818593, Email: directordtp@manuu.edu.in

Account Name: DTP Sale Counter **Account No.:** 187901000009349
Bank Name: Indian Overseas Bank **IFSC:** IOBA00001879
Branch: Gachibowli, Hyderabad

Counter Timings

Monday To Friday
09:30 a.m. To 05:30 p.m.

کتابوں کی قیمت پر رعایت کی شرح:

1۔عام قارئین کے لیے 25%

2۔طلبا، کالجز اور دیگر اداروں کے لیے 30%

کتابیں ڈاک سے بھی منگوائی جاسکتی ہیں۔

نوٹ: -/500 روپے سے زائد کے بل پر ڈاک خرچ نہیں لیا جائے گا۔